نام کتاب: **الخلفاء الراشدون**

مصنف: پیشوائے اہلسنت حضرت **پیر محمد افضل قادری**

سجادہ نشین نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات

کمپوزنگ: مفتی محمد شہزاد قادری نیک آباد

پروف ریڈنگ: حضرت مولانا محمد ساجد القادری نیک آباد

ناشر: مکتبہ افضلیہ نیک آباد گجرات 053-3713017

سٹاکسٹ

- "مکتبہ افضلیہ" باب غوث اعظم بائی پاس روڈ گجرات 0300-2659786
- "مکتبہ قادریہ عالمیہ" نیک آباد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 0300-6272130
- رضا بک شاپ طلحہ پلازہ بالمقابل تھانہ اے۔ڈویژن گجرات 0336-6203667

ملنے کے پتے

- کتب خانہ احمد رضا، دربار مارکیٹ لاہور۔ 0313-6202880
- شبیر برادرز اردو بازار لاہور۔۔۔۔۔۔ 042-37246006
- اکبر بک سیلرز، اردو بازار لاہور۔۔۔۔۔۔ 042-37352022

فہرست

خلیفۂ دوم حضرت **عمر فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

مصلح اعظم، خلیفۂ خامس حضرت **امام حسن مُجتبیٰ** رضی اللہ عنہ

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ رَحۡمَۃٍ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ شَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ وَعَلٰۤی اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ وَعَلٰۤی اَصۡحَابِہِ الۡھَادِیۡنَ الۡمَھۡدِیِّیۡنَ

...... رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الْمَهْدِيِّيْنَ الرَّاشِدِيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذ"(۱)

ترجمہ: "تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، تم اُن سنتوں کو داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑلو۔"

...... ارشادِ نبوی ہے:

"خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَّشَاءُ"(۲)

ترجمہ: "نبوت کی خلافت تیس سال ہے پھر اللہ جسے چاہے گا اپنی بادشاہی عطا فرمائے گا۔"

لہٰذا حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد خلیفۂ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہوئے، ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔

ایک بار مکہ مکرمہ میں امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"سَلُوْنِيْ عَمَّا شِئْتُمْ أُخْبِرْكُمْ عَنْهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ"

ترجمہ: "تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں جو بھی چاہو سوال کرو میں تمہیں کتاب اللہ (قرآن مجید) سے جواب دوں گا"

تو آپ سے پوچھا گیا: آپ مُحرِم کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو بھڑ کو مار دے؟ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محرم کو بھڑ مارنے کا حکم دیا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"

(۱) سنن ابی داؤد، باب فی لزوم السنۃ، الرقم: ۴۶۰۷ (۲) سنن ابی داؤد، باب فی الخلفاء، الرقم: ۴۶۴۶

ترجمہ: ”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔“
پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:
”فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ“
ترجمہ: ”تم اُن کی پیروی کرو جو میرے بعد ہیں اور ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی طرف اشارہ فرمایا۔“ (۳)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس ارشاد سے سمجھانا چاہتے ہیں کہ اتباعِ خلفائے راشدین درحقیقت بھی اتباعِ رسول ہے اور اتباعِ رسول درحقیقت تعمیلِ قرآن ہے۔

میں نے کتاب ھذا ”الخلفاء الراشدون“ میں اِن نفوسِ ذکیہ کی مثالی سیرتِ طیبہ، اہل سنت کے معتدل اور تحقیقی مذہب کے مطابق نہایت احتیاط سے لکھی ہے اور اس میں اُن غیر مستند تاریخی کہانیوں وقصوں سے اجتناب کیا ہے جو قرآن وحدیث کی نصوص سے متصادم ہیں اور جن کی وجہ سے امتِ مسلمہ میں صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فاسد اَفکار جنم لیتے ہیں۔

اُمید ہے کہ ہر مسلمان اس نہایت مفید کتاب کا مطالعہ نہ صرف خود کرے گا بلکہ اپنے بچوں اور دوستوں کو بھی مطالعہ کرائے گا۔

دینی مدارس کے اساتذہ ومعلمات سے گزارش ہے کہ

وہ درس نظامی کے طلبہ وطالبات کو یہ جامع الفوائد کتاب سبقاً پڑھائیں

خطباء ومقررین سے التماس ہے کہ

وہ اپنے خطبات ومواعظ اور دروس کے لیے اِس مستند کتاب کو زیرِ مطالعہ رکھیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عظیم الشان صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کے اتباع کا رزق عطا فرمائے آمین وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی وَلَدِہِ السَّیِّدِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلِیِّ وَعَلٰٓی اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ اَجْمَعِیْنَ۔

پیر محمد افضل قادری
سجادہ نشین نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
0300-9622887

(۳) الاکلیل للسیوطی، خطبۃ الکتاب، ص ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ

سایۂ مصطفٰے مایۂ اِصطفٰے عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اُس اَفْضَلُ الْخَلْق بَعْدَ الرُّسُل ثَانِیَ اثْنَیْنِ ہجرت پہ لاکھوں سلام
اَصْدَقُ الصَّادِقِیْن سَیِّدُ الْمُتَّقِیْن چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

حسب و نسب اور اوصاف و خصائل

آپ رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب: ابوبکر عبد اللہ بن ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔(۱)

جبکہ حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا شجرۂ نسب: حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ ہے۔(۲)

یعنی حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں "مرہ" میں مل جاتا ہے۔(۳)

"تیم بن مرہ" کی نسل سے ہونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کو بنو تیم کہا جاتا ہے یہی خاندان زمانۂ جہالت میں قصاص و دیت اور ضمان کے فیصلے کرتا تھا۔ اسلام سے پہلے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ قریش کے دار الندوہ کی شوریٰ کے اہم رکن تھے اور قصاص و دیت وضمان کے فیصلے کرتے تھے جسے تمام قریش تسلیم کرتے تھے۔

یاد رہے کہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی والدہ سلمٰی (جو ابوقحافہ کی چچازاد تھیں) کا شجرۂ نسب بھی "مرہ" میں حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مل جاتا ہے جو کہ اس طرح ہے سلمٰی بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔(۴)

(۱) المعجم الکبیر، الرقم: ۱ (۲) شعب الایمان، باب حب النبی، الرقم: ۱۳۲۵
(۳) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الاول ابوبکر، ۱/۲۶ (۴) المعجم الکبیر، الرقم: ۱

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ولادت سے دوسال اور تقریباً دوماہ بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی۔(۵)

آپ کا نام "عبدالکعبہ" رکھا گیا جسے حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے اسلام لانے کے بعد "عبداللہ" سے تبدیل فرمایا۔(۶)

آپ رضی اللہ عنہ کو جوان اونٹ رکھنے کا بڑا اشوق تھا اور آپ رضی اللہ عنہ جوان اونٹوں کی تجارت کرتے تھے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر (جوان اونٹوں والا) مشہور ہوئی۔

پھر بارگاہِ نبوی سے آپ رضی اللہ عنہ کو صِدّیق اور عتیق کے خطابات بھی ملے اور امت نے آپ رضی اللہ عنہ کی بے مثل جانثاری کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو یارِ غار کا خطاب دیا جو اَب ہر سچے وجانثار دوست کے لیے ضرب المثل بن چکا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ بچپن سے کفر وشرک سے بیزار اور نہایت پاکیزہ سیرت تھے۔ کبھی شراب نہیں پی، تمام برائیوں اور کمینہ خصلتوں سے طبعاً احتراز کرتے تھے۔

مجمعِ اصحاب میں حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی شراب نوشی کی؟ تو فرمایا:

"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ .... کُنْتُ اَصُوْنُ عِرْضِیْ وَاَحْفَظُ مُرُوْءَتِیْ فَاِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ کَانَ مُضِیْعًا فِیْ عِرْضِہٖ وَمُرُوْءَتِہٖ"

ترجمہ: "خدا کی پناہ، میں اپنی مروت وآبرو کی حفاظت کرتا تھا اور شراب پینے والا، اپنی عزت اور مروت کو برباد کردینے والا ہوتا ہے۔"

تو یہ خبر سن کر رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"صَدَقَ اَبُوْ بَکْرٍ صَدَقَ اَبُوْ بَکْرٍ"(۷)

ترجمہ: ابوبکر نے سچ کہا، ابوبکر نے سچ کہا۔

حضرت ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں: کہ مجمع اصحاب میں حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

(۵) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الاول ابوبکر، ۱/۲۸ (۶) السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر اول الناس ایمانا بہ، ۱/۳۸۹
(۷) تاریخ دمشق، ج۳۰، ص۳۳۳۔ کنز العمال، الرقم: ۳۵۵۹۸

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اَسْجُدْ لِصَنَمٍ قَطُّ...... وَاِنَّ اَبَا قُحَافَةَ اَخَذَ بِيَدِيْ وَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى مَخْدَعٍ فِيْهِ الْاَصْنَامُ .....فَدَنَوْتُ مِنَ الصَّنَمِ فَقُلْتُ: اِنِّيْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ فَقُلْتُ: اِنِّيْ عَارٍ فَاكْسُنِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ، فَاَخَذْتُ صَخْرَةً فَقُلْتُ: اِنِّيْ مُلْقٍ عَلَيْكَ هٰذِهِ الصَّخْرَةَ فَاِنْ كُنْتَ اِلٰهًا فَامْنَعْ نَفْسَكَ فَلَمْ يُجِبْنِيْ، فَاَلْقَيْتُ عَلَيْهِ الصَّخْرَةَ"(۸)

ترجمہ: "یارسول اللہ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بیشک میں نے کبھی بھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا...... اور بیشک مجھے میرے والد ابو قحافہ ایک کمرے میں لے گئے جہاں بت پڑے ہوئے تھے ...... میں بت کے پاس گیا اور کہا: میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو تو اس نے کوئی جواب نہ دیا، میں ننگا ہوں مجھے کپڑے دو اس نے کوئی جواب نہ دیا، پھر میں نے ایک پتھر پکڑا اور کہا: میں تم پر یہ پتھر پھینکنے والا ہوں اگر تو اِلٰہ ہے تو اپنے آپ کو مجھ سے بچا لے تو اس نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے اس پر پتھر دے مارا۔"

آپ زمانۂ جہالت میں نہایت کامیاب تاجر، نہایت سخی، صاحبِ احسان، مہمان نواز اور مصائب میں لوگوں کی امداد کرنے والے تھے۔ ہجرتِ حبشہ کے موقع پر جب آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا سفر شروع کیا تو مکہ مکرمہ کے ایک سردار ابن دغنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے جود وسخا کی اپنے اس کلام میں عکاسی کی اور کہا:

"اِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَاِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ"(۹)

ترجمہ: آپ جیسا شخص نہ اپنے شہر سے نکلتا ہے اور نہ ہی ایسے شخص کو نکالا جاتا ہے، بیشک آپ خالی ہاتھ لوگوں کے لیے روزی کماتے ہیں، رشتہ داری کے حقوق ادا کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ (قرضہ ومعیشت وغیرہ) اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

(۸) مرقاۃ المفاتیح، باب مناقب ابی بکر، زیر بحث حدیث نمبر ۶۰۳۴ (۹) صحیح بخاری، باب ہجرۃ النبی، الرقم: ۳۹۰۵

نوٹ : ابنِ دغنہ نے جو اوصاف حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے بیان کیے وہی اوصاف حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اہلیہ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کے نزول کے بعد بیان فرمائے تھے اور وہ الفاظ یہ تھے:

"اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتُقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ،(١٠)

ترجمہ: بیشک آپ رشتہ داری کے حقوق ادا کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ (قرضہ و معیشت وغیرہ) اٹھاتے ہیں، خالی ہاتھ لوگوں کے لیے روزی کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

زمانۂ جہالت میں آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ بچپن اور جوانی میں حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ رضی اللہ عنہ کے درمیان گہری دوستی تھی اور اس دوستی کی وجہ سے ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی طہارت و پاکیزگی انتہاء کو پہنچ گئی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ علم الانساب اور علم تعبیر رؤیا کے لیے بہت بڑے عالم تھے اور معاملہ فہمی میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑی ہمت و استقامت کے مالک تھے اور انتہائی بہادر اور نڈر تھے۔

قبولِ اسلام

جب حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر مبارک چالیس سال (قمری) ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر غارِ حرا میں وحی نازل ہوئی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ملک شام گئے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ چاند و سورج آسمان سے اتر کر آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں پڑ گئے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے اُن پر اپنی چادر ڈال دی ہے۔ ایک راہب کے پاس گئے اس عجیب خواب کی تعبیر دریافت کی تو راہب نے آپ رضی اللہ عنہ سے آپ کا نام، قبیلہ اور شہر کا نام دریافت کیا اور پوچھا تم کیا کرتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا میرا نام ابوبکر ہے، مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں قریش قبیلہ سے ہوں اور تاجر ہوں تو راہب نے بتایا:

(١٠) صحیح بخاری، باب بدء الوحی، الرقم: ٣

”صَدَقَ اللّٰہُ رُؤْیَاكَ فَاِنَّهٗ یُبْعَثُ نَبِیٌّ مِّنْ قَوْمِكَ تَكُوْنُ وَزِیْرَهٗ فِیْ حَیَاتِهٖ وَخَلِیْفَتَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ“

ترجمہ: ”اللہ نے تمہارا خواب سچ کر دیا ہے تمہاری قوم میں ایک بڑی شان والا نبی مبعوث ہوگا تم اس کی زندگی میں اس کے وزیر بنو گے اور ان کے انتقال کے بعد اِن کے خلیفہ ہو گے۔“

یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے متأثر ہوئے اور دل میں رقت طاری ہوئی اور مکہ مکرمہ پہنچ کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

”یَا مُحَمَّدُ! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) مَا الدَّلِیلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ“

ترجمہ: ”اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) جس چیز کا آپ دعویٰ فرما رہے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟“

توحضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَاَیْتَ بِالشَّامِ“

ترجمہ: وہ خواب جو تو نے ملک شام میں دیکھا ہے۔ تو حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے معانقہ کیا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا:

”اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَشْھَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ“(۱۱)

تحقیق یہ ہے کہ بالغ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور خواتین میں سب سے پہلے اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں اور نابالغ لڑکوں میں سے سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔(۱۲)

(۱۱) الخصائص الکبری، باب لطیفۃ اخری، ج۱، ص۵۱۔ الریاض النضرۃ، فصل فی اسلامہ، ج۱، ص۸۴
(۱۲) البدایۃ والنھایۃ، فصل فی ذکر اول من اسلم ۴/۷۳

چار نسلیں صحابی

صحیح ابن حبان میں ہے:

"وَهٰؤُلَآءِ اَرْبَعَةٌ فِيْ نَسَقٍ وَّاحِدٍ لَّهُمْ كُلُّهُمْ رُؤْيَةٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ : اَبُوْ قُحَافَةَ وَابْنُهٗ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ وَابْنُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُهٗ اَبُوْ عَتِيْقٍ وَّلَيْسَ هٰذَا لِأَحَدٍ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ غَيْرَهُمْ "(۱۳)

ترجمہ: "اور اِن چار (نسلوں) کو حضور نبئِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی رؤیت (یعنی صحابی ہونا) حاصل ہے۔ (وہ چار یہ ہیں:) ① ابو قحافہ ② اُن کا بیٹا حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اور ③ اُن کا بیٹا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ ④ اور اُن کا بیٹا ابو عتیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اس امت میں آپ کے علاوہ کسی اور کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔"

قبولِ اسلام کے بعد بے مثل قربانیاں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آپ کے اثر ورسوخ سے حضرت عثمانِ غنی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور فاتحِ ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور کئی دیگر با اثر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کے بعد اپنی جان، اپنا مال، اور اپنی تمام صلاحیتیں حضور نبئِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور فروغِ اسلام کے لیے وقف کر دیں۔

...... حضور نبئِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"اِنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ "(۱۴)

ترجمہ: "بیشک ابو بکر ہی تمام لوگوں میں سے اپنا مال اور ساتھ دینے میں سب سے بڑھ کر مجھ پر احسان کرنے والا ہے۔"

(۱۳) صحیح ابن حبان، باب ذکر اثبات رضا اللہ، الرقم: ۱۰۶۷ (۱۴) صحیح بخاری، باب الخوخۃ والممر فی المسجد، الرقم: ۴۶۴

نیز ارشادِ نبوی ہے:

"مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُّكَافِئُهُ اللهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"(١٥)

ترجمہ: "جس کا بھی ہم پر کوئی احسان تھا تو ہم نے اس کا بدلہ اتار دیا سوائے ابوبکر کے اُن کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی روز قیامت اُتارے گا۔"

حدیثِ پاک میں ہے:

"كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ فِيْ مَالِ اَبِيْ بَكْرٍ كَمَا يَقْضِيْ فِيْ مَالِ نَفْسِهٖ"(١٦)

ترجمہ: "حضور نبیِٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ حضرت ابوبکر کے مال میں اس طرح تصرف فرماتے تھے جیسا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے مال میں تصرف فرماتے تھے۔"

نیز ارشادِ نبوی ہے:

"مَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ"(١٧)

ترجمہ: "مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"حُبُّ اَبِيْ بَكْرٍ وَّشُكْرُهٗ وَاجِبٌ عَلٰى اُمَّتِيْ"(١٨)

ترجمہ: "حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا اور ان کا شکر کرنا میری امت پر واجب ہے۔"

حضرت بلال حبشی سمیت کئی غلام خرید کر آزاد کر دئیے

حضرت بلال حبشی اور سات افراد: حضرت بلال کی والدہ حضرت حمامہ، حضرت عامر

(١٥) جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر، الرقم: ٣٦٦١ (١٦) مرقاۃ المفاتیح، باب مناقب ابی بکر، زیر بحث حدیث نمبر ٦٠٢٦
(١٧) جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر الصدیق، الرقم: ٣٦٦١
(١٨) تاریخ الخلفاء، باب خلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق، الرقم: ٣٣/١۔ تاریخ دمشق لابن عساکر ٣٠/١٤١

بن فہیرہ، حضرت ام عبیس، حضرت زنیرہ، حضرت نہدیہ اور ان کی بیٹی اور حضرت عمرو بن مؤمل کی باندی، جن کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے شدید ترین اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں (۱۹) اشارۂ نبویہ پر اِن کے مالکوں کو منہ مانگی قیمتیں ادا کرکے بارگاہِ نبوی میں لاکر آزاد کر دیا تو اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں: (۲۰)

"وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ O الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ O وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۙ O اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ O وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى" O (۲۱)

ترجمہ: "اس (جہنم) سے بہت دور رکھا جائے گا اس شخص کو جو سب سے بڑا متقی ہے وہ اپنا مال ستھرا ہونے کے لیے خرچ کرتا ہے اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جاتا ہو ماسوائے اپنے بلند و بالا رب کی رضا چاہنے کے اور عنقریب وہ راضی ہو جائے گا۔"

اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی پسندیدہ بیوی قتیلہ کو اسلام لانے کی دعوت دی اور اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے اسے طلاق دے دی حالانکہ اس وقت کافرہ بیوی کو طلاق دینے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

ایک بار عقبہ بن ابی معیط نے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر قاتلانہ حملہ کیا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا شدید گلہ گھونٹا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چھڑانے کے لیے آگے بڑھے اور فرمایا:

"اَ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ" (۲۲)

ترجمہ: "کیا تم ایک شخص کو اس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔"

تو کفار نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا، شدید زدوکوب کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی زلفوں سے بال اُکھیڑ دیئے۔

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہمیشہ حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی

(۱۹) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، باب اُم عبیس، الرقم ۱۲۱۶۳ (۲۰) تفسیر روح المعانی، زیر بحث آیت ۱۷، سورۃ اللیل (۲۱) سورۃ اللیل: ۱۷ تا ۲۱ (۲۲) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۷۸

اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کھلا ساتھ دینے میں پیش پیش رہتے تھے۔

شعبِ ابی طالب: اعلانِ نبوت کے ساتویں سال کفارِ مکہ نے حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خاندان سے مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) کرنے کا فیصلہ کیا اور تمام قبائل میں معاہدہ طے پایا کہ جب تک جناب ابوطالب اور بنو ہاشم "محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو قتل کرنے کے لیے اُن کے سپرد نہیں کریں گے اس وقت تک بنو ہاشم سے ہر قسم کا لین دین، خرید وفروخت، رشتہ لینا اور رشتہ دینا اور تمام معاشرتی معاملات مکمل بند رکھیں گے اور کبھی اس معاہدہ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ تو جناب ابوطالب حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور اپنے خاندان کو لے کر ایک پہاڑ کی گھاٹی جس کو شعبِ ابی طالب کہا جاتا ہے کے مقام پر لے گئے اور تقریباً تین سال کا عرصہ نہایت تنگی وتکلیف سے گزارا۔ یہ بائیکاٹ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے خاندان بنی تیم سے نہیں تھا لیکن حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اِن دشوار ترین حالات میں بھی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس شعبِ ابی طالب میں آتے جاتے اور آپ کی ہر ممکن خدمت کرتے۔

اعلانِ نبوت کے دسویں سال گھاٹی سے باہر آنے کے چند ماہ بعد گیارہ نبوی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جانثار چچا جناب ابوطالب وفات پاگئے اور اس کے تین دن بعد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جانثار اہلیۂ محترمہ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اور اس سال کو رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے "عام الحزن" (غم کا سال) قرار دیا گیا تو اِن شدید صدمات کے موقع پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی اُم المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ بارگاہِ نبوی میں بذریعۂ وحی پیش کیا گیا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس رشتہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبول فرمالیا۔

صدیق کا لقب: ہجرت سے کچھ عرصہ (ایک قول کے مطابق ایک سال اور دو ماہ) پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اعظم ترین معجزۂ معراج سے نوازا اور حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سفرِ معراج سے واپسی پر معراج اور خصوصی طور پر مسجدِ اقصیٰ کی سیر کا ذکر فرمایا تو ابوجہل اور دیگر دشمنانِ اسلام کو حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

وَسَلَّمَ کی مخالفت کا ایک بڑا موقع ہاتھ آ گیا اسی اثنا میں ابوجہل دوڑتے ہوئے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا: اے ابوبکر! آپ اِن کی اس بات کی تصدیق کرو گے کہ وہ رات کو مسجدِ اقصیٰ گئے اور صبح سے پہلے واپس آ گئے تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"نَعَمْ اِنِّیْ لَاُصَدِّقُهٗ بِمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ اُصَدِّقُهٗ بِخَبَرِ السَّمَآءِ فِیْ غَدْوَةٍ اَوْ رَوْحَةٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّیَ اَبُوْبَكْرٍ "اَلصِّدِّیْقُ"(۲۳)

ترجمہ: "ہاں میں آپ کی اس سے بھی دور کی باتوں میں تصدیق کرتا ہوں میں صبح وشام آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں اسی وجہ سے ابوبکر کا نام "صِدّیق" رکھا گیا۔"

"صِدّیق" کا معنٰی ہے قول وفعل کی سچائی میں کامل۔ نیز صِدّیق کا معنٰی ہے وہ سچا شخص جس کی ہر بات سچی ثابت ہو۔ چونکہ یہ خطاب آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ سے ملا لہٰذا پوری امت نے آپ کو صِدّیق اکبر کا خطاب دیا ہے۔

حضرت ابویحییٰ حکیم بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم اٹھا کر فرماتے ہوئے سنا:

"اَنْزَلَ اسْمَ اَبِیْ بَكْرٍ مِّنَ السَّمَآءِ "اَلصِّدِّیْقُ"(۲۴)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا نام "صِدّیق" آسمان سے نازل فرمایا ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حضرت ابوبکر صِدّیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ پر تشریف لائے تو احد پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَهِیْدَانِ"(۲۵)

ترجمہ: "اے احد ٹھہر جا تجھ پر نبی، صِدّیق اور دو شہید ہیں"۔ تو پہاڑ اسی وقت تھم گیا۔

اس حدیثِ پاک میں کتنا بڑا علمِ غیب ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت

(۲۳) المستدرک، باب ابوبکر، الرقم: ۳۳۰۷ (۲۴) المعجم الکبیر، باب نسبۃ ابی بکر صدیق، الرقم: ۱۴

(۲۵) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۷۵

عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابھی حیات ہیں اور انہیں شہید ہونے کی خوشخبری دی جارہی ہے۔

اعلانِ نبوت کے تیرہویں سال کفارِ مکہ کی ایذا رسانیاں انتہاء کو پہنچ گئیں تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو ہجرتِ مدینہ کی اجازت فرمائی تو اس موقع پر اِس انتہائی خطرناک سفر کے لیے اپنے ساتھ اہلِ بیت اور صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم میں سے صرف اور صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفر ہجرت کے ساتھی کی حیثیت سے منتخب فرمایا اور حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہجرت کی رات لوگوں کی امانتیں اپنے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے اور انہیں اپنے بستر پر لٹا کر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اس موقع پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے زادِراہ کے لیے ضروری سامان ایک تھیلے میں ڈال کر اپنی کمر بند کے دو ٹکڑے کیے ایک کمر پر باندھا اور دوسرے سے سامان کا تھیلا باندھا اور تاریخِ اسلام میں "ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ" (۲۶) (دو پٹکوں والی) کا لقب پایا۔

سفر کا آغاز حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی چھت کی کھڑکی سے نکل کر کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو کہا: تم تین دن تک غارِ ثور میں کھانا وغیرہ اور حالات کی اطلاعات پہنچانے کے لیے آتے رہو اور تین دن کے بعد میرے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ کو دو جوان اونٹنیاں (جو سفر ہجرت کے لیے ببول کے پتوں کی طاقتور خوراک سے پالی گئی تھیں) کے ساتھ غارِ ثور کے دامن میں رات کے اندھیرے میں پہنچا دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اُریقط نامی شخص کو جو سمندر کے کنارے کنارے مدینہ منورہ کا راستہ جانتا تھا، اجرت پر مقرر کیا۔

غارِ ثور میں تین روز قیام

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہجرتِ مدینہ میں اوّل سے آخر تک حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کا جانثارانہ کردار آپ کی بے مثل محبتِ نبوی وادبِ رسول اور اعلیٰ ترین خدمتِ نبوی سے عبارت ہے بلکہ غارِ ثور میں تین دن قیام کا ایک ایک لمحہ امت کی نیکیوں پر بھاری ہے۔

(۲۶) صحیح بخاری، باب حمل الزاد فی الغزو، الرقم: ۲۹۷۹

مشکوٰۃ المصابیح میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا:

"وَدِدْتُّ اَنَّ عَمَلِیْ کُلَّهٗ مِثْلُ عَمَلِهٖ یَوْمًا وَّاحِدًا مِّنْ اَیَّامِهٖ وَلَیْلَةً وَّاحِدَةً مِّنْ لَّیَالِیْهٖ"(۲۷)

ترجمہ: "میں نے چاہا ہے کہ میرا تمام کا تمام عمل حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے صرف ایک دن اور صرف ایک رات کی مثل ہو جائے۔"

آپ کی رات سے مراد وہ رات ہے کہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ (آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے اور خار دار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والے اونچے پہاڑ کو روندتے ہوئے) جب غار کے پاس پہنچے تو عرض کی قسم بخدا! آپ داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ اس غار میں آپ سے پہلے میں داخل نہ ہوں اور عرض کی:

"فَاِنْ کَانَ فِیْهِ شَیْءٌ اَصَابَنِیْ دُوْنَكَ"(۲۷)

ترجمہ: "اگر اس میں کوئی ایسی چیز (سانپ وغیرہ) ہو تو مجھے نقصان پہنچائے نہ کہ آپ کو۔"

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار میں داخل ہو کر صفائی کی اپنی چادر پھاڑ کر سوراخ بند کیے اور دو سوراخ باقی رہ گئے جن پر اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں رکھ دیں پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عرض کی: حضور تشریف لائیے۔ پھر اس اثنا میں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو رہے تھے کہ سوراخ سے سانپ نے آپ کو ڈس لیا

"وَلَمْ یَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ یَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ"(۲۷)

ترجمہ: "اور (سخت درد کے دوران) آپ نے اپنے جسم میں حرکت نہ پیدا ہونے دی کہ کہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نیند نہ چلی جائے۔"

اس دوران آپ کے آنسو حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر پڑے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ کو کیا ہوا؟ عرض کی: آپ پر

(۲۷) مشکوۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر، الفصل الثانی، الرقم: ۶۰۳۴

میرے ماں باپ قربان مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔

"فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَھَبَ مَا یَجِدُہٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَیْہِ وَکَانَ سَبَبَ مَوْتِہٖ"(۲۶)

ترجمہ: "تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ڈسنے کی جگہ پر تھوکا تو اسی وقت تکلیف ختم ہوگئی پھر (وفات سے پہلے) وہ زہر عود کر آیا اور آپ کی موت (شہادت) کا سبب بنا۔"

اور آپ کے دن سے مراد وہ دن ہے جب (وصالِ نبوی کے بعد) عرب کے لوگ عموماً مرتد ہوگئے، نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے ساتھ مل گئے اور بہت سے قبائل زکوٰۃ کے انکاری ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بے مثال ہمت و جرأت کے ساتھ مرتدین کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ ؎

صِدّیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے　　　اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یارِ غار اور یارِ جنت بھی

غارِ ثور میں رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دعا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَکْرٍ مَّعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ اَنْ قَدِ اسْتَجَابَ لَکَ"(۲۸)

ترجمہ: "اے اللہ! ابوبکر کو جنت میں میرے درجہ (محل) میں ٹھکانہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے۔"

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی غار والی نیکی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیوں کے برابر ہے:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ میری گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے میں نے عرض کی:

(۲۷) مشکٰوۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر، الفصل الثانی، الرقم: ۶۰۳۴

(۲۸) کنز العمال، الرقم: ۳۲۶۲۶۔ السیرۃ الحلبیۃ، باب عرض رسول اللہ، ۲/۴۸

"یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ"

ترجمہ: "یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہیں؟"

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہاں، حضرت عمر کی نیکیاں۔

ام المومنین نے عرض کیا: حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ"(۲۹)

ترجمہ: "حضرت عمر کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکر صِدّیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔" یادرہے کہ یہ اشارہ غار والی نیکی کی طرف ہے۔

علمِ غیبِ نبوی کا ثبوت:

اس حدیث سے حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیع علمِ غیب کا ثبوت واضح ہے کیونکہ اپنی تمام امت میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کی تعداد کا تعلق بھی غیب سے ہے اور ستاروں کی تعداد کا تعلق بھی غیب سے ہے۔

ادبِ رسول: ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی محبتِ نبوی و ادبِ رسول اور خدمتِ نبوی کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا دودھ حاصل کیا حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آرام فرمارہے تھے۔ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَکَرِھْتُ اَنْ اُوْقِظَہٗ، فَوَافَقْتُہٗ حِیْنَ اسْتَیْقَظَ"(۳۰)

ترجمہ: "میں نے آپ کو بیدار کرنا پسند نہ کیا پس میں ٹھہرا رہا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا جب آپ بیدار ہوئے"

تو دودھ پیش کیا، فرماتے ہیں: "فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ"(۳۰)

ترجمہ: آپ نے دودھ پیا حتی کہ میں خوش ہوگیا۔

(۲۹) مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر وعمر، الفصل الثالث، الرقم: ۶۰۶۸

(۳۰) صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الرقم: ۳۶۱۵

غارِ ثور

یاد رہے کہ مکہ مکرمہ سے متصل جانب جنوب میں ایک جبلِ ثور نامی بلند پہاڑ ہے جس کی چڑھائی پر تقریباً ڈھائی گھنٹے لگتے ہیں۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک کھلے منہ والا غار ہے۔ لوگ اسے غارِ ثور کہتے ہیں لیکن اصل غارِ ثور اس سے چند قدم مشرق کی جانب ہے اس کا منہ تنگ ہے۔ لیٹ کر آدمی مشکل سے اس میں داخل ہوتا ہے لیکن اندر کھلی جگہ ہے تین چار آدمی اس میں سما سکتے ہیں اس غار کو "غار الہوام" (کیڑوں مکوڑوں والی غار) بھی کہتے ہیں۔

قرآن مجید اور غارِ ثور

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا "(۳۱)

ترجمہ: "(اے قریش) اگر تم نے اس (محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کی مدد نہیں کی تو اللہ نے اس کی مدد کی جب کافروں نے اس کو (مکہ مکرمہ سے) نکالا دو سے دوسرے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صحابی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے فرما رہے تھے تو غمگین نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

تمام مفسرین اور محققین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں غار سے مراد "غارِ ثور" ہے نیز اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی مدد ہے جن کے مشورہ سے اور جن کے گھر سے سفر ہجرت شروع ہوا اور آپ کے گھر والوں نے ہجرت کی ساری تیاری کرائی اور تین دن غارِ ثور میں خوراک پہنچائی اور حالات سے باخبر رکھا اور پھر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے جبلِ ثور پر مشکل ترین چڑھائی کے وقت حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو کندھوں پر سوار کر کے غارِ ثور تک پہنچایا اور وہ واقعات رونما ہوئے جن کا ذکر ابھی روایتِ عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکا ہے۔

اس پر تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ "لِصَاحِبِهٖ" (اپنے صحابی) سے مراد حضرت ابوبکر

(۳۱) سورہ توبہ: ۴۰

صِدّ یق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ ارشادِ نبوی: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (تو غمگین نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے) اس وقت ہوا جب اگلے روز کفارِ مکہ کھوجیوں کی مدد سے غارِ ثور پر پہنچے تو دیکھا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بُنا ہوا ہے اور کبوتری نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر کسی نے کہا: اس غار کے اندر تلاشی لو شاید ادھر ہوں تو دوسروں نے کہا: غار کے منہ پر مکڑی کے جالا اور کبوتری کے انڈوں سے واضح ہے کہ اس غار میں کوئی داخل نہیں ہوا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صِدّ یق رضی اللہ عنہ کو جب کفار کے پاؤں نظر آئے تو عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو ہم انہیں نظر آ جائیں گے اور شدید پریشان ہو کر عرض کی:

" اِنْ قُتِلْتُ اَنَا فَاِنَّمَآ اَنَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنْ قُتِلْتَ اَنْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ "(۳۲)

ترجمہ: "یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اگر میں قتل ہوا تو میں ایک آدمی ہوں اور اگر آپ کو شہید کر دیا گیا تو پوری امت ختم ہو جائے گی۔"

تو اس کے جواب میں حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (تو غمگین نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے)(۳۲)

اسی طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سفر میں جب بھی کوئی خطرہ درپیش آتا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (تو غمگین نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے)

جب قریشِ مکہ نے حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکر صِدّ یق رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے پر دوسو اونٹ کا انعام مقرر کیا اور سراقہ بن مالک نے مسلح ہو کر تیز رفتار گھوڑے پر تعاقب کرتے ہوئے آپ کو پالیا تو اس وقت بھی حضرت ابوبکر صِدّ یق رضی اللہ عنہ سخت پریشان ہوئے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (۳۳)(تو غمگین نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے)

(۳۲) المواھب اللدنیة، باب ہجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفسیر ثعلبی، زیر بحث آیت نمبر ۴۰ سورۂ توبہ
(۳۳) صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الرقم: ۳۶۱۵

جب سراقہ قریب آیا تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔اس نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے معافی مانگی اور کفار پر غلبہ کی صورت میں امان کا وعدہ مانگا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے معاف فرما دیا اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے۔حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے چمڑے کے ٹکڑے پر امن کی تحریر لکھ دی۔ یہ امن نامہ سراقہ نے فتح مکہ کے موقع پر بارگاہِ نبوی میں پیش کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے قبول فرمالیا۔

ہجرتِ مدینۂ منورہ کا سفر اختتام پذیر

حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے یارِ غار کے ہمراہ مدینہ منورہ کے قبیلہ بنوعمرو بن عوف کے پاس 14 ایام قیام کیا اور مسجدِ قبا کی تعمیر کرائی ۔مسجدِ قبا کی تعمیر میں حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (جو ہجرت کر کے مسجدِ قبا کی تعمیر کے دوران حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے آملے تھے) نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا پھر اپنے ساتھیوں اور اپنے جدامجد حضرت ہاشم کے سسرال خاندان بنونجار کے جھرمٹ میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں قبیلہ بنوسالم کے محلہ میں اجتماع جمعۃ المبارک میں جلوہ گری فرمائی اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور اونٹنی پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ردیف تھے۔ ہر شخص آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے یارِ غار کو اپنے گھر تشریف لانے کے لیے اصرار کرتا لیکن حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے:

"دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ"(۳۴)

ترجمہ: "میری اونٹنی کو چھوڑ دو،اسے حکم دیا ہوا ہے۔"

چنانچہ سب سے پہلے مسجدِ نبوی کی جگہ پر اونٹنی بیٹھنے لگی پھر اُٹھ کر واپس لوٹی اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب بیٹھ گئی تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی

(۳۴) المعجم الاوسط، الرقم: ۳۵۴۴

دعوت پر حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے یارِ غار رضی اللہ عنہ اُن کے مہمان بنے۔

حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اونٹنی بھی غیب دان

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اونٹنی کو بھی غیب جاننے کی صلاحیت عطا فرمائی ہوئی تھی۔

مسجدِ نبوی اور حجراتِ نبویہ کی زمین کی خریداری

مسجدِ نبوی اور حجراتِ نبویہ کی زمین کی خریداری حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے کی۔ یہ زمین حضرت اسعد بن ذرارہ رضی اللہ عنہ کے یتیم بھتیجوں حضرت سہیل و حضرت سہل رضی اللہ عنہما کی تھی۔ انہوں نے یہ زمین ہبہ کرنے کی پیشکش کی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فیصلہ فرمایا کہ ہم اس زمین کو خریدیں گے چنانچہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی اور حجراتِ نبویہ کی اراضی کی قیمت ادا کی۔ (۳۵)

حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حجرۂ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا مسجدِ نبوی کے مشرق میں تھا اور حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کا مکان مسجدِ نبوی کے مغرب میں تھا۔ بعد میں جب مسجدِ نبوی میں تمام گھروں کے دروازے بند کرنے کا حکم ہوا تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے مکان کا دروازہ مسجدِ نبوی میں بحال رکھا گیا۔ آج بھی مسجدِ نبوی کی جدید تعمیرات میں جانبِ مغرب میں بابِ ابی بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ موجود ہے۔

مدنی دور میں حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی خدمات

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ مکی دور کی طرح مدنی دور میں بھی سفر و حضر میں حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں موجود رہتے تھے۔ تمام غزوات، حجۃ الوداع اور تمام عمروں میں یارِ غار آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ معتمد ترین اور سینئر وزیر کی حیثیت سے موجود رہے ارشادِ نبوی ہے:

"مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا لَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرِیْلُ وَمِیْكَآئِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ" (۳۶)

(۳۵) السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ الی المدینۃ ۲/۸۹ (۳۶) جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر، الرقم: ۳۶۸۰

ترجمہ: ”ہر نبی کے دو وزیر آسمانوں میں اور دو وزیر زمین میں ہیں اور میرے دو وزیر آسمان میں جبریل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام ہیں اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر صِدّیق اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔“

فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں پہلے اسلامی حج میں حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کو اپنی عدم موجودگی میں امیرِ حج مقرر فرمایا۔

تمام مغازی اور سرایات میں، خصوصاً غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) اور غزوۂ تبوک میں یارِ غار کا کردار نہایت نمایاں ہے۔

غزوۂ بدر اور یارِ غار

...... وادیٔ ذفران میں جب حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم سے ابوجہل کے مسلح لشکر سے جنگ کے بارے میں رائے طلب فرمائی تو سب سے پہلے

”فَقَامَ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ فَاَحْسَنَ“(۳۷)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور نہایت اچھی گفتگو کی۔

...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک بار لوگوں سے پوچھا بتاؤ:

مَنْ اَشْجَعُ النَّاسِ؟ لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع کون ہے؟

تو لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب غزوۂ بدر کے موقع پر لشکر کے عقب میں ایک عریش (جھونپڑی) تیار کیا گیا اور اعلان ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عریش پر کون پہرہ دے گا تو ہم سب خاموش تھے۔

”فَوَاللّٰہِ مَا دَنَا مِنْہُ اَحَدٌ اِلَّا اَبُوْ بَکْرٍ شَاھِرًا بِالسَّیْفِ عَلٰی رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَھْوِیْ اِلَیْہِ اَحَدٌ اِلَّا اَھْوٰی اِلَیْہِ فَھٰذَا اَشْجَعُ النَّاسِ“(۳۸)

(۳۷) شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة، باب غزوة بدر العظمٰی ۲/۲۶۵

(۳۸) کنزل العمال، الرقم: ۳۵۶۹۰۔ تاریخ الخلفاء، باب خلیفة الاول ابوبکر الصدیق، الرقم: ۳۳/۱

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم سے کوئی بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب نہ ہوا ماسوائے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سر پر تلوار لہرا رہے تھے۔ کوئی بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف بڑھتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کی طرف ٹوٹ پڑتے لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے بڑے بہادر ہیں۔"

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غزوۂ بدر میں اپنے عریش (چھپر) میں دعا کی:

"اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْ لِیْ مَا وَعَدْتَّنِیْ اَللّٰھُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلَكْ ھٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ"(۳۹)

ترجمہ: "اے اللہ! جو وعدہ تو نے فرمایا ہے پورا فرما۔ اے اللہ! مجھے عطا فرما جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اے اللہ! اور اگر اہلِ اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت نہیں ہوگی۔"

یاد رہے کہ سلف صالحین نے اس عریش (چھپر) کی جگہ پر مسجدِ عریش تعمیر کر دی تھی جو زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

اس موقع پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ کی دعا کافی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ آپ سے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔

عریش میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نیند طاری ہوگئی تو آپ تبسم فرماتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا:

"اَبْشِرْ یَآ اَبَا بَکْرٍ اَتَاكَ نَصْرُ اللّٰہِ ھٰذَا جِبْرِیْلُ"(۴۰)

ترجمہ: "اے ابوبکر! تمہیں خوشخبری ہو، تمہارے پاس اللہ کی مدد آ پہنچی ہے یہ جبریل تشریف لائے ہیں۔"

پھر آپ نے یہ الفاظ پڑھے: "سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ، وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ"(۴۱)

ترجمہ: کفار کی جماعت ابھی شکست کھا جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔

(۳۹) صحیح مسلم، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ، الرقم: ۱۷۶۳

(۴۰) تفسیر درمنثور، زیر بحث آیت ۴۳ سورہ انفعال (۴۱) سورہ قمر: ۴۶

جنگِ بدر میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے لشکر کفار کی طرف سے مبارزہ (انفرادی جنگ کی دعوت) کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے ساتھ جنگ کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے منع کیا اور فرمایا:

"مَتِّعْنَا بِنَفْسِكَ يَآ اَبَا بَكْرٍ، اَمَا تَعْلَمُ اَنَّكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ "(۴۲)

ترجمہ: "اے ابوبکر! ہمیں اپنی ذات سے نفع پہنچائیں، کیا تم نہیں جانتے کہ تم میرے نزدیک میرے کان اور میری آنکھ کی حیثیت رکھتے ہو؟"

جب عبدالرحمٰن بن ابوبکر اسلام لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ جنگِ بدر میں میرے وار کی زد میں تھے لیکن میں نے آپ کو پہچان لیا تو پیچھے ہٹ گیا تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لَكِنَّكَ لَوْ اَهْدَفْتَ لِيْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْكَ"(۴۳)

ترجمہ: "اے بیٹے! اگر تم میری زد میں آجاتے تو میں تم سے پیچھے نہ ہٹتا۔"

جنگِ بدر میں جب ستر کفار قتل ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قیدیوں کے بارے میں رائے طلب فرمائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے قیدیوں کو قتل کرنے کی تجویز پیش کی اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کو آگ میں جلا دینے کا مشورہ دیا تو اس موقع پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ قیدیوں میں سے پڑھے لکھے لوگ ہمارے دس دس افراد کو لکھنا پڑھنا سکھائیں جس کے عوض اُن کو رہا کر دیا جائے اور مالدار لوگ حسبِ طاقت ایک ہزار درہم سے لے کر چار ہزار درہم تک فدیہ دے کر رہائی حاصل کریں تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس موقع پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول فرما کر آپ کی رائے کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

مشہور کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جنہوں نے دورِ صِدّیقی میں قرآن مجید کتاب کی صورت میں جمع فرمایا، ان افراد میں سے تھے جنہوں نے تعلیم یافتہ قیدیوں سے پڑھنا اور لکھنا سیکھا تھا۔

(۴۲) تفسیر روح المعانی، زیر بحث آیت ۲۲ سورہ مجادلۃ ـ السیرۃ الحلبیۃ، باب غزوۃ بدر الکبری

(۴۳) نوادر الاصول للترمذی، باب فی شرائط الوالایۃ ۲/۹۵ ـ تاریخ الخلفاء، باب خلیفۃ الاول ص ۳۳

غزوۂ احد اور یارِ غار

حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں بھی اول سے آخر تک رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کرتے رہے جب کفار نے مسلمانوں کو گھیرے میں لے کر شدید نقصان پہنچایا۔ ستر افراد شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے اور جبلِ احد کے پاس رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر کفار نے شدید حملہ کیا۔ اس وقت جو صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کے لیے ڈٹے رہے اُن میں بھی حضرت ابو بکر صِدّیق کا نام سرفہرست ہے۔

جنگِ احد میں کفار نے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا لیکن شکست نہ دے سکے۔

بعض کفار کی رائے تھی کہ مقامِ روحاء پر تازہ دم اور منظم ہو کر مسلمانوں کے مکمل خاتمہ کے لیے دوبارہ حملہ کیا جائے تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کفار کے تعاقب کا فیصلہ کیا تو زخموں سے چُور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف ستر صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ سے آٹھ میل دور حمراءُ الاسد کے مقام پر پہنچے تو کفارِ مکہ کو واپس آنے کی جرأت نہ ہوئی اور شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے اِن ستر جانثاروں میں بھی حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے محافظ کی حیثیت سے موجود تھے۔

غزوۂ خندق اور یارِ غار

غزوۂ خندق میں (آج کل سبع مساجد کے مقام پر) رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پہاڑی کے اوپر جہاں آج کل مسجدِ فتح ہے، تشریف فرما تھے، نیچے لشکر کی آخری جانب جدھر سے کفار خندق عبور کر کے حملہ کر سکتے تھے اس حساس جگہ پر حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کا خیمہ تھا۔ غزوۂ خندق کی یادگاروں کو محفوظ رکھنے کے لیے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں سبع مساجد (سات مسجدیں) تعمیر کی گئیں۔ اِن مقامات پر اِن شخصیات کے خیمے تھے۔ جن کے نام اس طرح ہیں: مسجدِ فتح، مسجدِ حضرت ابو بکر صِدّیق، مسجدِ حضرت عمر، مسجدِ حضرت علی، مسجدِ حضرت فاطمہ، مسجدِ حضرت سلمان فارسی، مسجدِ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

راقم الحروف نے 1989ء میں مسجدِ ابو بکر کی زیارت کی لیکن 1991ء میں جب حاضر ہوا تو دیکھا کہ مسجد کا نام ونشان مٹا کر یہاں گاڑیوں کے لیے پارکنگ بنادی گئی تھی اَلْعِیَاذُ

بِا للّٰہِ مِنۡ ذٰلِكَ ۔ اب باقی چھ مساجد میں سے بھی بعض مسجدوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور ایک بڑی مسجد بنا کر یادگاروں کو ختم کر دیا گیا ہے۔

صلحِ حدیبیہ اور یارِ غار

صلحِ حدیبیہ میں جب کفار کے سفیر عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہمت وحوصلہ توڑنے کے لیے کہا: یہ آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مختلف قبیلوں کے لوگ ہیں، آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اُمۡصُصۡ بِبَظۡرِ اللَّاتِ اَنَحۡنُ نَفِرُّ عَنۡهُ وَنَدَعُهٗ؟"(۴۴)

ترجمہ: "لات (بت) کی شرمگاہ کو چاٹ، کیا ہم آپ سے بھاگ جائیں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے؟" یعنی ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔

غزوۂ تبوک اور یارِ غار

یہ سپر پاور روم کی افواج کے ساتھ مقابلہ تھا، پھلوں کی پکائی قریب تھی، سخت گرمی تھی اور سفر لمبا تھا اور مسلمانوں میں اکثر کے پاس اسلحہ اور سواری نہیں تھی اس وقت حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمر فاروق اور تاجر صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم نے دل کھول کر غزوۂ تبوک کی تیاری کے لیے حصہ لیا تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا چھوٹا، بڑا سارا سامان حتّٰی کہ اپنے قیمتی کپڑے اور تمام پونجی بارگاہِ نبوی میں پیش کی اور سترِ عورت کے لیے عام سا لباس پہنا ہوا تھا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

" مَا اَبۡقَیۡتَ لِاَهۡلِكَ "

ترجمہ: اے ابوبکر! آپ نے اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا؟

تو عرض کی: "اَبۡقَیۡتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ"(۴۵)

ترجمہ: "میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ (کی محبت) کو چھوڑا ہے۔"

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس　　صِدّیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

(۴۴) صحیح بخاری، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة، الرقم: ۲۷۳۱

(۴۵) جامع ترمذی، الرقم: ۳۶۷۵۔ سنن ابی داؤد، باب فی الرخصة فی ذلک، الرقم: ۱۶۷۸

اس اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابوبکر اس حالت میں مجھ سے راضی ہیں یا ناراض؟ تو حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا تو آپ رضی اللہ عنہ پر وجد طاری ہو گیا اور عرض کیا:

"اَاَسْخَطُ عَنْ رَّبِّیْ؟ اِنِّیْ عَنْ رَّبِّیْ رَاضٍ اِنِّیْ عَنْ رَّبِّیْ رَاضٍ" (۴۶)

ترجمہ: "کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں؟ بیشک میں اپنے رب سے راضی ہوں، بیشک میں اپنے رب سے راضی ہوں"

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنتِ ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ ہے

- اذان میں لفظ "محمد" (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) سننے والے کے لئے خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے کہ انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر ملے اور کہے: "قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" (ترجمہ: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ میری آنکھ کی ٹھنڈک ہیں)

- اور محدث کبیر شارحِ مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُہٗ اِلَی الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَیَکْفِیْ لِلْعَمَلِ بِہٖ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ:" عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ (۴۷)

ترجمہ: "یہ روایت حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ سے درجۂ صحت کو پہنچی ہے (یعنی یہ روایت صحیح ہے) لہٰذا ہمارے عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ ارشادِ نبوی ہے تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔"

- اور امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ردالمختار المعروف فتاویٰ شامی (جو کہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے) میں اس عمل کو مستحب قرار دیا ہے۔ (۴۸)

- اور امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگائے گا وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔ (۴۹)

(۴۶) کنز العمال، الرقم: **۳۵۶۵۸**۔ تاریخ الخلفاء، باب خلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق، الرقم: **۱/۳۵**
(۴۷) موضوعاتِ کبیر، الرقم: **۴۳۵**، ص ۶۴ (۴۸) رد المحتار، الباب فائدۃ التسلیم بعد الاذان **۱/۲۹۳**
(۴۹) المقاصد الحسنہ، زیر بحث حدیث نمبر **۱۰۲۱**، حرف المیم، **۱/۲۰۳**

خلاصۂ کلام

الغرض حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت طیبہ کے اردگرد طواف کرتی نظر آتی ہے۔

ایک بار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ اتنے بڑے رتبہ (قربِ بارگاہِ نبوی) پر کیسے پہنچے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا پانچ باتوں کی وجہ سے:

1...... میں نے لوگوں کو دو حصوں میں دیکھا ایک فریق طالبِ دنیا ہے اور دوسرا فریق طالبِ آخرت ہے تو میں طالبِ مولیٰ بنا۔

2...... اسلام لانے کے بعد میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا کیونکہ عرفانِ حق کی لذت نے مجھے دنیا کے کھانے سے بے نیاز کر دیا ہے۔

3...... جب سے اسلام لایا ہوں سیر ہو کر پانی نہیں پیا کیونکہ محبتِ الٰہی کے پانی سے سیراب ہو چکا ہوں۔

4...... جب بھی میرے سامنے دنیا و آخرت کے دو کام آئے تو میں نے دنیوی نقصان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُخروی کام کو اختیار کیا۔

5...... مجھے حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صحبت ملی اور میری یہ صحبت بہت اچھی رہی۔ (۵۰)

مرضِ وصالِ نبوی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مصلّٰئ رسول پر امامت

۱۱ ہجری میں غزوۂ خیبر میں گوشت میں ملا کر دیئے گئے زہر کا اثر حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بدن مبارک میں عود کر آیا جس کی وجہ سے ماہ ربیع الاول بروز سوموار بوقت دوپہر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وصال فرما گئے اور اس میں حکمت تھی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو شہادت کا درجہ بھی ملے۔

مرضِ وصال کے آخری تین دن جب بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نماز کی امامت کے لیے اطلاع دی جاتی تو فرماتے:

(۵۰) تفسیر روح البیان، زیر بحث آیت ۱۵۳ سورہ آل عمران۔ نزھۃ المجالس، باب ابی بکر صدیق ۲/۱۴۷

"مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ"(۵۱)

ترجمہ: "ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔"

اور اگر کسی اور کی امامت کا مشورہ دیا جاتا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ناراض ہوتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اصرار فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوموار کو نمازِ فجر کے وقت رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حجرۂ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کا پردہ ہٹایا اور لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے دیکھا تو

"کَاَنَّ وَجْھَہٗ وَرَقَۃُ مُصْحِفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ یَضْحَکُ"

ترجمہ: "خوشی سے آپ کا چہرہ قرآن کے ورق کی مثل تھا پھر تبسم فرمایا ہنسنے لگے۔"

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ مصلّٰی سے پیچھے ہٹنے لگنے اور خیال ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز میں تشریف لانے کا ارادہ فرما رہے ہیں:

"وَھَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ یَّفْتَتِنُوْا فِیْ صَلَاتِھِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْھِمْ بِیَدِہٖ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَکُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَۃَ وَ اَرْخَی السِّتْرَ"(۵۲)

ترجمہ: اور لوگوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آمد کی خوشی میں نماز کو توڑنے کا ارادہ کر لیا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کر لو پھر حجرہ میں داخل ہوئے اور پردہ ڈال دیا۔

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لوگوں کو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے۔

ایک اہم کلامی مسئلہ

حجرۂ مبارکہ مسجد سے جانبِ مشرق میں تھا اور نمازیوں کا رخ جانبِ جنوب قبلہ کی طرف تھا۔ جانبِ مشرق سے دروازہ کھلنے کی آہٹ سن کر صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم نے قبلہ سے منہ ہٹا

(۵۱) صحیح بخاری، باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ، الرقم: ۶۶۴ (۵۲) صحیح بخاری، باب مرض النبی، الرقم: ۴۴۴۸

کر تعظیمِ نبوی میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیکھنا شروع کر دیا جس سے ثابت ہوا کہ نماز کے دوران رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف ادباً توجہ کرنا سنتِ اصحابِ رسول ہے لیکن حیرت ہے کہ کچھ لوگوں نے نماز میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف متوجہ ہونے کو گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے کئی گنا بُرا قرار دیا ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس مرضِ وصال میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اُدْعِیْ لِیَ اَبَا بَکْرٍ اَبَاكِ وَأَخَاكِ، حَتّٰی اَکْتُبَ کِتَابًا فَاِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَّیَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰی وَیَأْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ"(۵۳)

ترجمہ: "اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھوں مجھے خوف ہے کہ کہیں کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ "میں حقدار ہوں اور اللہ اور لوگ ابوبکر کے سوا کا انکار کر دیں" (لیکن شدید مرض کی وجہ سے ایسی کوئی تحریر نہیں ہو سکی)۔"

دوسری حدیث جسے حدیثِ قرطاس کہا جاتا ہے: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِئْتُوْنِیْۤ اَکْتُبْ لَکُمْ کِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا"(۵۴)

ترجمہ: "میرے پاس (قلم و کاغذ) لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔"

اس موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شدتِ مرض کی وجہ سے کوئی تحریر نہیں ہو سکی اور اگر کوئی تحریر ہوتی تو ظاہر ہے وہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی تحریر ہوتی کیونکہ پہلی حدیث میں اسکی وضاحت موجود ہے۔

(۵۳) صحیح مسلم، باب من فضائل ابی بکر الصدیق، الرقم: ۲۳۸۷۔ مسند احمد، الرقم: ۲۹۹۱

(۵۴) صحیح بخاری، باب مرض النبی ﷺ، الرقم: ۴۴۳۱

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح اشارات

۞...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنِّیْ لَآ اَدْرِیْ مَا بَقَآئِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ وَ اَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ" (۵۵)

ترجمہ: "میں اب تم میں رہنا نہیں دیکھ رہا ہوں تم میرے بعد والوں کی اقتداء کرنا اور اشارہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف کیا۔"

۞...... حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں "کَاَنَّھَا تُرِیْدُ الْمَوْتَ" گویا کہ وہ وفات مراد لے رہی تھیں، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِیْ اَبَا بَکْرٍ" (۵۶)

ترجمہ: "اگر تم مجھے نہ پاؤ تو پھر ابوبکر کے پاس آجانا۔"

۞...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ نِّیْطَ بِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّنِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ" (۵۷)

ترجمہ: "ایک صالح شخص کو آج رات خواب آیا ہے گویا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔"

تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے کہا اس خواب میں صالح شخص سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ لٹکنے سے مراد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد والیانِ ریاست بننا ہے۔ (۵۷)

(۵۵) جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر، الرقم: ۳۶۶۳۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل ابی بکر، الرقم: ۹۷

(۵۶) صحیح بخاری، باب الاستخلاف، الرقم: ۲۲۰، (۵۷) سنن ابی داؤد، باب فی الخلفاء، الرقم: ۴۶۳۶

یاد رہے کہ روایات میں حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح اشارات موجود ہیں لیکن اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا کسی اور کو اپنے بعد خلیفہ مقرر نہیں فرمایا جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان موجود ہے:

"فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْتَخْلِفْ" (۵۸)

ترجمہ: "بے شک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔

وصالِ نبوی پر پیدا ہونے والے مسائل اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کردار

وفات میں اختلاف:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وفات نہیں ہوئی اور قسم اٹھا کر کہا: اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور آپ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے۔ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بوسہ دیا اور رو پڑے اور کہا:

"بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ، طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا" (۵۹)

ترجمہ: "میرے والدین آپ پر قربان! آپ دنیا کی زندگی میں بھی خوشبودار تھے اور وفات پا کر بھی خوشبودار ہیں"۔

پھر لوگوں کی طرف آئے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہٹ کر آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" اَمَّا بَعْدُ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ" (۶۰)

ترجمہ: "حمد وثنا کے بعد جو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عبادت کرتا ہے (تو سن لے) یقیناً محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وفات پا گئے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ زندہ ہے کبھی وفات نہیں پائے گا"

(۵۸) سنن ابی داؤد، باب فی الخلیفۃ یستخلف، الرقم: ۲۹۳۹

(۵۹) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۶۷

(۶۰) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۶۸

پھر کہا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: "اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ" (۶۱)

ترجمہ: یقیناً آپ پر بھی وعدہ موت پورا ہونے والا ہے اور یہ لوگ بھی وفات پانے والے ہیں۔

اور پڑھا:

" وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ "(۶۲)

ترجمہ: "محمد صرف رسول ہیں اُن سے پہلے بھی رسول گزر گئے اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں پر واپس پلٹ جاؤ گے؟"

اس کے بعد لوگوں کو یقین ہوا کہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وصال فرما چکے ہیں اور یہ آیتِ مبارکہ ہر مسلمان کی زبان پر جاری ہوگئی۔

تدفین کی جگہ میں اختلاف:

بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: مسجدِ نبوی میں تدفین کی جائے، کسی نے کہا: مکہ مکرمہ میں تدفین کی جائے، کسی نے کہا: جنت البقیع میں تدفین کی جائے تو اس موقع پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ "(۶۳)

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے سنا ہے کسی نبی کی روح قبض نہیں ہوئی مگر وہ اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں اس کی روح قبض ہوئی۔"

چنانچہ حجرۂ عائشہ صِدّیقہ میں وصال کی جگہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے قبر تیار کی گئی۔

ایک خلیفۂ رسول مقرر کرنے میں کردارِ صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ میں مہاجرین کی تعداد کم تھی، انصارِ مدینہ وصالِ نبوی کے بعد اپنی عددی کثرت کی بنا پر سقیفۂ بنی ساعدہ (ایک حویلی) میں انصار میں سے خلیفۂ رسول مقرر کرنے کے لیے جمع ہوئے اگر انصارِ مدینہ انصار میں سے خلیفۂ رسول مقرر کر دیتے تو خانہ کعبہ کے متولیان،

(۶۱) سورۂ زمر: ۳۰ (۶۲) سورۂ آل عمران: ۱۴۴
(۶۳) سنن ابن ماجه، باب ذکر وفاته ﷺ، الرقم: ۱۶۲۸۔ مسند بزار، الرقم: ۱۸

قریشِ مکہ کبھی غیر قریشی کو خلیفۂ رسول تسلیم نہ کرتے چنانچہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو لے کر بڑی تیزی سے سقیفۂ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے۔ انصارِ مدینہ انصار میں سے خلیفۂ رسول مقرر کرنے پر مصر ہوئے اس موقع پر حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قریش میں تھے اور ارشادِ نبوی ہے:

"اَلْأَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ" (۶۴)

ترجمہ: "مسلمانوں کے امام قریش میں سے ہوں گے۔"

لہٰذا "نَحْنُ الْاُمَرَآءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ" (۶۵)

ترجمہ: ہم امیر ہوں گے اور تم انصارِ مدینہ وزیر ہوں گے۔

اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے انصارِ مدینہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے مرض الوصال میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ مصلّیٔ رسول پر امامت کرائیں؟۔ انصار نے کہا یہ بات درست ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کس کا دل خوش ہوگا کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس مقام (مصلّیٔ رسول) سے ہٹائے جس پر انہیں خود رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کھڑا کیا تھا؟ سب نے کہا ہم سے کسی کا دل بھی خوش نہیں ہوگا، ہم طلب مغفرت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کَانَ رَجُوْعُ الْاَنْصَارِ یَوْمَ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ بِکَلَامٍ قَالَہٗ عُمَرُ" (۶۶)

ترجمہ: "انصار کا سقیفہ بنی ساعدہ کے دن اپنے موقف سے لوٹنا اس کلام کی وجہ سے ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔"

اس موقع پر حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک کی بیعت کرلیں تو حضرت

(۶۴) مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فضل قریش، الرقم: ۳۲۳۸۸۔ مسند احمد، الرقم: ۱۲۳۰۷

(۶۵) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۶۸

(۶۶) تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۳۰، ص ۲۷۲۔ الریاض النضرۃ، فصل فی ذکر خلافتہ، ۱/۲۱۸

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یَآ اَبَا بَکْرٍ! اُبْسُطْ یَدَکَ اُبَایِعُکَ فَبَسَطَ یَدَہٗ فَبَایَعْتُہٗ، فَبَایَعَہُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَبَایَعَہُ الْاَنْصَارُ "(۶۷)

ترجمہ: اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! اپنا ہاتھ پھیلائیں، حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پھیلایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی پھر موجود مہاجرین اور انصار سب نے بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی میں منبرِ رسول پر جلوہ افروز ہوئے اور مدینہ منورہ اور اردگرد کے تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور کئی روز تک دور دراز کے لوگ مدینہ منورہ حاضر ہو کر بیعت کرتے رہے اور مؤرخین متفق ہیں کہ بعد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کے تمام رجال نے بھی حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور صحابۂ کبار و اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم کا حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماعِ منصوص قائم ہوا۔ یاد رہے کہ اجماعِ منصوص کا منکر فقہائے اسلام کے نزدیک کافر، دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (دیکھیے کتبِ اصولِ فقہ میں ابواب الاجماع)

خلافتِ راشدہ اور خصوصاً خلافت صِدّیقی پر چند دلائل

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ "(۶۸)

ترجمہ: "اللہ نے تم میں سے جو ایمان لائے اور صالح اعمال کیے اُن سے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ ضرور اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُن کے پہلوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لیے اس دین کو مضبوط فرمائے گا جو اُن کے لیے پسند کرلیا۔"

اس آیت سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مومن و صالح ہونا واضح ہے اور اُن کی

(۶۷) مصنف عبد الرزاق، باب بیعة ابی بکر، الرقم: ۹۷۵۸۔ صحیح ابن حبان، الرقم: ۴۱۴ (۶۸) سورۂ نور: ۵۵

خلافت بھی روزِ روشن کی طرح ثابت ہے جس خلافت میں دینِ اسلام کو مثالی غلبہ حاصل ہوا۔

...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک مجلس میں فرمایا:

"وَاِنَّا نَرٰی اَبَا بَکْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَثَانِیَ اثْنَیْنِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ بِشَرَفِهٖ وَکِبَرِهٖ وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَیٌّ"(۶۹)

ترجمہ: "اور ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کو امارت کے لیے سب سے زیادہ حقدار دیکھتے ہیں یقیناً وہ یارِ غار ہیں اور یقیناً ہم اُن کا شرف اور بزرگی جانتے ہیں اور بیشک رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے انہی کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا جب آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ حیاتِ ظاہرہ میں تھے۔"

...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" ثُمَّ اسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَکْرٍ فَعَمِلَ بِعَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَسُنَّةِ نَبِیِّهٖ، وَعُمَرُ کَذٰلِكَ"(۷۰)

ترجمہ: "(وصالِ نبوی کے بعد) حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے عمل اور آپ کی سنت پر عمل کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔"

اس ارشاد میں خلافتِ صِدّیقی کے راشدہ ہونے اور فدک شہر اور اس کے مضافات کے باغات کے بارے میں فیصلۂ صِدّیقی کے درست ہونے کا واضح اشارہ موجود ہے۔

(۶۹) مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، اما حدیث ضمرۃ وابوطلحۃ، الرقم: ۴۴۲۲

(۷۰) مسند احمد، الرقم: ۱۰۵۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ، الرقم: ۳۷۰۵۳

خطبۂ خلافت

"اَمَّا بَعْدُ، اَیُّهَا النَّاسُ! فَاِنِّیْ قَدْ وُلِّیْتُ عَلَیْکُمْ وَلَسْتُ بِخَیْرِکُمْ، فَاِنْ اَحْسَنْتُ فَاَعِیْنُوْنِیْ وَاِنْ اَسَأْتُ فَقَوِّمُوْنِیْ اَلصِّدْقُ اَمَانَةٌ وَّالْکَذِبُ خِیَانَةٌ وَّالضَّعِیفُ مِنْکُمْ قَوِیٌّ عِنْدِیْ حَتّٰی اَدْفَعَ اِلَیْهِ حَقَّهٗ وَالْقَوِیُّ مِنْکُمْ ضَعِیْفٌ حَتّٰی اٰخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ، لَا یَدَعُ قَوْمٌ نِ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالذُّلِّ، وَلَا تَشِیْعُ الْفَاحِشَةُ فِیْ قَوْمٍ اِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْبَلَآءِ، اَطِیْعُوْنِیْ مَآ اَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِذَا عَصَیْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَا طَاعَةَ لِیْ عَلَیْکُمْ، قُوْمُوْٓا اِلٰی صَلَاتِکُمْ، رَحِمَکُمُ اللّٰهُ"(۷۱)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا جیسا کہ اس کی شان ہے بیان فرمائی پھر فرمایا: اس کے بعد، اے لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں اور تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھے کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر مجھ سے غلطی ہو تو مجھے درست کرو، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے، اور کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ میں اس کا حق اسے نہ پہنچاؤں اور طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں کوئی مسلم قوم جہاد ترک نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ اُن پر ذلت ڈال دیتا ہے اور کسی قوم میں بے حیائی نہیں پھیلتی مگر اللہ تعالیٰ اُن میں بلا پھیلا دیتا ہے ،میری اطاعت کرو جب تک کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور جب مجھ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی معصیت ہو جائے تو تم پر میری اطاعت نہیں، اپنی نماز کی طرف کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔"

خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اور مسئلۂ فدک وغیرہ

وصالِ نبوی کے بعد حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی میراث کا مطالبہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةٌ"(۷۲)

(۷۱) کنز العمال، باب فی خلافۃ الخلفاء، الرقم: ۱۴۰۶۳۔ تاریخ الخلفاء، ص ۵۷ (۷۲) صحیح بخاری، الرقم: ۴۰۳۵

ترجمہ:"ہماری (انبیاء علیہم السلام کی) میراث نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔"

کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حدیث، آیتِ میراث" یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ" کے خلاف ہے جس میں اولاد اور دیگر رشتہ داروں کو وارث قرار دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے خود حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سنی لہٰذا یہ حدیث قطعی ہے اور حدیث مشہور کے حکم میں ہے نیز صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عباس، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اِن سب کو مخاطب کر کے فرمایا:

اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ بِاِذْنِہٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ:"لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ"(۴۳)

ترجمہ: "میں تمہیں اس اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ" ترجمہ:"ہماری (انبیاء علیہم السلام کی) میراث نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے" تو سب نے جواب دیا: جی ہاں! پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے انہی الفاظ کے ساتھ قسم اٹھا کر سوال کیا تو اِن دونوں نے کہا: جی ہاں بیشک۔"

نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اِنَّمَا یَاْکُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَالِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِّنْ صَدَقَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِھَا الَّتِیْ کَانَ عَلَیْھَا فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَاَعْمَلَنَّ فِیْھَا بِمَا عَمِلَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَبٰی اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ یَّدْفَعَ اِلٰی فَاطِمَۃَ مِنْھَا شَیْئًا"(۴۴)

(۴۳) صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، الرقم: ۳۰۹۴ (۴۴) صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، الرقم: ۴۲۴۰

ترجمہ: اور آل رسول بھی اسی مال سے گزر بسر کرے گی اور بیشک میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس (نفلی) صدقہ میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا جس حال میں کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ظاہری زمانہ میں تھا اور میں اس مال میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عمل فرمایا یہ فرما کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت میں دینے سے انکار فرمادیا۔

لہٰذا یہ حدیث قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہونے کی وجہ سے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ترکہ کے بارے میں قرآن مجید کے احکام میں تخصیص کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں فیصلۂ صِدّیقی کو بحال رکھا اور "یُوْصِیْکُمُ اللہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ الخ" کی بنیاد پر حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ترکہ میں فیصلہ نہیں کیا۔

پھر اس حدیث کی صحت اور قطعیت پر اجماعِ امت بھی قائم ہوگیا ہے

نیز یہ کہ اگر حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے اہلِ قرابت کو بڑی بڑی جائیدادوں کا وارث بناتے تو مخالفینِ اسلام، حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف انگلیاں اٹھاتے کہ پیغمبر اسلام نے دعوئِ نبوت دولت جمع کرنے اور اپنی اولاد کو جاگیردار بنانے کے لیے کیا تھا جبکہ حقائق یہ ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کی آلِ پاک نے خود اپنی مرضی سے فقر و فاقہ کی زندگی کو اختیار فرمایا۔

دورِ خلافتِ صِدّیقی (ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ) پر ایک نظر

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ

حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سات سو افراد کا لشکر اپنی وفاتِ ظاہرہ سے چند روز قبل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سپہ سالاری میں جنگِ مؤتہ کی نامکمل مہم کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا تھا جو کہ مدینہ منورہ کے قریب بمقام جرف سے نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شدید بیماری کی وجہ سے واپس آگیا تھا۔ اس سریہ کو سریۂ اسامہ بن

زید بن حارثہ کہا جاتا ہے۔

لشکرِ اسامہ بھیجنے کا پس منظر یہ تھا کہ ۸ ہجری میں رومیوں کے باجگزار حاکمِ بلقاء شرحبیل بن عمرو غسّانی نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قاصد حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کر دیا تھا جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے دعوتِ اسلام کا نامہ مبارک لے کر حاکمِ بُصریٰ کے پاس تشریف لے جانا چاہتے تھے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تادیبی کاروائی کے لیے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین ہزار مجاہدین پر مشتمل ایک لشکر بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ ”جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں گے تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکر کے امیر ہوں گے اور جب جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں گے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ لشکر کے امیر ہوں گے“ چنانچہ ایک لاکھ کی تعداد میں قیصر روم کے لشکر کا بلقاء میں پڑاؤ تھا اور حاکمِ بلقاء شرحبیل بن عمرو غسّانی کا اپنا لشکر بھی بڑی تعداد میں تھا اور ادھر لشکرِ اسلام کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔

مجاہدینِ اسلام بڑی بے جگری سے لڑتے رہے۔ تینوں سپہ سالار اسی ترتیب سے شہید ہوئے پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار بنے، 9 تلواریں قتال کے دوران ٹوٹیں پھر بڑی تدبیر سے دشمن کو بہت بڑا نقصان پہنچا کر مجاہدینِ اسلام کو مزید منظم کرنے کے لیے واپس مدینہ منورہ پہنچے۔

جنگِ مُؤتہ اور علمِ غیبِ نبوی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَعٰی زَیْدًا وَّ جَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ“(۷۵)

ترجمہ: ”بیشک حضور نبئ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی اس سے پہلے کہ میدانِ جنگ سے اُن کی خبر آئے۔“

پھر حضور نبئ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(۷۵) کنز العمال، باب فی خلافۃ الخلفاء، الرقم:۱۴۰۶۶

"اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ، ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ حَتّٰی اَخَذَ الرَّاْیَۃَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ "(۷۵)

ترجمہ: "زید نے جھنڈا پکڑا تو شہید ہو گئے پھر جعفر نے جھنڈا پکڑا تو وہ شہید ہو گئے پھر عبداللہ نے جھنڈا پکڑا تو وہ شہید ہو گئے پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک (یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو فتح عطا فرمائی۔"

حضرت یعلیٰ بن مُنیہ رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ سے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:"اِنْ شِئْتَ فَاَخْبِرْنِیْ وَاِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُکَ "یعنی تم بتاؤ گے یا میں بتاؤں؟ تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ بتائیں۔تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جنگِ مؤتہ کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔اس کے بعد یعلیٰ بن مُنیہ فرماتے ہیں:

"وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا تَرَکْتَ مِنْ حَدِیْثِھِمْ حَرْفًا لَّمْ تَذْکُرْہُ "(۷۶)

ترجمہ: "اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ نے اُن کی خبر سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا جس کا آپ نے ذکر نہ فرمایا ہو۔"

لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ کی دوبارہ ترسیل

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ لشکرِ اسامہ کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تو اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ سے شدید تکرار کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اِن حالات میں جبکہ عرب کے اکثر قبائل اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں لشکرِ اسامہ کو مدینہ منورہ کے دفاع کے لیے روک لیں تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(۷۵) کنز العمال، باب فی خلافۃ الخلفاء، الرقم:۱۴۰۶۶

(۷۶) دلائل النبوۃ للبیھقی، ج۴، ص۳۶۵۔ الخصائص الکبری، باب قصۃ اسلام خالد بن الولید، ج۱، ص۴۳۰

"وَاللّٰهِ لَآ أَحُلُّ عُقْدَةً عَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَوْ اَنَّ الطَّيْرَ تَخَطَّفَنَا، وَالسِّبَاعَ مِنْ حَوْلِ الْمَدِيْنَةِ وَلَوْ اَنَّ الْكِلَابَ جَرَّتْ بِاَرْجُلِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَاُجَهِّزَنَّ جَيْشَ اُسَامَةَ"(۷۷)

ترجمہ: "اللہ کی قسم! میں اس رسی کو نہیں کھولوں گا جس کو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے باندھا تھا اگر چہ بیشک پرندے ہمیں اُچک لیں، درندے مدینہ منورہ کے اردگرد آجائیں اور کتے امہات المؤمنین کے قدموں تک پہنچ جائیں تب بھی میں ضرور بالضرور اُسامہ کا لشکر تیار کروں گا۔"

اس موقع پر کچھ لوگوں نے کہا: اس لشکر میں قریش اور انصار کے لوگ موجود ہیں اور اسامہ کم سن (17 سال کے) ہیں اور آزاد شدہ غلام کے بیٹے ہیں ان کو تبدیل فرما دیں تو فرمایا: جس شخص کو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے سپہ سالار مقرر فرمایا تھا، میں اسے کبھی تبدیل نہیں کروں گا۔

جب لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدِّیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار کیا اور خود مہار پکڑ کر مقام ذی خشب تک الوداع کہنے کے لیے پیدل ساتھ گئے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ! لَتَرْكَبَنَّ اَوْ لَاَنْزِلَنَّ"

ترجمہ: "اے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے خلیفہ! اللہ کی قسم! آپ سوار ہو جائیں یا میں اتر جاؤں"

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"وَاللّٰهِ لَا تَنْزِلُ وَ وَاللّٰهِ لَآ اَرْكَبُ وَ مَا عَلَيَّ أَنْ اُغَبِّرَ قَدَمَيَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سَاعَةً"(۷۸)

ترجمہ: "اللہ کی قسم! نہ تم اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا، اور مجھے کوئی مضائقہ نہیں کہ میں اپنے قدموں کو اللہ کے راستے میں غبار آلود کروں"۔

(۷۷) البداية والنهاية، فصل فی تنفیذ جیش اسامة، ۶/۳۳۵

(۷۸) کنز العمال، فصل بعث اسامہ، الرقم: ۳۰۲۶۸۔ جامع الاحادیث للسیوطی، الرقم: ۲۷۶۶۳

پھر فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو میرے پاس چھوڑ جائیں تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔

لشکرِ اسامہ کی واپسی اور اس کے اثرات

40روز کے بعد لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ فتح کے جھنڈے لہراتے ہوئے کثیر مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے، منافقین لرز گئے، مرتدین شدید مرعوب ہو گئے، حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی خلافت و جانشینی کی قابلیت اور اہلیت اور حیرت انگیز جرأت وشجاعت اور توکل کامل کو سب نے تسلیم کرلیا۔

عقیدۂ ختمِ نبوت

یادرہے کہ ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اگرچہ اول الانبیاء بھی ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عالمِ ارواح میں بھی نبی تھے جیسا کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا گیا:

"مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ" حضور آپ کب سے نبی ہیں؟ تو فرمایا:

"وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"(۷۹)

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

لیکن بعثت (اعلانِ نبوت) کے اعتبار سے آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی بعثت کے بعد اب قیامت تک کسی نبی کی بعثت نہیں ہوگی جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے:

"وَجَعَلْتُکَ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ خَلْقًا وَآخِرَھُمْ بَعْثًا"(۸۰)

ترجمہ: "(اے محبوب!) میں نے تمہیں تخلیق میں تمام انبیاء سے پہلے نبی بنایا اور بعثت میں تمام انبیاء کے آخر میں بھیجا۔"

انکارِ ختمِ نبوت کا شرعی حکم

"عقیدۂ ختمِ نبوت" اسلام کا قطعی اور بنیادی عقیدہ ہے جو شخص کلمہ گو ہو اور اس عقیدے کا انکار کرے، خود نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی مدعی نبوت کو نبی یا امام و مصلح مانے ایسا شخص مرتد کافر ہے۔

(۷۹) جامع ترمذی، باب فی فضل النبی، الرقم:۳۶۰۹

(۸۰) مسند البزار، الرقم:۹۵۱۸۔ مجمع الزوائد، باب منہ فی الاسراء، الرقم:۲۳۵

دورِ صِدّیقی میں اس حکم شرعی پر صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا اور تمام مرتدین سے قتال کیا گیا، ہزاروں نے توبہ کی اور ہزاروں قتل ہوئے۔

لیکن خلیفہ اول نے باقی کفار کی طرح ان مرتدین کو جزیہ کا اختیار نہ دیا۔ جیسا کہ فارس کے آتش پرستوں کو تین میں سے کسی ایک کا اختیار دیا گیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کسریٰ فارس اور ملوک فارس کو لکھا تھا:

"فَاَسْلِمُوْا تَسْلِمُوْا وَ اِلَّا فَاَدُّوْا الْجِزْيَةَ وِاِلَّا فَقَدْ جِئْتُكُمْ بِقَوْمٍ يُّحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا تُحِبُّوْنَ الْحَيَاةَ"(۸۱)

ترجمہ: "اسلام لے آؤ! تمہیں زندگی گزارنے کا حق ملے گا، وگرنہ جزیہ (ٹیکس) دو (اور ہمارے تابع قانون ہوکر رہو) وگرنہ میں تمہارے پاس ایسی قوم لے کر آیا ہوں جو شہادت فی سبیل اللہ کو اتنا پسند کرتی ہے جیسا کہ تم دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو۔"

نبوت کے جھوٹے دعویدار

اسود عنسی نے یمن میں اور مسیلمہ بن حبیب الکذاب نے نجد کے قبیلہ بنوحنیفہ میں حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے دورِ حیاتِ ظاہرہ کے آخر میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور بنی تمیم سے سجاع نامی ایک عورت نے اور مالک بن نویرہ اور طلیحہ بن خویلد نے وصالِ نبوی کے بعد دعویٰ نبوت کیا اس کے علاوہ عمان (اردن) میں لقیط بن مالک نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

اسود عنسی کو تو اس کی بیوی نے فیروز نامی ایک شخص سے قتل کرا دیا باقی کے خلاف دورِ صِدّیقی میں قتال کیا گیا اور فتنۂ انکارِ ختمِ نبوت کی بیخ کنی کر دی گئی۔

فتنۂ انکارِ زکوٰۃ اور دیگر مرتدین کے فتنے

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد عرب کے اکثر قبائل مرتد ہوگئے کچھ نے کہا: وفاتِ نبوی پر اسلام کی مدت ختم ہوگئی ہے،

کچھ نے کہا: اگر سچے نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے، کچھ لوگ نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے جا ملے اور قبیلہ عبس، قبیلہ ذبیان، قبیلہ فزارہ، قبیلہ غطفان اور دیگر بہت سے بڑے قبائل نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ

(۸۱) مختصر سیرۃ الرسول، باب مسیر خالد الی العراق، ص ۲۹۷

وَسَلَّمَ کی رسالت کی گواہی دیں گے، نماز پڑھیں گے، رمضان کے روزے رکھیں گے اور فریضۂ حج ادا کریں گے لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے ان سب کے خلاف قتال کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے خلیفۂ رسول! حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَنَفْسَہٗٓ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ"(۸۲)

ترجمہ: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ کہیں اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ (معبود) نہیں، جس شخص نے کہہ لیا اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ (معبود) نہیں تو اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا سوائے اس کے جو اس پر لازم ہو اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔"

توحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکَاۃِ فَاِنَّ الزَّکَاۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا "(۸۳)

ترجمہ: "اللہ کی قسم! جو نماز کو مان کر اور زکوٰۃ کو نہ مان کر اِن دونوں فریضوں میں تفریق کرے گا تو میں اس کے خلاف ضرور بالضرور قتال کروں گا، بیشک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے ایک بکری کے بچے کی زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے جسے وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانہ میں ادا کرتے تھے تو میں اس پر بھی اُن سے قتال کروں گا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب منکرینِ ختمِ نبوت ودیگر مرتدین کے خلاف قتال مؤخر کرنے پر زور دیا تو فرمایا:

(۸۲) صحیح بخاری، باب القتداء بسنن رسول اللہ، الرقم: ۲۸۴، (۸۳) صحیح بخاری، باب وجوب الزکٰوۃ، الرقم: ۱۴۰۰

"اَجَبَّارٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ ؟ اِنَّہٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَیَنْقُصُ وَأَنَا حَیٌّ" (۸۴)

ترجمہ: "کیا تم زمانۂ جہالت میں طاقتور تھے اور زمانۂ اسلام میں کمزور پڑ گئے ہو؟ دین مکمل ہو چکا اور وحی بند ہو چکی کیا میرے ہوتے ہوئے دین میں کمی ہوسکتی ہے؟"

منکرینِ ختمِ نبوت و منکرینِ زکوٰۃ اور دیگر مرتدین کے خلاف فیصلہ کن جہاد

عرب میں فتنۂ ارتداد کے پھیل جانے کی وجہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی غالب ترین اکثریت کی رائے تھی کہ اِن حالات میں مرتد قبائل کے خلاف جہاد کرنے کی بجائے مرکز مدینہ منورہ کے دفاع پر ساری توجہ مرکوز کی جائے لیکن حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ فیصلہ کن جہاد پر ڈٹ گئے۔ مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو مقرر کرکے خود ایک سو مہاجرین وانصار کے لشکر کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو علمبردار بنا کر مدینہ منورہ سے جہادی اقدامات کے لیے روانہ ہوئے اور محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا کہ وہ لوگوں کو جہادی لشکر میں شامل ہونے کی ترغیب دیں، راستے میں مزید لوگ بھی شامل ہوتے گئے اور مدینہ منورہ سے 12 میل دور مقام ذی قعد پر گیارہ جھنڈے تیار کرکے گیارہ لشکروں کے سپہ سالاروں کو عطا فرمائے یہ "سپہ سالار" حضرت خالد بن ولید، حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت شرحبیل بن حَسنہ، حضرت خالد بن سعید، حضرت عمرو بن العاص، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت زیاد بن لبید انصاری، حضرت علاء بن الحضرمی، حضرت مہاجر بن ابی اُمیہ، حضرت عرفجہ بن ہرثمہ اور طریفہ بن حاجز رضی اللہ عنہم تھے اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سخت اصرار پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ واپس چلے گئے اور اپنی جگہ تمام لشکروں پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا اور فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے نبوت کے جھوٹے دعویدار طلیحہ بن خویلد اسدی سے جہاد کا آغاز کیا جائے گا۔

اس موقع پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکروں کو ہدایات فرمائیں:

(۸۴) مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر، الفصل الثانی، الرقم: ۶۰۳۴

”لَا تَقْتُلَنَّ امْرَاَةً وَّ لَا صَبِيًّا وَّ لَا كَبِيْرًا هَرِمًا وَّ لَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُّثْمِرًا وَّلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا وَّ لَا تَعْقِرَنَّ شَاةً وَّ لَا بَعِيْرًا اِلَّا لِمَاْ كَلَةٍ وَّ لَا تَحْرِقَنَّ نَحْلًا وَّ لَا تُغَرِّقَنَّهُ وَ لَا تَغْلُلْ وَ لَا تَجْبُنْ “(۸۵)

ترجمہ: عورت، بچے اور بوڑھے لوگوں کو قتل نہ کرنا، پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا، آبادیوں کو برباد نہ کرنا، کسی بکری اور اونٹ کی کوچ نہ کاٹنا سوائے کھانے کے لیے، کسی درخت کو نہ جلانا اور نہ انہیں ڈبونا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔

طلیحہ قبیلہ بنو اسد کا سردار تھا اور اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہوا تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شدید لڑائی کے بعد طلیحہ کو شکست دی۔ طلیحہ شام بھاگ گیا پھر دورِ فاروقی میں واپس آ کر تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور بہترین اسلامی کردار ادا کیا اور جنگِ نہاوند میں شہید ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر سپہ سالاروں نے پورے عرب کے ایک ایک مرتد قبیلے کو اسلام میں واپس لانے کے لیے جہادی اقدامات اٹھائے۔

اکثر قبائل نے بغیر جنگ کے توبہ کر لی اور جنہوں نے انکار کیا اُن کے خلاف قتال کر کے ان کو اسلام میں واپس آنے پر مجبور کیا۔

سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک نبوت کے جھوٹے دعویدار مالک بن نویرہ سے بطاح کے مقام پر قتال کر کے مالک بن نویرہ کو واصل جہنم کیا اور اس کے فتنے کی مکمل سرکوبی کر دی۔

اردن میں نبوت کے ایک جھوٹے دعویدار لقیط بن مالک کو حضرت حذیفہ، حضرت عرفجہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہم کی قیادت میں شکست دی گئی اور اس کا فتنہ ختم کیا گیا۔

آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کی طرف متوجہ ہوئے۔

مسیلمہ بن حبیب قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار تھا اور قبیلہ بنو تمیم کی ایک سجاح بنت حارث نامی عورت جس کے ننھیال قبیلہ ربیعہ کی شاخ بنو تغلب سے تھے، نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مسیلمہ کذاب کی دعوت پر سجاح نے اس سے نکاح کر لیا اب مسیلمہ کذاب کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ گئی

(۸۵) مؤطا امام مالک، باب النھی عن قتل النساء والصبیان، الرقم: ۱۶۲۷

پہلے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ (بن ابوجہل) نے یمامہ کے مقام پر مسیلمہ کذاب کے لشکر پر حملہ کیا لیکن آپ اسے شکست نہ دے سکے پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ یمامہ پر حملہ آور ہوئے۔ابتداء میں غالب نہ آسکے پھر آپ نے اپنے لشکر کو اپنا جنگی کوڈ ورڈ "یَا مُحَمَّدَاہ" (۸۶) (اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مدد فرمائیں) دیا جس پر مسیلمہ کذاب کی قوم کو شکست ہونے لگی۔ان لوگوں نے ایک بہت بڑے باغ کی بلند چاردیواری میں پناہ لے کر گیٹ بند کر دیا۔جانثارانِ اسلام صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم گیٹ اور دیواریں پھلانگ کر اندر داخل ہوئے۔حضرت حبشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا اور منکرینِ ختمِ نبوت کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کاٹ کر واصلِ جہنم کیا اس موقع پر البدایۃ والنہایۃ لحافظ ابن کثیر دمشقی کے ایک قول کے مطابق اکیس ہزار مرتدین قتل ہوئے اور باقی نے اسلحہ ڈال کر اسلام قبول کرلیا۔(۸۷)

جب مدینہ منورہ میں خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے فتحِ مبین کی بشارت دی تو خلیفۂ رسول سجدہ میں گر گئے۔

جنگِ یمامہ میں زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگِ یمامہ میں بارہ سو کے قریب صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم شہید ہوئے جن میں سات سو کے قریب حفاظِ قرآن تھے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی انہی شہداء میں سے تھے۔بعد میں مسلمانوں نے آپ کے مزار پر عظیم الشان قبہ تعمیر کیا جسے نجدی مذہب کے بانی محمد بن عبد الوہاب نجدی نے "ھَدَمَ قَبْرَ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ بِیَدِہٖ" یعنی اس نے اپنے ہاتھ سے زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبر کو مسمار کیا۔(۸۸)

الغرض ایک سال کے اندر اندر خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے زبردست جہادی حکمت عملی کے ساتھ منکرینِ ختمِ نبوت، منکرینِ زکوٰۃ، اور دیگر مرتدین کے فتنے ٹھنڈے کر دیئے۔

(۸۶) البدایۃ والنہایۃ، باب مقتل مسیلمۃ الکذاب، ۶/۳۵۷ (۸۷) البدایۃ والنہایۃ، باب مقتل مسیلمۃ الکذاب، ۶/۳۵۷

(۸۸) دعوۃ الامام محمد بن عبد الوھاب، باب الثامن، الفصل السادس ۱/۳۳۱ - مجموع فتاوٰی ابن باز، باب الامام محمد بن عبد الوھاب دعوتہ وسیرتہ، ۱/۳۵۸

جنگِ یمامہ کے بعد جمع وتدوین قرآن مجید

جنگِ یمامہ میں سینکڑوں حفاظِ قرآن ختمِ نبوت پر قربان ہوکر جامِ شہادت نوش فرما گئے جبکہ قرآن مجید اس وقت کتاب کی صورت میں موجود نہیں تھا۔ جب قرآن مجید کا نزول ہوتا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کاتبینِ وحی کو کسی چیز پر لکھنے کا حکم دیتے چنانچہ کسی نے کاغذ پر، کسی نے پاک چمڑے پر، کسی نے کپڑے پر، کسی نے لکڑی وغیرہ پر قرآن مجید لکھ کر محفوظ کیا ہوا تھا البتہ صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد نے حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دی ہوئی ترتیب (یعنی موجودہ ترتیبِ رسولی) کے مطابق قرآن مجید کو حفظ بھی کیا ہوا تھا۔

جنگِ یمامہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ آپ قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کرنے کا اہتمام فرمائیں کیونکہ اگر جنگِ یمامہ کی طرح دیگر جنگوں میں حفاظِ قرآن شہید ہو گئے تو قرآن مجید کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ ابتداء میں حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ؟" (۸۹)

ترجمہ: "میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہیں کیا؟"

تو جواب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام اگرچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہیں کیا لیکن یہ بہتر ہے، بالآخر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اس عظیم کام کے کرنے پر راضی ہو گئے تو آپ نے مشہور کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ کام سونپا۔ (۸۹) تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی محنت سے قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کیا اور آج "اَلْحَمْدُ" سے لے کر "وَالنَّاسِ" تک قرآنِ مجید کا ایک ایک لفظ پوری دنیا میں امت کے پاس موجود ہے۔

بدعتِ حسنہ کا ثبوت:

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس مکالمہ سے

(۸۹) صحیح بخاری، باب یستحب للکاتب ان یکون امینا، الرقم: ۷۱۹۱

ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی کام اچھا اور مفید ہوا گرچہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عمل سے ثابت نہ ہوتو وہ بدعتِ سیئہ نہیں بلکہ بدعت حسنہ اور سنت الاسلام کے زمرے میں آتا ہے جیسے قرآن مجید کے ترجمے، کتبِ تفاسیر، کتبِ احادیث وکتبِ فقہِ اسلامی وغیرہ اسی طرح میلاد شریف اور ختم گیارہویں شریف کی محافل بھی بدعاتِ حسنہ کے زمرے میں آتی ہیں۔

یہ مصحف حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پھر اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو صرف لغتِ قریش میں باقی رکھنے اور دیگر لغاتِ عرب پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا تو حضرت اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مصحفِ صِدّیقی منگوا کر اس کی متعدد کاپیاں کرا کے یہ مصاحف مسجدِ نبوی، مسجدِ حرام اور دیگر شہروں کی جامع مساجد میں رکھوائے۔

خلیفۂ رسول کے دو سپر طاقتوں ایران اور روم کے خلاف جہادی اقدامات

خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے ۱۱ ہجری اپنی خلافت کے پہلے سال میں حجاز، تہامہ، عروض، نجد، اردن، یمن اور بحرین کے تمام علاقوں میں منکرینِ ختمِ نبوت، منکرینِ زکوٰۃ اور دیگر مرتدین کے تمام فتنوں کا صفایا فرما دیا۔

اس وقت ایران اور روم دنیا بھر میں دو سپر طاقتیں تھیں۔ ایران میں موجودہ ایران کے علاوہ عراق، کابل، خراسان مضافات کے بے شمار علاقے اور ملوکِ عرب کے مرکز حیرہ کے علاقے شامل تھے اس کے علاوہ بحرین اور بلوچستان کے علاقے ان کے زیر اثر تھے اور بحر ہند کا بہت سا حصہ بھی ایرانیوں کے کنٹرول میں تھا۔

رومیوں کے تین مراکز: رومیوں کا اصل مرکز اٹلی میں روما شہر تھا اور دوسرا مرکز ترکی میں استنبول (قُسطُنطِنیہ) تھا اور تیسرا مرکز فلسطین کے قریب حِمص تھا۔ رومی فلسطین، مصر اور شام اور بحیرۂ روم اور اس کے اردگرد کئی بندرگاہوں کو حِمص سے کنٹرول کرتے تھے۔

عراق و ایران میں فتوحات

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگِ یمامہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آئے تو مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ وائل کے خاندان شیبان سے تعلق رکھتے تھے، نے خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ گورنرِ عراق ہرمز انہیں اور ان کے خاندان کو

اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اذیتیں پہنچاتا ہے اس پر حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق میں جہادی اقدامات کے احکام جاری فرمائے۔

عراق میں سب سے پہلا جہاد جنگِ سلاسل

ہرمز ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر "اُبُلَّۃ" کے مقام پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آیا جبکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد تیس ہزار سے کچھ زائد تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہرمز کو ایک خط بھیجا جس میں تھا:

"فَاَسْلِمُوْا تَسْلِمُوْا وَ اِلَّا فَاَدُّوْا الْجِزْیَۃَ وِاِلَّا فَقَدْ جِئْتُکُمْ بِقَوْمٍ یُّحِبُّوْنَ الْمَوْتَ کَمَا تُحِبُّوْنَ الْحَیَاۃَ"(۹۰)

ترجمہ: "اسلام لے آؤ! تمہیں سلامتی ملے گی، وگرنہ جزیہ (ٹیکس) دو (اور ہمارے تابع قانون ہو کر رہو) وگرنہ میں تمہارے پاس ایسی قوم لے کر آیا ہوں جو شہادت فی سبیل اللہ کو اتنا پسند کرتی ہے جیسا تم دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو۔"

ہرمز آپ کے مقابلے میں آیا تو آپ نے اسے قتل کر دیا۔ ہرمز کی ٹوپی ایک لاکھ اشرفی کی تھی جو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ اس جنگ میں ستر ہزار کفار قتل ہوئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد جنگِ قارن، جنگِ دلجہ، جنگِ اُلّیس میں فتح حاصل کی اور یہ علاقے فتح کر کے کفار پر جزیہ (ٹیکس) مقرر کیا۔ پھر ملوک عرب کے تاریخی شہر حیرہ کو فتح کیا اور اسے لشکر اسلامی کی چھاؤنی بنایا۔ حیرہ شہر وہی ہے جس کے سفید محلات کی اپنے ہاتھوں پر فتح ہونے کی حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پیش گوئی فرمائی تھی اس جنگ کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دریائے دجلہ تک کے علاقے فتح کر لیے۔

جنگِ انبار (جنگِ ذات العیون)، جنگِ عین التمر، جنگِ دومۃ الجندل، جنگِ حصید، جنگِ مفیخ اور پھر دریائے فرات کے کنارے سب سے بڑی جنگ جنگِ فراض ہوئی جس میں ایک لاکھ کفار قتل ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اِن علاقوں کو زیرنگین لا کر جزیہ مقرر کیا اس کے بعد حضرت مُثنیٰ بن حارث رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے حج ادا کرنے

(۹۰) مختصر سیرۃ الرسول، باب مسیر خالد الی العراق ۱/۲۹۷

کے لیے مکہ مکرمہ چلے گئے پھر حیرہ کے مرکز (چھاؤنی) میں واپس آ گئے۔

تاریخ میں اتنے قلیل عرصے میں دشمن کے مقابلے میں کئی گنا قلیل تعداد لشکر کے ذریعے اتنی زیادہ فتوحات کی مثال نہیں ملتی۔

بظاہر یہ علاقے سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور لشکر اسلام نے فتح کیے اور بار بار سپر طاقت ایران کو شکست سے دو چار کیا لیکن دراصل اس کے پیچھے حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کا حسنِ انتخاب، آپ کی شاندار تربیت اور ہدایات ونگرانی کا تسلسل تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے شام میں رومیوں کے خلاف جہادی اقدامات

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق میں سپر طاقت ایران کے خلاف مصروفِ جہاد تھے کہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی میں رومیوں کے خلاف جہادِ شام کے بارے میں خطبہ دیا اور چار اسلامی لشکر ترتیب دیئے:

(۱)...... حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں رومیوں کے دارالخلافہ حمص کی طرف

(۲)...... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فلسطین کی طرف

(۳)...... حضرت یزید بن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی قیادت میں دمشق کی طرف

(۴)...... حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اردن کی طرف حکم دیا۔

اور حکم دیا کہ اگر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ موجود ہوں تو وہ سپہ سالار اعظم ہوں گے۔ ادھر قیصرِ روم جو کہ حمص میں موجود تھا اس نے بھی اسلامی لشکروں سے کئی گناہ زیادہ چار بڑے لشکر تیار کیے جن کی مجموعی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی۔

دوسری طرف حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ آدھی فوج حضرت مثنیٰ بن حارث رضی اللہ عنہ کی قیادت میں عراق میں مقرر کر کے آدھی فوج کو ساتھ لے کر برق رفتاری کے ساتھ شام پہنچیں۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کئی ہفتوں کا سفر چند دنوں میں صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے مکمل کیا۔ راستے میں مرج راہط کے مقام پر بنی غسان پر حملہ کیا پھر شام کا مشہور شہر بُصریٰ فتح کیا۔ اجنادین کے مقام پر رومیوں اور اسلامی لشکر میں جنگ ہونے والی تھی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ایک لشکر لے کر وہاں پہنچ گئے چنانچہ تمام اسلامی لشکروں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپریم کمانڈر مقرر کیا۔

سارا دن شدید جنگ ہوتی رہی اور بالآخر رومیوں کو کثرت تعداد کے باوجود شکست ہوئی، لاکھوں کی تعداد میں رومی اور شامی قتل ہوئے اور مسلمانوں کے تین ہزار مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا۔

فتحِ دمشق

جنگِ اجنادین کے بعد مرج الصفر کے نام سے ایک جنگ ہوئی جس میں رومیوں کو ایک بار پھر شکست ہوئی اس کے بعد مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ دمشق کے حاکم نے اپنے ساتھیوں سے مسلمانوں کی سیرت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:

"هَؤُلَآءِ رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ وَاُسُوْدٌ بِالنَّهَارِ"

ترجمہ: "یہ لوگ رات کو عبادت میں گزارتے ہیں اور دن میں شیروں کی طرح ہوتے ہیں"

اور یہ لوگ امانت دار ہیں جو غنیمت ملے تھوڑی ہو یا زیادہ وہ اپنے سربراہ کے پاس لاتے ہیں تو حاکمِ دمشق نے کہا:

"مَا لَنَا بِهَؤُلَآءِ طَاقَةٌ وَّلَا لَنَا فِيْ قِتَالِهِمْ خَيْرٌ"(۹۱)

ترجمہ: "ہم میں ایسے لوگوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں اور ان کے ساتھ لڑائی میں کوئی بھلائی بھی نہیں۔"

پھر اس نے بغیر لڑائی کے شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا اور اسی روز حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

الغرض دورِ فاروقی اور دورِ عثانی میں جو حیرتناک فتوحات ہوئیں اِن فتوحات کی بنیادیں رکھنے والی ہستی خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ ہے۔ جَزَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

مسئلۂ افضیلتِ سیدنا ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ

...... حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"اَجْمَعَ اَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ ثُمَّ سَائِرُ الْعَشَرَةُ ثُمَّ بَاقِيْ اَهْلِ بَدَرٍ ثُمَّ بَاقِيْ اَهْلِ اُحُدٍ ثُمَّ بَاقِيْ اَهْلِ الْبَيْعَةِ ثُمَّ بَاقِي الصِّحَابَةِ"(۹۲)

(۹۱) تاریخ دمشق لابن عساکر، باب کیف کان امر دمشق فی الفتح ۲/۱۲۴

(۹۲) تاریخ الخلفاء، باب خلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق، الرقم: ۱/۳۸

ترجمہ: اس بات پر اہلسنت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں، اس کے بعد عشرۂ مبشرہ ہیں، پھر باقی اصحابِ بدر پھر باقی اصحابِ احد پھر باقی اصحابِ بیعتِ رضوان پھر باقی اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم اجمعین۔ صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "سوانح کربلا" میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

...... مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد "خَیۡرُ النَّاسِ" (لوگوں میں سے سب سے بہتر) ہیں۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خَیۡرُ النَّاسِ بَعۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَبُوۡ بَکۡرٍ وَّخَیۡرُ النَّاسِ بَعۡدَ اَبِیۡ بَکۡرٍ عُمَرُ" (۹۳)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد "خَیۡرُ النَّاسِ" حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

...... حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَا یُفَضِّلُنِیۡ اَحَدٌ عَلٰٓی اَبِیۡ بَکۡرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَآ اِلَّا جَلَدۡتُّہٗ حَدَّ الۡمُفۡتَرِیۡ" (۹۴)

ترجمہ: مجھے جو بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا تو اس کو زنا کا بہتان لگانے والے کی حد (۸۰ کوڑے) لگاؤں گا۔

...... حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

" اَیُّ النَّاسِ خَیۡرٌ بَعۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ؟" (۹۵)

(۹۳) سنن ابن ماجہ، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ، الرقم: ۱۰۶

(۹۴) فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، باب سئل عن قول علی بن ابی طالب، الرقم: ۴۹۔ کنز العمال، الرقم: ۳۶۱۵۷

(۹۵) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۷۱

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ تو فرمایا: "ابوبکر"، میں نے عرض کی: اس کے بعد؟ تو فرمایا: "عمر"

...... حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنے مرض الوصال میں تین دن سے زائد 17 نمازوں میں جب بھی نماز کی امامت کے لیے بلایا جاتا تو ہر بار فرماتے:

"مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ" (۹۶)

ترجمہ: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

"قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَبَا بَکْرٍ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ وَاِنِّیْ لَشَاھِدٌ غَیْرُ غَائِبٍ وَّ اِنِّیْ لَصَحِیْحٌ غَیْرُ مَرِیْضٍ وَّلَوْ شَآءَ اَنْ یُّقَدِّمَنِیْ لَقَدَّمَنِیْ، فَرَضِیْنَا لِدُنْیَانَا مَنْ رَضِیَہُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ لِدِیْنِنَا" (۹۷)

ترجمہ: "رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے (مصلیٰ رسول پر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا، انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی حالانکہ میں موجود تھا غائب نہیں تھا اور بیشک میں تندرست تھا بیمار نہیں تھا اور اگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ چاہتے تو مجھے امام مقرر فرماتے تو ہم اپنی دنیا (خلافت) کے لیے اس ہستی پر راضی ہو گئے جس پر اللہ اور اس کا رسول ہمارے دین (نماز) کے لیے راضی ہو گئے۔"

اس کے علاوہ اگر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ کا وصالِ نبوی سے پہلے اور وصالِ نبوی کے بعد نظرِ ایمان کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت اَظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ ہی حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد اَفضلُ الناس ہیں۔

(۹۶) صحیح بخاری، باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ، الرقم: ۶۶۴

(۹۷) اسد الغابۃ، باب وفاتہ، ۳/۳۲۴۔ فضائل الخلفاء لابی نعیم الأصبھانی، باب ذکر بیعۃ عمر، الرقم: ۱۹۰

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے قرآن وحدیث میں جنتی ہونے کی چند بشارات

...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ "(۹۸)

ترجمہ: "جو سبقت لینے والے، پہل اختیار کرنے والے، مہاجرین وانصار سے اور جنہوں نے کمال درجہ نیکی کے ساتھ اُن کی پیروی کی اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ نے اُن کے لیے جنتیں تیار کر دی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور وہ بڑی کامیابی ہے۔"

یہاں سبقت لینے والوں، مہاجرین وانصار اور اُن کے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنتی ہونے کی سند دی گئی ہے اور یقیناً حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سمیت ہر نیکی میں سبقت اور پہل اختیار کرنے والے تھے۔

...... اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى "(۹۹)

ترجمہ: برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور قتال کیا یہ لوگ درجے میں بہت بڑے ہیں اُن سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا اور سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فتحِ مکہ سے پہلے اور بعد سب سے زیادہ مال خرچ کیا اور وہ یارِ غار ہیں جو تمام غزوات میں شامل ہوئے۔

...... رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَمَآ اِنَّكَ يَآ اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ "(۱۰۰)

(۹۸) سورہ توبہ: ۱۰۰ (۹۹) سورۂ حدید: ۱۰ (۱۰۰) سنن ابی داؤد، باب فی الخلفاء، الرقم: ۴۶۵۲

ترجمہ: بیشک اے ابوبکر! تم وہ شخص ہو جو میری امت سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔

﴿...... حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَبُوْ بَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَطَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ، وَسَعْدٌ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعِیْدٌ فِی الْجَنَّۃِ، وَاَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّۃِ"(۱۰۱)

ترجمہ: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید (بن زید) جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔

﴿...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ مَا خَلَا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ"(۱۰۲)

ترجمہ: ابوبکر و عمر اُدھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں ماسوائے انبیاء و مرسلین کے۔

﴿...... رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ"(۱۰۳)

ترجمہ: جو چاہے کہ جہنم سے آزاد شخص کو دیکھے تو وہ ابوبکر کو دیکھے۔

﴿...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ قَالَ: یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ"(۱۰۴)

(۱۰۱) ترمذی، باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف، الرقم: ۳۷۴۷ (۱۰۲) ترمذی، باب مناقب ابی بکر، الرقم: ۳۶۶۶
(۱۰۳) المستدرک، باب ابی بکر، الرقم: ۴۴۰۴ (۱۰۴) جامع ترمذی، باب فی مناقب عمر، الرقم: ۳۶۹۴

ترجمہ: اہلِ جنت سے ایک شخص تمہارے سامنے آئے گا تو ابوبکر سامنے آئے پھر فرمایا اہلِ جنت میں سے ایک شخص تمہارے سامنے آئے گا تو حضرت عمر سامنے آئے۔

سیرتِ طیبہ کا خلاصہ، وصایا اور تدفین

......❁ خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اپنی سیرت و اخلاق میں سید المرسلین محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کامل ترین نمونہ تھے۔

......❁ ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"خِصَالُ الْخَيْرِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ خَصْلَةً اِذَا اَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ فِيْهِ خَصْلَةً مِّنْهَا يَدْخُلُ بِهَا الْجَنَّةَ"

ترجمہ: تین سو ساٹھ ایسی نیکیاں ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُن 360 نیکیوں میں سے ایک نیکی اس میں رکھ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

تو حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کیا مجھ میں بھی ان میں سے کوئی موجود ہے؟ تو فرمایا:

"نَعَمْ جَمْعًا مِّنْ كُلٍّ" (۱۰۵)

ترجمہ: ہاں! سب کی سب تم میں پائی جاتی ہیں۔

......❁ آپ کی محبتِ نبوی، ادبِ رسول، ایثار و قربانی، عزم و ہمت، شجاعت و بسالت، کمال دلیری و جوانمردی، صبر و استقامت، کامل اتباعِ سنت، تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت، مرتدین کے خلاف فیصلہ کن جہادِ اسلامی اور بیک وقت دو سپر طاقتوں ایران و روم کو متعدد بار شکست دے کر دونوں سپر طاقتوں کے بہت سے علاقے اسلامی ریاست میں شامل کرنے کے واقعات پر گزشتہ اجمالی بیان شاہدِ عدل ہے۔

......❁ اسی طرح صدق و دیانت، خدمتِ خلق، تقویٰ و پرہیز گاری اور منکسر المزاجی کے عناصر بھی آپ کی مثالی سیرتِ طیبہ کا نمایاں حصہ ہیں۔

......❁ آپ اہلبیتِ رسول کی بے حد عزت کرتے تھے اور لوگوں کو فرماتے تھے:

(۱۰۵) تاریخ الخلفاء، باب خلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق، ۱/۴۹۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، ج۳۰، ص۱۰۳

"وَاللّٰہِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ (۱۰۶)

ترجمہ: "حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے رشتہ دار مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ پیارے ہیں۔"

...... اور کبھی کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ کی گلیوں میں سیر کراتے تھے۔(۱۰۷)

...... آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاقِ عالیہ میں سے ہے کہ کوئی آپ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے لگتا تو منع فرماتے اور فرماتے: میں بڑا آدمی نہیں ہوں۔

...... جب بھی کسی اسلامی لشکر کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو اس لشکر کے سپہ سالار کو گھوڑے پر سوار کر کے گھوڑے کی بھاگ پکڑ کر الوداع کہنے کے لیے پیدل چلتے۔

...... آپ میں تکبر اور ریا کاری کا نام نہیں تھا،

...... آپ کی سواری کی مہار گرتی تو کسی کو پکڑانے کا حکم نہ دیتے بلکہ خود سواری سے اتر کر مہار کو اٹھاتے،

...... اسلامی ریاست کے حاکم ہونے کے باوجود آپ کی خوراک ،لباس اور بود و باش انتہائی سادہ تھی۔

...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک اندھی عورت کے لیے پانی بھرتے تھے اور اس کے گھر کے کام کرتے تھے جب حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو چہرے پر نقاب ڈال کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پہلے نابینی عورت کے لیے پانی بھرتے اور اس کے گھر کے کام کاج کرتے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حیران ہوئے کہ یہ نقاب پوش کون ہے؟ جو اُن سے پہلے نابینی عورت کے گھر کے کام کر جاتا ہے ایک دن آپ جلدی نابینی عورت کے گھر تشریف لائے تو حیران رہ گئے کہ وہ نقاب پوش خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ تھے۔(۱۰۸)

(۱۰۶) صحیح بخاری باب مناقب قرابۃ رسول اللہ، الرقم: ۳۷۱۲ (۱۰۷) صحیح بخاری، باب صفة النبی، الرقم: ۳۵۴۲
(۱۰۸) کنز العمال، باب فضل الصدیق رضی اللہ عنہ، الرقم: ۳۵۶۰۷

...... حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے سے پہلے خاندان کی کچھ لڑکیاں آپ کے پاس اپنی بکریاں لے کر آتیں تو آپ ان کے لیے بکریوں کا دودھ دوہ دیتے، جب خلیفہ بنے تو لڑکیوں میں سے ایک نے کہا: اب ہمارے کام کون کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا:

"بَلٰی، لَاَحْلُبَنَّهَا لَكُمْ وَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ لَّا يُغَيِّرَنِیْ مَا دَخَلَنِیْ فِيْهِ عَنْ خُلُقٍ كُنْتُ عَلَيْهِ"(۱۰۹)

ترجمہ: "ہاں، میں ضرور تمہارے لیے دودھ دوہوں گا اور بیشک میں اُمید کرتا ہوں کہ خلافت، خدمتِ خلق کی راہ میں حائل نہیں ہوگی۔"

...... قرآن مجید کی تلاوت کے وقت رقت طاری ہوجاتی اور آنسو رواں ہوجاتے۔

...... خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ درختوں کو دیکھ کر فرماتے:

"وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ كُنْتُ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ تُؤْكَلُ وَتُعْضَدُ"(۱۱۰)

ترجمہ: "خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں یہ درخت ہوتا جسے کھایا اور کاٹا جاتا"

...... اور کبھی فرماتے:

ترجمہ: "وَدِدْتُّ أَنِّیْ خَضِرَةٌ تَأْكُلُنِی الدَّوَابُّ"(۱۱۱)

"کاش میں سبزہ ہوتا اور چوپائے مجھے کھا جاتے"۔یعنی میں ایسی مخلوق ہوتا جس کا روزِ قیامت حساب نہیں ہوگا۔

وفات

یارِ غار حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ وصالِ نبوی کے بعد فراقِ نبوی میں شدید مغموم رہتے اور دن بدن کمزور ہوتے گئے حتّٰی کہ وفات کا وقت قریب آیا تو غارِ ثور میں سانپ کے ڈسنے کا زہر آپ کے جسم میں واپس لوٹ آیا تا کہ آپ کو شہادت کا درجہ ملے چنانچہ اس تکلیف میں شدید بخار کی حالت میں زہر کی وجہ سے موتِ شہادت سے ۲۲ جمادیٰ الآخرہ ۱۳ ہجری کو بعد نمازِ مغرب وصال فرما گئے اور نمازِ عشاء سے پہلے مزارِ نبوی میں مدفون ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور آپ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(۱۰۹) تهذيب الاسماء واللغات، فصل استخلافه، ۲/۱۹۱ (۱۱۰) الزهد لاحمد، باب زهد ابی بكر، الرقم: ۵۸۱
(۱۱۱) كنز العمال، باب خوفه رضی الله عنه، الرقم: ۳۵۷۰۲

آپ کی وصایا

...... "یَا عَلِیُّ اِذَآ اَنَا مُتُّ فَغَسِّلْنِیْ بِالْکَفِّ الَّذِیْ غَسَّلْتَ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَحَنِّطُوْنِیْ"(۱۱۲)

ترجمہ: آپ نے وفات سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو آپ مجھے اُن ہاتھوں سے غسل دینا جن ہاتھوں سے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو غسل دیا تھا اور مجھے خوشبو لگانا۔

...... "فَکَفِّنُوْنِیْ فِیْھَا.... اِنَّ الْحَیَّ اَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ"(۱۱۳)

ترجمہ: مجھے انہی (پرانے) کپڑوں میں کفن دینا کیونکہ نئے کپڑوں کی دنیا میں زندہ لوگوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

...... اپنے مرضِ وفات میں اپنی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا ھُوَ الْیَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَّاِنَّمَا ھُمَا اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْہُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ"

ترجمہ: آج مال وارثوں کا ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔

یہ سن کر حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ "ابا جان! میری تو ایک ہی بہن اسماء ہے۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری زوجہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے"اَرَاھَا جَارِیَۃً" میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔(۱۱۴)

...... میری نمازِ جنازہ کے بعد میرا جنازہ حجرۂ نبویہ کے سامنے رکھ دینا اور داخل ہونے کی اجازت مانگنا اگر قفل خود بخود کھل جائے تو مجھے اندر دفن کرنا اور اگر ایسا نہ ہو تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق جب آپ کا جنازہ حجرۂ نبویہ کے سامنے رکھا گیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

(۱۱۲) الخصائص الکبری، باب ذکر وقعت علی اثر وفاۃ النبی ۲/۴۹۲

(۱۱۳) صحیح بخاری، باب موت یوم الاثنین، الرقم: ۱۳۸۷ (۱۱۴) مؤطا امام مالک، باب مالا یجوز من النحل، الرقم: ۲۷۸۳

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ یَّسْتَاْذِنُ"

ترجمہ: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ ابوبکر ہیں آپ سے داخل ہونے کی اجازت چاہتے ہیں؟

تو قفل اور دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر انور سے آواز آئی:

"اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ" (۱۱۵)

ترجمہ: حبیب کو حبیب سے ملا دو کیونکہ حبیب کو حبیب سے ملنے کا اشتیاق ہے۔

تدفین میں ادبِ نبوی

صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم نے تدفین کے وقت بھی ادبِ نبوی کو ملحوظ رکھا اور فیصلہ کیا گیا کہ خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدِّیق رضی اللہ عنہ کا سرہانہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سرہانے سے ایک ہاتھ نیچے رکھا جائے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کے بارے بھی فیصلہ کیا گیا کہ خلیفۂ دوم کی قبر خلیفۂ اول کی قبر سے ایک ہاتھ نیچے رکھی جائے۔

حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا خمیری رشتہ

...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی (۱۱۶)

ترجمہ: ہم نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور ہم زمین میں تمہیں واپس لوٹائیں گے اور زمین سے ایک بار پھر تمہیں نکالیں گے۔

...... اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"یُدْفَنُ کُلُّ اِنْسَانٍ فِی التُّرْبَةِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْهَا" (۱۱۷)

ترجمہ: ہر انسان کو اسی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(۱۱۵) الخصائص الکبرٰی، باب ذکر وقعت علی اثر وفاۃ النبی ۲/۴۹۲ ـ تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۳۰، ص ۴۳۶
(۱۱۶) سورۂ طٰہٰ: ۵۵ (۱۱۷) مصنف عبد الرزاق، باب یدفن فی التربۃ، الرقم: ۶۵۳۱

"اِنِّیْ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّفِیْھَا نُدْفَنُ "(۱۱۸)

ترجمہ: میں ، ابوبکر اور عمر ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور ایک مٹی میں دفن کیے جائیں گے۔

یعنی ہمارا بشری وجود ایک ہی خمیر سے پیدا کیا گیا۔اس سے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا خمیری رشتہ ثابت ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا

آپ نے اپنے بیٹوں اور دیگر عزیزوں کو اپنی زندگی میں حکومت میں کوئی چھوٹا سا عہدہ بھی نہیں دیا اسی طرح آپ نے بعد میں بھی کسی اپنے عزیز کو عہدہ دینے کی وصیت نہیں کی ۔ حضرت عثمان غنی ، حضرت علی المرتضیٰ ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر اجلہ صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم سے مشورے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ دوم مقرر فرمایا جنہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ بنیادوں پر اسلام کے اعلیٰ سیاسی و جہادی نظام کی ایسی بلند اور مضبوط عمارت قائم فرمائی جس سے پوری دنیا کے لوگ انگشت بدنداں ہیں۔

دورِ خلافت کی تنخواہ بیت المال کو واپس کرنے کی وصیت

وفات سے پہلے وصیت فرمائی کہ میں تجارت سے گزر بسر کرتا تھا جب خلیفۂ رسول بنا تو اصحابِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے میری تجارت بند کرا کے میرا وظیفہ تین سو دینار سالانہ (۱۱۹) مقرر کیا تھا، میری فلاں زمین فروخت کر کے بیت المال سے لیا گیا وظیفہ واپس کر دیا جائے۔سبحان اللہ! آپ نے اپنی ذات اور اپنی اولاد کے لیے بیت المال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور خلافتِ رسول کا حق ادا کر دیا۔ بیت المال کی استعمال کی چیزیں بھی واپس کرنے کی وصیت فرمائی اور خلافت کے بعد مال میں اضافہ کی ہوئی چیزوں کو بھی بیت المال کو واپس کر دیا:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو فرمایا:

(۱۱۸) کنز العمال، فضائل ابی بکر وعمر، الرقم: ۳۲۶۷۳۔ تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۴۴، ص ۱۲۰
(۱۱۹) الریاض النضرہ للطبری، الفصل الثالث عشر: فی ذکر خلافتہ وما یتعلق بہ، ج ۱، ص ۲۵۵

"اُنْظُرُوْا مَا زَادَ فِیْ مَا لِیْ مُنْذُ دَخَلْتُ فِی الْخِلَافَةِ فَابْعَثُوا بِهٖ اِلَی الْخَلِیْفَةِ مِنْ بَعْدِیْ"(۱۲۰)

ترجمہ: "جب سے میں خلیفۂ رسول بنا ہوں دیکھو میرے مال میں کیا اضافہ ہوا ہے، یہ مال میرے بعد والے خلیفۂ رسول کے پاس بھیج دینا"

جب آپ کا وصال ہوا تو ایک غلام اور ایک اونٹنی کا اضافہ تھا جو حسبِ وصیت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا:

"رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ لَّقَدْ اَتْعَبَ مَنْ بَعْدَهٗ تَعَبًا شَدِیْدًا"(۱۲۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے آپ نے بعد والوں کو سخت مشقت میں ڈال دیا۔

اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا:

"وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ اَبُوْ بَکْرٍ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا"(۱۲۱)

ترجمہ: اللہ کی قسم! حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے نقد ایک درہم اور ایک دینار ترکہ نہیں چھوڑا۔

خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے وصال پر بابِ مدینۃ العلم حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا تاریخی تعزیتی خطبہ

حضرت اُسید بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ان پر چادر اوڑھ دی گئی تو سارا مدینہ رونے کی آواز سے گونج اٹھا اور تمام لوگ شدتِ غم سے ایسے مدہوش ہو گئے جیسے اس دن ہوئے تھے جس دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے وصال فرمایا تھا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تیز رفتاری سے چلتے ہوئے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" کہتے ہوئے تشریف لائے اور وہ کہہ رہے تھے:

آج نبوت کی خلافت بند ہوگئی، یہاں تک کہ اس گھر کے دروازے پر رک گئے جس میں حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ تھے، پھر فرمایا:

(۱۲۰) مصنف ابن ابی شیبة ،فی التجارة والرغبة، الرقم: ۲۲۱۸۰

(۱۲۱) الزهد لاحمد، زهد ابی بکر الصدیق رضی الله عنه، الرقم: ۵۶۴

رَحِمَكَ اللّٰهُ يَآ اَبَا بَكْرٍ! كُنْتَ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا وَّاَخْلَصَهُمْ اِيْمَانًا وَّاَشَدَّهُمْ يَقِيْنًا

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے آپ قوم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے اور ایمان میں سب سے زیادہ مخلص تھے، اور یقین میں سب سے زیادہ مضبوط تھے،

وَّاَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ وَاَعْظَمَهُمْ غَنَآءً وَّاَحْوَطَهُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ

اور اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے اور سب سے زیادہ دولت مند تھے اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے سب سے بڑے محافظ تھے اور

اَحْدَبَهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ اٰمَنَهُمْ عَلٰٓى اَصْحَابِهٖ وَ اَحْسَنَهُمْ صُحْبَةً

اسلام پر سب سے زیادہ مہربان تھے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے سب سے زیادہ بابرکت تھے اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا سب سے بہتر حقِ رفاقت ادا کرنے والے تھے،

وَّاَفْضَلَهُمْ مَنَاقِبَ وَاَكْثَرَهُمْ سَوَابِقَ وَاَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً وَّاَقْرَبَهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور مناقب وفضائل میں سب سے افضل تھے اور سبقت کے مقامات میں سب سے زیادہ تھے اور درجے میں اُن سب سے بلند تھے اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے سب سے زیادہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَشْبَهَهُمْ بِهٖ هَدْيًا وَّخُلُقًا وَّسَمْتًا وَّاَوْثَقَهُمْ عِنْدَهٗ وَ

قریب تھے اور سیرت، اخلاق اور عادت میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے سب سے زیادہ معتمد تھے اور

اَشْرَفَهُمْ مَنْزِلَةً وَاَكْرَمَهُمْ عَلَيْهِ مَنْزِلَةً فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَعَنْ رَّسُوْلِهٖ

اُن سب سے بلند مرتبہ تھے اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت تھے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام، اپنے رسول اور مسلمانوں کی

وَعَنِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا صَدَّقْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَذَّبَهٗ

طرف سے بہترین جزا دے، آپ نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو

فَسَمَّاكَ اللهُ فِیْ كِتَابِهٖ صِدِّيْقًا فَقَالَ: وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام "صِدِّیق" رکھا ، ارشادفرمایا اور جو سچ لائے یعنی (محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ) اور جس نے سچ کی تصدیق کی

وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ اٰسَيْتَهٗ حِيْنَ بَخِلُوا، وَقُمْتَ مَعَهٗ حِيْنَ عَنْهُ قَعَدُوْا وَ

یعنی ابوبکر آپ نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی غمخواری کی جب لوگوں نے بخل کیا اور آپ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب لوگ بیٹھ گئے اور

صَحِبْتَهٗ فِي الشِّدَّةِ اَكْرَمَ الصُّحْبَةِ وَالْمُنَزَّلُ عَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ رَفِيْقُهٗ فِي الْهِجْرَةِ

آپ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سخت ترین حالات میں بہترین رفاقت کی، آپ پر سکینہ نازل ہوئی آپ حضور نبیِٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ہجرت

وَمَوَاطِنِ الْكُرْبَةِ خَلَفْتَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ بِاَحْسَنِ الْخِلَافَةِ حِيْنَ ارْتَدَّتِ النَّاسُ

اور سخت مصیبت کے مقامات میں ساتھی تھے، آپ نے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی بہترین خلافت کے فرائض انجام دیئے جب لوگ مرتد ہو گئے

فَقُمْتَ بِدِيْنِ اللهِ قِيَامًا لَّمْ يَقُمْهُ خَلِيْفَةُ نَبِيٍّ قَطُّ فَوَثَبْتَ حِيْنَ ضَعُفَ اَصْحَابُكَ وَنَهَضْتَ

تو آپ نے اللہ کا دین اس طرح کھڑا کر دیا کہ کسی نبی کے خلیفہ نے دین کو اس طرح کھڑا نہیں کیا۔ آپ چھلانگ لگا کر کھڑے ہوئے جب لوگوں نے کمزوری دکھائی، آپ اس وقت اٹھے

حِيْنَ وَهَنُوْا وَلَزِمْتَ مِنْهَاجَ رَسُوْلِهٖ بِرَغْمِ الْمُنَافِقِيْنَ وَغَيْظِ الْكَافِرِيْنَ فَقُمْتَ

جب لوگوں نے سستی دکھائی اور آپ نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے طریقے کو مضبوط پکڑا، منافقین کی ذلت اور کافروں کے غصے کے باوجود آپ نے اللہ کے دین کو کھڑا

بِالْاَمْرِ حِيْنَ فَشِلُوْا وَمَضَيْتَ بِنُوْرِ اللهِ اِذْ وَقَفُوْا كُنْتَ اَعْلَاهُمْ فَوْقًا وَّاَقَلَّهُمْ كَلَامًا

کر دیا جب لوگوں کی ہمتیں ہار گئیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے روشن دین کو نافذ کر دیا جب لوگ توقف پذیر ہوئے آپ فوقیت میں اُن سے برتر ہوئے آپ اُن میں سے کم کلام کرنے والے تھے

وَّاَصْوَبَهُمْ مَنْطِقًا وَّاَطْوَلَهُمْ صَمْتًا وَّاَبْلَغَهُمْ قَوْلًا وَّكُنْتَ اَكْثَرَهُمْ رَاْيًا

اور کلام میں سب سے زیادہ درستگی کو پانے والے تھے اور اُن سے زیادہ لمبی خاموشی اختیار کرنے والے تھے اور کلام میں سب سے زیادہ بلیغ تھے اور آپ رائے قائم کرنے میں سب سے زیادہ تھے

وَّاَشْجَعَهُمْ قَلْبًا وَّاَشَدَّهُمْ يَقِيْنًا وَّاَحْسَنَهُمْ عَمَلًا وَّاَعْرَفَهُمْ بِالْاُمُوْرِ كُنْتَ لِلدِّيْنِ

اور ان سب سے زیادہ شجاع تھے اور یقین میں آپ سب سے زیادہ مضبوط اور عمل کرنے میں سب سے بہتر تھے اور امور کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے ،آپ دین کے

يَعْسُوْبًا وَّكُنْتَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَبًا رَّحِيمًا اِذْ صَارُوْا عَلَيْكَ عِيَالًا فَحَمَلْتَ اَثْقَالَ مَا عَنْهُ

سردار تھے اور آپ مؤمنوں کے لیے مہربان باپ تھے جب وہ آپ کے اہل وعیال کی طرح ہو گئے تو آپ نے وہ بوجھ اٹھائے جس میں وہ

ضَعُفُوْا وَحَفِظْتَ مَآ اَضَاعُوْا وَرَعَيْتَ مَآ اَهْمَلُوا، وَصَبَرْتَ اِذْ جَزِعُوْا

کمزور پڑ گئے تھے اور اُن سے اُن چیزوں کی حفاظت کی جس کو انہوں نے ضائع کر دیا اور آپ نے اُن چیزوں کی نگہداشت کی جو اُن سے فروگزاشت ہوئیں اور آپ ڈٹے رہے جب وہ گھبرا گئے

فَاَدْرَكْتَ اٰثَارَ مَا طَلَبُوْا وَنَالُوْا بِكَ مَالَمْ يَحْتَسِبُوْا وَكُنْتَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ عَذَابًا صَبًّا

تو آپ نے نشانات پا لیے جس کے وہ طلبگار تھے اور آپ کی وجہ سے انہوں نے وہ چیزیں پالیں جو ان کے وہم وگمان میں نہیں تھیں اور آپ کافروں پر بھاری عذاب تھے

وَّلِلْمُسْلِمِيْنَ غَيْثًا وَّخِصْبًا فَطِرْتَ بِغِنَاهَا وَفُزْتَ بِحَيَاهَا وَذَهَبْتَ بِفَضَآئِلِهَا

اور مسلمانوں کے لیے بارش اور خوشحالی تھے اور آپ اس خوشحالی میں داخل ہوئے تو آپ اس کی انتہاء کو پہنچ گئے اور اس کے فضائل حاصل کر لیے

وَاَحْرَزْتَ سَوَابِقَهَا لَمْ تُفْلَلْ مُحَبَّتُكَ وَلَمْ يُزَغْ قَلْبُكَ وَلَمْ تَضْعُفْ بَصِيْرَتُكَ وَ

اورآپ نے سبقت کے کام جمع کر لیے ،آپ کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی اور آپ کا دل کبھی نہیں گھبرایا اور آپ کی بصیرت میں کوئی کمزوری نہیں آئی اور

لَمْ تَجْبُنْ نَفْسُكَ كُنْتَ كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْعَوَاصِفُ وَلَا تُزِيْلُهُ الْقَوَاصِفُ كُنْتَ

آپ نے کبھی بزدلی اختیار نہیں کی، آپ ایسے پہاڑ کی طرح تھے جس کو تیز ہوائیں ہلا نہیں سکتی تھیں اور تیز آندھیاں اسے اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتی تھیں آپ اس طرح تھے

كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَّنَ النَّاسِ عَلَيْهِ بِصُحْبَتِكَ وَذَاتِ

جیسا کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم مجھ پر لوگوں میں سے سب سے زیادہ احسان کرنے والا اپنی رفاقت اور دولت کے ذریعے

يَدِكَ وَكَمَا قَالَ: ضَعِيْفًا فِيْ بَدَنِكَ قَوِيًّا فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ مُتَوَاضِعًا عَظِيْمًا عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ

اور جیسا کہ آپ نے فرمایا اپنے بدن میں کمزور اور اللہ کے حکم کو بجا لانے میں طاقتور منکسر المزاج مسلمانوں کے نزدیک

جَلِيْلًا فِي الْاَرْضِ لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ فِيْكَ مَهْمَزٌ وَّلَا لِقَائِلٍ فِيْكَ مَغْمَزٌ وَّلَا فِيْكَ مَطْمَعٌ وَّ

باعظمت زمین میں جلیل القدر کسی کو آپ میں کوئی عیب نہیں ملا اور نہ کسی کہنے والے کو کوئی نقص اور نہ کسی کو خلاف حق طمع کرنے کا موقع ملا اور

لَا عِنْدَكَ هَوَادَةٌ لِاَحَدٍ الضَّعِيْفُ الذَّلِيْلُ عِنْدَكَ قَوِيٌّ حَتّٰى تَأْخُذَ لَهٗ بِحَقِّهٖ وَالْقَوِيُّ

نہ ہی کسی ایک کے لیے کوئی رعایت کمزور ذلت والا آدمی آپ کے نزدیک قوی تھا یہاں تک کہ آپ اس کے لیے اس کا حق لے لیں اور طاقتور

الْعَزِيْزُ عِنْدَكَ ذَلِيْلٌ حَتّٰى يُؤْخَذَ مِنْهُ الْحَقُّ وَالْقَرِيْبُ وَالْبَعِيْدُ عِنْدَكَ فِيْ ذٰلِكَ سَوَآءٌ

غالب اُن کے نزدیک کمزور تھا جب تک اس سے حق لے نہ لیا جائے اور قریب وبعید آپ کے نزدیک اس معاملے میں برابر تھے

شَأْنُكَ الْحَقُّ وَالصِّدْقُ وَالرِّفْقُ قَوْلُكَ فَاَقْلَعْتَ وَقَدْ نُهِجَ السَّبِيْلُ وَاعْتَدَلَ بِكَ الدِّيْنُ

آپ کی شان حق گوئی اور سچائی تھی اور نرم گفتگو کرنا پھر آپ ہم سے جدا ہوئے اس حال میں کہ راستہ آسان ہو چکا تھا اور دین برابر ہو چکا تھا

وَقَوِیَ الْاِیْمَانُ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ فَسَبَقْتَ وَاللّٰهِ سَبْقًا بَعِيْدًا وَّاَتْعَبْتَ

اورا یمان قوی ہو چکا تھا اور اللہ کا حکم غالب ہو چکا تھا اگرچہ کافر اسے نہ پسند کرتے تھے اللہ کی قسم ! آپ دُور کی سبقت لے گئے اور لوگوں کو

مَنْ بَعْدَكَ اِتْعَابًا شَدِيْدًا وَّفُزْتَ بِالْجَنَّةِ وَعَظُمَتْ رَزِيَّتُكَ فِي السَّمَآءِ وَهَدَّتْ مُصِيْبَتُكَ

سخت تعب وتکلیف میں ڈال دیا اور آپ جنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور آپ کی مصیبت آسمان پر بہت بھاری ہو گئی اور آپ کی مصیبت نے

الْاَنَامَ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ رَضِيْنَا عَنِ اللّٰهِ قَضَآءَهٗ وَسَلَّمْنَا لِلّٰهِ اَمْرَهٗ فَلَنْ

جہاں کو رونے میں مبتلاء کر دیا پس یقیناً ہم بھی اللہ کی ملکیت ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ، ہم اللہ کی قضا سے راضی ہیں اور اس کے امر کو اسی کے لیے تسلیم کیا ہے

يُّصَابَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمِثْلِكَ اَبَدًا كُنْتَ لِلدِّيْنِ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد مسلمانوں کو کبھی بھی آپ کی مصیبت کی طرح کی کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی آپ دین کے لیے

عُدَّةً وَّكَهْفًا وَّلِلْمُسْلِمِيْنَ حِصْنًا وَّفِئَةً وَّاُنْسًا وَّعَلَى الْمُنَافِقِيْنَ غِلْظَةً وَّغَيْظًا فَاَلْحَقَكَ

حفاظت اور پناہ تھے اور مرجع ومأویٰ اور فریاد رس تھے اور منافقوں پر سخت اور اُن کے غصہ کا سبب تھے اللہ آپ کو

اللّٰهُ بِنَبِيِّهٖ وَ لَا حَرَمَنَا اللّٰهُ اَجْرَكَ وَ لَآ اَضَلَّنَا بَعْدَكَ

اپنے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ملا دے اور ہمیں آپ کے اجر و ثواب سے محروم نہ کرے اور نہ ہی ہمیں آپ کے بعد گمراہ ہونے دے

راوی نے کہا: آپ کے کلام مکمل کرنے تک لوگ خاموش رہے پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رونے لگے اور کہا: اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کے چچازاد بھائی آپ نے سچ فرمایا۔(۱۲۲)

(۱۲۲) مجمع الزوائد، باب جامع فی فضلہ، الرقم: ۱۴۳۳۵۔ مسند البزار، الرقم: ۹۲۸، ج۳، ص۱۳۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

وہ عمر جس کے اَعدا پہ شیدا سقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل امامُ الہُدیٰ — تیغِ مَسلُولِ شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی — جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

حسب و نسب

حضرت ابوحفص عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبد العزّیٰ بن رباح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی کا سلسلۂ نسب کعب بن لوئی میں حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ملتا ہے جبکہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا شجرۂ نسب ہے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب القرشی۔

- آپ عام الفیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔
- آپ نے بڑے ہو کر کشتی، فنِ سپہ گری اور خطابت میں خوب مہارت حاصل کی۔
- آپ قریش کے لئے سفیر کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔
- عدل و انصاف اور دیانتداری کی وجہ سے زمانۂ جہالت میں آپ کو قبائل عرب اپنے جھگڑوں میں ثالث تسلیم کرتے تھے۔
- آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور دور دراز علاقوں کے سفر کئے جس کی بدولت تجربہ اور دور بینی میں خوب اضافہ ہوا۔

قبول اسلام

نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور دینِ اسلام کی بے مثال محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وطن، کاروبار، خاندان اور اپنے پیاروں کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ جیسے بلدِ امین سے ہجرت کی تو ایک صحابیہ اُمِ عبد اللہ بنت

ابی حشمہ رضی اللہ عنہا کو ہجرت کرتے دیکھ کر عمر مشتعل ہوئے کہ خواتین کی ہجرت سے قریش کی شدید بدنامی ہوگی اور پیغمبرِ اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قتل کرنے کے لئے گھر سے نکلے کہ راستے میں ایک صحابیِ رسول حضرت نُعَیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، اپنا مقصد ظاہر کیا تو حضرت نُعَیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے اپنے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید بھی مسلمان ہو چکے ہیں، انتہائی غصے کی حالت میں اپنی بہن کے گھر پہنچے تو گھر کے اندر حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ، حضرت سعید اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو قرآن پڑھا رہے تھے۔

قرآن مجید کی آواز سن کر اور زیادہ مشتعل ہوئے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ اندر چھپ گئے، عمر گھر کے اندر داخل ہوتے ہی اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو شدید زدوکوب کرنے لگے، فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو چھوڑانے کے لیے قریب آئیں تو انہیں بھی زخمی کر دیا۔ اسی موقع پر حضرت فاطمہ نے غضب ناک ہو کر فرمایا:

"اے عمر! تیرے دین میں حق نہیں ہے" اور کہا:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

عمر نے کہا: مجھے وہ اوراق دکھاؤ جن کی تم تلاوت کر رہے تھے؟

تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"اِنَّكَ رِجْسٌ وَّلَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ، قُمْ فَاغْتَسِلْ"

ترجمہ: تم ناپاک ہو اور اس کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں، تم پہلے غسل کرو۔

اور اِن اوراق کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں۔ عمر نے طہارت حاصل کی اور طٰهٰ ۚ O مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۙ O" سے لے کر "اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۱) تک پہنچے، تو کہا: کتنا حسین، بلند اور میٹھا کلام ہے۔ مجھے حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے پاس لے چلو۔ چنانچہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (۲)

(۱) سورۂ طٰہٰ: اول تا ۱۴ (۲) المستدرک، باب ذکر فاطمة بنت الخطاب، الرقم: ۶۸۹۷۔ سنن الدارقطنی، الرقم: ۴۴۱

مرادِ رسول:

...... حضرت عمر مرادِ رسول ہیں کیونکہ آپ کے اسلام لانے سے دو روز قبل رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دعا کی تھی:

"اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ"(۳)

ترجمہ: "اے اللہ! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کے ذریعے اسلام کو عزت وغلبہ عطا فرما۔"

...... آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام پر ایک روایت کے مطابق مسلمان مردوں کی تعداد چالیس ہوگئی (۴) اور یہ آیت نازل ہوئی: (۵)

"یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ"(۶)

ترجمہ: "اے نبی (غیب دان) تمہیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور جن مؤمنین نے آپ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔"

نکتہ: جو لوگ بندگانِ خدا کی حمایت وامداد کی نفی کرتے ہیں اور اسی نظریہ کے اظہار کے لیے کہتے پھرتے ہیں کہ ہمیں اللہ ہی کافی ہے اُن کا یہ انداز قرآنِ پاک کی اس آیت مبارکہ کے خلاف ہے۔ حق یہ ہے حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مجازی وعطائی طور پر اللہ تعالیٰ کے بندے بھی مدد کر سکتے ہیں۔

...... بہرحال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ"(۷)

ترجمہ: آسمانوں میں ملائکہ نے آپس میں حضرت عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے پر مبارک باد پیش کی ہے۔

...... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے مسلمان بالا دست ہو گئے"(۸)

(۳) جامع ترمذی، باب فی مناقب عمر، الرقم: ۳۶۸۳ (۴) مصنف ابن ابی شیبہ، باب اسلام عمر بن الخطاب، الرقم: ۳۶۶۰۰
(۵) المعجم الکبیر، الرقم: ۱۲۴۷۰۔ مجمع الزوائد، باب سورۂ براءۃ، الرقم: ۱۱۰۳۲ (۶) سورۂ انفال: ۶۴
(۷) سنن ابن ماجہ، باب فضل عمر، الرقم: ۱۰۳ (۸) صحیح بخاری، باب مناقب عمر بن الخطاب، الرقم: ۳۶۸۴

...... کفارِ قریش نے کہا: "اَلْیَوْمَ انْتَصَفَ الْقَوْمُ مِنَّا "(۹)

ترجمہ: "آج ہم سے قوم آدھی رہ گئی ہے۔"

...... اور ارشادِ نبوی ہے:

"اِنَّ الشَّیْطَانَ لَمْ یَلْقَ عُمَرَ مُنْذُ اَسْلَمَ اِلَّا خَرَّ لِوَجْھِہٖ "(۱۰)

ترجمہ: "بے شک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب سے مسلمان ہوئے ہیں شیطان نے اُن سے ملاقت نہیں کی مگر اپنے چہرے کو جکا کر۔"

فاروق اور فاروق اعظم کا خطاب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد بارگاہِ نبوی میں عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ تو عرض کیا حضور! ہم اپنا دین کیوں پوشیدہ رکھیں؟ چنانچہ مسلمانوں کی دو صفیں بنیں ایک کی قیادت عمِ رسول حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی اور دوسری صف کی قیادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمائی اور مسجد حرام میں داخل ہو کر اسلام کا بآواز بلند اظہار کیا اور اعلانیہ عبادت کی۔(۱۱)

یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں نے مسجدِ حرام میں کھل کر اسلام کا اظہار کیا اور اعلانیہ عبادت کی اس موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کو فاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کا خطاب عطا کیا (۱۲) اور اب دنیا بھر کے تمام مسلمان آپ کو"فاروقِ اعظم" کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔

حیرت ہے کہ کچھ لوگ لفظِ"غوثِ اعظم" کو شرکیہ کلمہ کہتے ہیں حالانکہ جو توجیہ لفظِ "فاروقِ اعظم" میں ہے وہی توجیہ لفظِ"غوثِ اعظم" میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فاروقِ اعظم ہونا صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کی نسبت سے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقابلہ میں ہے۔ اسی طرح غوثِ اعظم (سب سے بڑا غوث) بھی اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی نسبت سے ہے اور امام اعظم فقہائے اسلام کی نسبت سے ہے جیسا کہ قائدِ اعظم کا لفظ قائدینِ تحریک پاکستان کی نسبت سے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقابلہ میں شرکیہ وکفریہ کلمہ ہے۔

(۹) المستدرک، باب ومن عمر بن الخطاب، الرقم: ۴۴۹۴ (۱۰) المعجم الکبیر، الرقم: ۷۷۴۔ کنز العمال، الرقم: ۳۲۷۱۹
(۱۱) المستدرک، باب ومن عمر بن الخطاب، الرقم: ۴۴۸۷ (۱۲) کنز العمال، باب فضائل الفاروق، الرقم: ۳۵۷۴۳

دورِ نبوی میں آپ کی خدمات وفضائل

...... اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور اعلانیہ عبادت اور تبلیغِ اسلام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرتِ مدینہ کے موقع پر اعلانیہ ہجرت کی جبکہ دیگر مسلمانوں نے خفیہ ہجرت کی۔ (۱۲)

...... ہجرتِ مدینہ کے بعد تمام غزوات میں آپ کو حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ساتھ رکھا اور فرمایا:

"مَامِنْ نَبِيٍّ اِلَّا لَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرِيْلُ وَ مِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ" (۱۳)

ترجمہ: ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں لیکن میرے وزیر اہل سماء سے جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں سے ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔"

...... رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ پر بے پناہ اعتماد کرتے تھے۔

...... آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو نکاح میں لے کر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا سسر ہونے کا شرف بھی عطا فرمایا۔

...... حضرت عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا:

"هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ" (۱۴)

ترجمہ: یہ دونوں میرے کان اور آنکھیں ہیں۔

...... حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے جنگِ بدر کے موقع پر وادیٔ ذفران میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سب سے پہلے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ (۱۵)

...... جنگِ بدر میں ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام "مہجع" اسلام کے سب سے پہلے شہید ہوئے۔ (۱۶)

(۱۲) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفة الثانی، ص ۹۴ (۱۳) جامع ترمذی، باب فی مناقب عمر، الرقم: ۳۶۸۰
(۱۴) جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر، الرقم: ۳۶۷۱۔ (۱۵) شرح الزرقانی، باب غزوة بدر العظمٰی ۲/۲۶۵
(۱۶) مصنف عبد الرزاق، باب وقعة بدر، الرقم: ۹۷۲۷

- ...... جنگِ تبوک کے موقع پر آپ نے اپنے تمام مال کے دو حصے کئے، ایک حصہ جہاد کیلئے بارگاہِ نبوی میں پیش کیا۔(۱۷)
- ...... اُم المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ میری گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے میں عرض کی:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ"

ترجمہ: "یارسول اللہ !صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہیں؟"

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہاں، حضرت عمر کی نیکیاں۔
اُم المومنین نے عرض کیا: حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں؟
تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ"(۱۸)

ترجمہ: "حضرت عمر کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکر صِدّیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔" یاد رہے کہ یہ اشارہ غار والی نیکی کی طرف ہے۔

علمِ غیبِ نبوی کا ثبوت:

اس حدیث سے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیع علمِ غیب کا ثبوت واضح ہے کیونکہ اپنی تمام امت میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کی تعداد کا تعلق بھی غیب سے ہے اور ستاروں کی تعداد کا تعلق بھی غیب سے ہے۔

آپ کی رائے کا قرآن کے مطابق ہونا

- ...... ارشادِ نبوی ہے:

"لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ"(۱۹)

ترجمہ: "اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔"

- ...... ایک حدیث میں فرمایا:

"اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ"(۲۰)

(۱۷) سنن ابی داؤد، باب فی الرخصۃ فی ذلک، الرقم: ۱۶۷۸ (۱۸) مشکٰوۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر، الفصل الثالث، الرقم: ۶۰۶۸
(۱۹) جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر، الرقم: ۳۶۸۶ (۲۰) مسند احمد، الرقم: ۸۳۴ ۔ المعجم الکبیر، الرقم: ۸۸۲۷

ترجمہ: فرشتوں کی جماعت سکینہ حضرت عمر کی زبان پر بولتی ہے۔

...... ایک حدیث میں ہے:

"جَعَلَ اللّٰهُ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ "(۲۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھ دیا ہے۔

کتنے ہی ایسے مقامات ہیں کہ قرآن مجید بھی نازل نہیں ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے ارادے اور علم میں تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غیر منزل شدہ کلام وحی کے مطابق رائے قائم فرماتے تو اس کے بعد قرآن مجید آپ رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ رائے کے مطابق نازل ہوتا، جس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

(1)۔ مقام ابراھیم:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کتنا ہی اچھا ہو کہ طوافِ کعبہ کے بعد 2 رکعت نفل مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھے جائیں تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: (۲۲)

"وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى "(۲۳)

ترجمہ: اے مسلمانو! تم مقامِ ابرہیم کو جائے نماز بناؤ۔

(2)۔ حرمتِ شراب:

آپ رضی اللہ عنہ نے شراب پر پابندی کی رائے پیش کی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: (۲۴)

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ "(۲۵)

ترجمہ: "اے ایمان والو! شراب انگوری اور جوا اور بتوں کے نام کے نصب شدہ پتھر اور تیر ناپاک ہیں اور شیطانی کاموں سے ہے، ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔"

(3)۔ فیصلۂ عمر (رضی اللہ عنہ):

بشر نامی شخص کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا بشر کا خیال تھا کہ یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف سے فیصلہ کروایا جائے لیکن یہودی نے کہا: مجھے پیغمبرِ اسلام کا فیصلہ منظور ہے کیونکہ وہ عادل و امین ہیں چنانچہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے

(۲۱) سنن ابی داؤد، باب فی تدوین العطاء، الرقم: ۲۹۶۱ (۲۲) صحیح بخاری، باب ما جاء فی القبلة، الرقم: ۴۰۲
(۲۳) سورۂ بقرہ: ۱۲۵ (۲۴) المستدرک، کتاب الاشربة، باب والوجه الثالث، الرقم: ۱۳۶۴ (۲۵) سورۂ مائدہ: ۹۰

فریقین کا موقف سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ تو بشر نامی شخص جو بظاہر مسلمان تھا، اس نے باہر نکل کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ لینے پر اصرار کیا۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتا دیا کہ پیغمبرِ اسلام قبل ازیں اس مقدمہ کو سن کر میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر سے پوچھا کیا یہودی ٹھیک کہہ رہا ہے اس نے کہا: یہودی ٹھیک کہہ رہا ہے لیکن میں نے تو آپ سے فیصلہ کروانا ہے تو اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے تلوار نیام سے نکالی اور باہر نکل کر فَضَرَبَ بِهٖ عُنُقَ الْمُنَافِقِ بشر نامی منافق کی گردن قلم کر دی اور فرمایا:

"هٰكَذَا اَقْضِیْ لِمَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَآءِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ترجمہ: "جو اللہ اور اسکے رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو میں اسکا اسی طرح فیصلہ کروں گا۔" چنانچہ آپ کی تائید میں قرآنِ پاک کی آیت مقدسہ یہ نازل ہوئی: (۲۶)

"وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ "(۲۷)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس قتل کو "هَدَر" قرار دیا یعنی نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فرد جرم عائد کی اور نہ قصاص لیا اور نہ دیت کا حکم فرمایا۔ (۲۸)

(4)۔ منافق کی نماز:

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ابتداء میں منافقین (بدعقیدہ لوگوں) کی نماز جنازہ پڑھاتے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ممانعتِ نمازِ جنازہ نہ ہونے کی وجہ سے رأس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کی نماز جنازہ بھی پڑھائی تو اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھانے کی پرزور استدعا کی تو اس کے بعد وحی نازل ہوئی (۲۹)

"وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ "(۳۰)

ترجمہ: "آپ ہمیشہ کیلئے اِن منافقین (بدعقیدہ) میں سے کسی کی نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی اسکی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کریں۔"

(۲۶) تفسیر بیضاوی، روح المعانی، تفسیر کبیر، زیر بحث آیت نمبر ۶۰، سورۂ نساء (۲۷) سورۂ نساء: ۶۴
(۲۸) تفسیر درمنثور، زیر بحث آیت نمبر ۶۵، سورۂ نساء (۲۹) صحیح بخاری، باب الکفن، الرقم: ۱۲۶۹ (۳۰) سورۂ توبہ: ۸۴

اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں کیلئے بدعقیدہ لوگوں کی نمازِ جنازہ اور اُن کیلئے دعائے مغفرت ممنوع ہوگئی۔

(5)۔آیۂ حجاب:

ابتداء میں ازواجِ مطہرات اور مسلم خواتین ''سترِ عورت'' اختیار فرماتیں لیکن چہرہ ڈھانپنے کے احکام نہیں تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں حجاب (مکمل پردہ) کیلئے مشورہ پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی:(۳۱)

"وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــٴَـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ"(۳۲)

ترجمہ: جب تم نے کوئی چیز ازواجِ نبی سے مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔

رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وفات سے قبل شہید اور جنتی قرار دیا

......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حضرت ابوبکر صِدّیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ پر تشریف لائے تو احد پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

" اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ "(۳۳)

ترجمہ: "اے احد ٹھہر جا تجھ پر نبی، صِدّیق اور دو شہید ہیں"۔تو پہاڑ اسی وقت تھم گیا۔

اس حدیثِ پاک میں کتنا بڑا علمِ غیب ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابھی حیات ہیں اور انہیں شہید ہونے کی خوشخبری دی جارہی ہے۔

......حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ"(۳۴)

(۳۱)صحیح بخاری، باب خروج النساء الی البراز، الرقم: ۱۴۶ (۳۲)سورۂ احزاب: ۵۳
(۳۳)صحیح بخاری، باب لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۷۵ (۳۴)ترمذی، باب مناقب عبد الرحمٰن، الرقم: ۳۷۴۷

ترجمہ: ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید (بن زید) جنتی ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔

......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ مَا خَلَا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ "(۳۴)

ترجمہ: ابو بکر و عمر اُدھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں ماسوائے انبیاء و مرسلین کے۔

......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ قَالَ:یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ "(۳۵)

ترجمہ: اہلِ جنت سے ایک شخص تمہارے سامنے آئے گا تو ابو بکر سامنے آئے پھر فرمایا اہلِ جنت میں سے ایک شخص تمہارے سامنے آئے گا تو حضرت عمر سامنے آئے۔

......حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: میں مدینہ طیبہ کے باغات میں سے ایک باغ میں حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہمراہ تھا۔ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:"اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ "ترجمہ:" دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔" میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

میں نے انہیں وہ خوشخبری دی جو حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمائی تھی۔ انھوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:"اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ "یعنی" دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت سناؤ۔" میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے

(۳۵) ترمذی، باب مناقب عبد الرحمٰن بن عوف، الرقم: ۳۷۴۷ (۳۶) ترمذی، باب مناقب ابی بکر، الرقم: ۳۶۶۲

نے انہیں بشارت دی جو حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمائی تھی۔ انھوں نے بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ (۳۷)

...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عُمَرُ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ" (۳۸)

ترجمہ: عمر جنت والوں کا چراغ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ صدیقی میں کردار

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ثقیفہ بنوساعدہ میں سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیعتِ امارت کی اور اس کے بعد تمام صحابہ واہلبیت رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھی معتمد ترین ساتھی تھے اور آپ نے بے شمار بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے منظور کیئے، خصوصاً قرآن مجید رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ ظاہرہ میں ایک کتاب کی شکل میں جمع نہ ہو سکا، کاغذات، کپڑوں، پاک ہڈیوں، لکڑیوں، چمڑوں وغیرہ پر لکھا ہوا تھا، جنگِ یمامہ میں سینکڑوں حفاظِ قرآن ختمِ نبوت پر قربان ہو کر جامِ شہادت نوش فرما گئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہی خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زور دیا کہ وہ قرآن کو کتاب کی صورت میں جمع کرنے کا اہتمام فرمائیں اس سے پہلے کہ باقی ماندہ حفاظِ قرآن جنگوں میں شہید ہو جائیں۔ ابتداء میں حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؟" (۳۹)

ترجمہ: "میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہیں کیا؟"

تو جواب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام اگرچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہیں کیا لیکن یہ بہتر ہے، بالآخر حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اس عظیم کام کے کرنے پر راضی ہو گئے تو آپ نے مشہور کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت انصاری

(۳۷) صحیح بخاری، باب مناقب عمر بن الخطاب، الرقم: ۳۶۹۳

(۳۸) مجمع الزوائد، باب عمر سراج اهل الجنة، الرقم: ۱۴۴۶۱ (۳۹) صحیح بخاری، باب یستحب للکاتب، الرقم: ۷۱۹۱

رضی اللہ عنہ کو یہ کام سونپا۔(۳۹) تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی محنت سے قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کیا اور آج " اَلْحَمْدُ " سے لے کر " وَالنَّاسِ " تک قرآنِ مجید کا ایک ایک لفظ پوری دنیا میں امت کے پاس موجود ہے۔

خلافتِ فاروقی پر ایک نظر

خلیفۂ رسول بلافصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو اپنے وصال سے ایک روز قبل اکابر صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ دوم مقرر کیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی کا ذکر کیا اور کہا: آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں گا:

"اِسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ خَيْرَ أَهْلِكَ"(۴۰)

ترجمہ: میں نے لوگوں پر تیرے بندوں میں سے سب سے بہتر بندے کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔

چنانچہ تمام صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور قریب وبعید کے مسلمانوں نے آپ کی بیعتِ امارت کی اور آپ کی خلافت پر بھی خلافتِ صدیقی کی طرح صحابہ واہلِ بیتِ رسول رضی اللہ عنہم کا اجماع منصوص قائم ہوا۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماعِ منصوص کا انکار کرنا فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔

دانائے غیوب حضرت محمد رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اگرچہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا لیکن حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے واضح اشارات ضرور دیئے۔

...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنِّىْ لَآ اَدْرِىْ مَا بَقَآئِىْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِىْ وَ اَشَارَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ"(۴۱)

(۳۹) صحیح بخاری، باب یستحب للکاتب، الرقم: ۷۱۹۱

(۴۰) مصنف عبد الرزاق، باب استخلاف ابی بکر عمر رضی اللہ عنہما، الرقم: ۹۷۶۴

(۴۱) جامع ترمذی، باب مناقب ابی بکر الصدیق، الرقم: ۳۶۶۳۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل ابی بکر، الرقم: ۹۷

ترجمہ: "میں اب تم میں رہنا نہیں دیکھ رہا ہوں تم میرے بعد والوں کی اقتداء کرنا اور اشارہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف کیا۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اُرِیَ اللَّیۡلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَنَّ اَبَا بَکۡرٍ نِیۡطَ بِرَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَنِیۡطَ عُمَرُ بِاَبِیۡ بَکۡرٍ وَّنِیۡطَ عُثۡمَانُ بِعُمَرَ"(۴۲)

ترجمہ: "ایک صالح شخص کو آج رات خواب آیا ہے گویا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔"

تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے کہا: اس خواب میں صالح شخص سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ لٹکنے سے مراد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد والیانِ ریاست بننا ہے۔(۴۲)

بے مثال دورِ فاروقی کی ایک جھلک

آپ کے ساڑھے دس سالہ دورِ خلافت میں اسلامی ریاست ایران، بلوچستان، خراساں (سمرقند بخارا وغیرہ) سے طرابلس الغرب (تقریباً 22 لاکھ 51 ہزار 30 مربع میل) تک پھیل گئی جو تاریخ انسانی میں اتنی مدت میں ریکارڈ ہے۔ جس میں دمشق، رومیوں کا وسط ایشیاء میں دارالخلافہ حمص، فلسطین، مصر، طرابلس الغرب، اردن، ایران (جو کہ اس وقت عراق، بلوچستان، کابل، ماورائے نہر خراساں اور بے شمار علاقوں پر مشتمل تھا) اور 1000 سے زائد بلاد فتح فرمائے۔

پھر زمین پر عدل وانصاف اور راستی دیانت داری کی اعلیٰ مثالیں قائم فرمائیں۔

ایک طرف مخلوقِ خدا کے دلوں میں حق پرستی اور پاکبازی پیدا ہوئی تو دوسری طرف ایسا فلاحی نظام قائم کیا کہ ہر شخص کی تمام بنیادی ضرورتیں پوری کیں حتّٰی کہ جانوروں کے تحفظ کیلئے

(۴۲) سنن ابی داؤد، باب فی الخلفاء، الرقم: ۴۶۳۶۔ المستدرک، الرقم: ۴۵۵۱

قوانین وضع فرمائے اور فرمایا:

لَوْ مَاتَ جَمَلٌ ضَيَاعًا عَلٰى شَطِّ الْفُرَاتِ لَخَشِيْتُ اَنْ يَسْأَلَنِيَ اللّٰهُ عَنْهُ"(۴۳)

ترجمہ: اگر دریائے فرات کے کنارے اونٹ بھی مرجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ مجھ سے اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ سوال کرے گا۔

کاش کہ اسلامی ممالک کے حکمران دورِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پیش نظر رکھ کر نظام حکومت قائم کریں تو نہ صرف اسلامی ممالک میں خوشحالی اور امن وآشتی کی فضاء پیدا ہوجائیگی بلکہ زمانہ بھر کے غیر مسلم "اسلام" کے اعلیٰ اور کامل فلاحی نظام سے متأثر ہوکر حلقۂ بگوشِ اسلام ہونے لگیں گے۔

دورِ فاروقی کا مرکزی نظام حکومت

- "وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ" (۴۴) کے تحت اہم امور میں مشاورت ہوتی تھی اور حتمی فیصلے امیر المؤمنین کرتے تھے۔
- حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو محتسب مقرر کیا۔
- احتساب کا سخت ترین نظام تھا۔ بڑی سے بڑی شخصیت قواعد وضوابط کی خلاف ورزی پر احتساب سے بچ نہ سکتی تھی۔
- حج کے موقع پر تمام صوبائی گورنروں کی حج میں حاضری لازم تھی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال خود بھی حج میں شریک ہوتے۔
- ہر علاقے کے لوگوں کو شکایات کا موقع دیا جاتا اور گورنروں کے خلاف فوری اقدمات ہوتے۔
- جلیل القدر صحابیِ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گورنرِ مصر کے بارے میں ایک شخص نے شکایت کی، گورنر نے مجھے کوڑوں کی ناحق سزا دلوائی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تحقیق کے بعد حج کے اجتماع میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوڑے مارنے کا حکم فرمایا جس کے بعد اس شخص نے قصاص کا حق معاف کرنے کا اعلان کیا۔

(۴۳) الطبقات الکبریٰ، باب ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۳۰۵ (۴۴) سورۂ شوریٰ: ۳۸

......امیر المؤمنین اور تمام گورنروں کیلئے لازم تھا کہ

☆ایک عام آدمی کی بود و باش اختیار کریں، ☆ترکی مہنگا گھوڑا استعمال نہ کریں،
☆باریک کپڑے نہ پہنیں، ☆چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھائیں،
☆جائیداد میں اضافہ نہ کریں، ☆اپنے دروازے عوام پر بند نہ کریں،
☆دروازوں پر محافظ مقرر نہ کریں۔

......امیر المؤمنین خود بیت المال سے سال میں کپڑوں کے دو جوڑے اور روزانہ ایک مزدور کا معمولی وظیفہ وصول کرتے۔

......آپ کی پہنی ہوئی قمیص کے کندھوں پر ہمیشہ پیوند لگے نظر آتے۔

......ایک مرتبہ خطبہ جمعہ میں تاخیر کی وجہ یہ بتائی کہ کپڑوں کا ایک ہی جوڑا تھا دھو کر سوکھنے کی انتظار میں تاخیر ہوگئی ہے۔

......کفایتِ شعاری کا یہ عالم تھا کہ رات کے بچے ہوئے ٹکڑوں سے ناشتہ فرماتے،

......ایک بار عراق سے معزز مہمان آئے تو انہیں بھی رات کے بچے ہوئے ٹکڑے ناشتہ میں پیش کیے تو مہمانوں نے ایک لقمہ کھانے کے بعد کھانے سے ہاتھ اٹھالیا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نامناسب سمجھا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے امیر المؤمنین سے بات کرنے کے لئے کہا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بات کریں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے بات کی تو حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین سے صحابہ کی شکایت کا ذکر کیا تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سادگی و کفایت اشعاری اور اختیاری فقر و فاقہ کا ذکر کیا اور زار و قطار رونے لگے اور عرض کیا: اے ام المؤمنین! رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے اسوہ پر عمل ہی بہتر ہے۔

......گورنرِ مصر حضرت عیاض بن غنیم رضی اللہ عنہ نے پتلا لباس پہنا تو انہیں معزول کر دیا اور کہا: بکریاں لے جاؤ اور بکریاں چرایا کرو۔

......فاتحِ ایران جلیل القدر صحابی رسول حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے دفتر کے باہر پہرہ لگایا تو انہیں معزول کر دیا۔

- آپ کے سالے قدامہ نے شراب نوشی کی تو 80 کوڑے حدِ شراب قائم کی۔
- سپہ سالار اعظم سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شان میں کسی نے قصیدہ پڑھا تو آپ نے قصیدہ خوان کو انعام دیا تو محمد بن مسلمہ کو بھیجا اور معزولی کے احکام جاری فرمائے۔
- آزادیٔ تنقید کی عام اجازت فرمائی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ سوال کیا کہ آپ نے جو چادریں تقسیم کی ہیں، ایک سے زیادہ چادر سے اپنا لباس تیار کروایا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ میرے بیٹے عبد اللہ نے اپنے حصے کی چادر مجھے دے دی تھی میں نے کوئی خیانت نہیں کی۔
- ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: اگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام سے ہٹوں تو کیا کرو گے؟ ایک نوجوان نے تلوار سونتی اور کہا: ہم آپ کی گردن کاٹ دیں گے تو آپ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا: جب تک ایسے نوجوان موجود ہیں کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے احکام سے روگردانی نہیں کر سکتا۔
- نیز فرمایا: "اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَنْ رَفَعَ اِلَیَّ عُيُوْبِيْ" (۴۵)

ترجمہ: تمام لوگوں سے مجھے سب سے پیارا وہ ہے جو میرے عیوب ونقائص میرے سامنے رکھے۔

کاش! آج حکمران اور علماء ومشائخ اپنے اردگرد سے خوشامدیوں کا گھیرا ختم کر کے کھرے اور صاف گو لوگوں کو اپنا مشیر بنائیں۔

دورِ فاروقی میں بے شمار اصلاحات اور محکموں کا قیام

- آپ نے فوج، ڈاک، بیت المال، ریاست کی پیمائش، پولیس اور دیگر محکمے قائم کیے، منزلیں اور سرائیں قائم کروائیں۔
- 4000 مساجد تعمیر کروائیں جن میں سے 900 جامع تھیں۔
- سن ہجری قائم فرمایا۔
- نمازِ تراویح باجماعت ختم قرآن کے ساتھ شروع فرمائی۔

(۴۵) کنز العمال، باب فی آداب الصحبة، الرقم: ۲۵۵۶۳

- ...... مساجد میں روشنی کا انتظام فرمایا۔
- ...... شہروں میں پہرے مقرر کیے۔
- ...... تاجر کیلئے تعلیم لازم فرمائی۔
- ...... مدارس قائم فرمائے اور اساتذہ کے وظائف مقرر فرمائے۔
- ...... جب مدارس کی تعلیمی رپورٹ سے پتہ چلا کہ حضرت ابوالدرداء کے مدرسہ جامع مسجدِ دمشق سے 10 ہزار سے زیادہ حفاظ تیار ہوئے ہیں تو بہت خوش ہوئے۔
- ...... اہلِ کتاب کی عورتوں سے سیاسی طور پر نکاح کرنے سے منع فرما دیا۔
- ...... مؤلفۃ القلوب کی بجائے مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا۔
- ...... مسجدِ نبوی کی توسیع فرمائی اور سادگی برقرار رکھی۔
- ...... مسجدِ حرام کے ارد گرد پہلی بار چار دیواری قائم فرمائی۔
- ...... آپ نے یہود کو حجاز مقدس سے نکال دیا۔
- ...... تمام غیر مسلموں کو گھروں اور ان کی عبادت گاہوں میں مذہبی آزادی دی لیکن پبلک مقامات پر انہیں تبلیغ کا حق نہ دیا۔
- ...... آپ نے صاحب اَحداث کے نام سے محکمہ پولیس بھی قائم کیا جس کی ذمہ داری عوام اور حکومتی اثاثوں کی حفاظت، امن وامان کا قیام اور تجاوزات پر کنٹرول کرنا ہوتا تھا۔
- ...... آپ نے دریائے نیل سے بحیرہ قلزم تک 69 میل لمبی نہر، نہر امیر المؤمنین کے نام سے کھدوائی جس میں کشتیاں چلتی تھیں۔
- ...... اسی طرح متعدد دیگر نہریں بھی کھدوائیں جن سے ایک نہر "نہرِ ابی موسیٰ اشعری" کے نام سے مشہور ہوئی۔

صوبائی حکومتیں

- ...... آپ نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ، شام، جزیرہ، مصر، فلسطین، کوفہ، بصرہ، خراساں، آزربائیجان، فارس اور دیگر مقامات پر صوبائی حکومتیں قائم فرمائیں۔
- ...... ہر شہر میں ایک قاضی، ایک معلم، ایک خازن اور ایک حاکم مقرر کرنے کی ہدایات فرمائی۔

- ...... گورنروں سے دروازے عوام پر بند نہ کرنے اور انتہائی سادہ طرز زندگی گزارنے اور جائیداد میں اضافہ نہ کرنے کا عہد لیتے۔

دورِ فاروقی میں فوجی نظام

- ...... فوج کا نظام اعشاری تھا ہر دس پر امیر العشر ، ایک سو پر قائد اور ایک ہزار پر امیر۔
- ...... فوج کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا، بصرہ، کوفہ، اردن، طرابلس الغرب میں فوجی چھاؤنیاں قائم کیں جہاں خوراک کا سٹاک ہوتا، گھوڑے اونٹ اور اسلحہ کے ذخائر ہوتے اور گھوڑوں اور اونٹوں پر "جَیْشٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" داغا جاتا۔
- ...... آپ نے مجاہدین کے وظائف مقرر فرمائے اور اس موقع پر اصحابِ بدر کا وظیفہ 5000 اور اُن کی اولاد کا 2000 مقرر کیا لیکن امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما اور حبِّ رسول حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ اصحابِ بدر کے برابر رکھا اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وظیفہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما اور حبِّ رسول حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کم 2000 رکھا۔
- ...... فوجی بھرتی کیلئے زیادہ تر مدینہ منورہ کو مرکز بنایا گیا اور ہر سال 30 ہزار فوجی بھرتی کیے جاتے۔
- ...... اگر دشمن کی تعداد 2 لاکھ ہوتی تو چالیس ہزار مجاہدین سے زائد مقابلہ میں نہ بھیجتے۔
- ...... امیر المؤمنین خود پوری فوج کے کمانڈر انچیف تھے اور تمام بڑی جنگوں میں جنگ کا نقشہ خود بناتے اور اسکے ساتھ ہدایات بھیجتے رہتے۔
- ...... آپ نے سپر طاقت ایران سے جنگِ قادسیہ کے موقع پر خود جنگ میں قیادت کا اظہار کیا لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو مدینہ منورہ سے نہ جانے دیا تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو میمنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو میسرہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش پر امیر مقرر کیا اور میدانِ جنگ کا نقشہ خود تیار کیا۔

آپ کی سیرت طیبہ کی ایک جھلک

- 2251030 مربع میل ریاست کے امیر ہونے کے باوجود آپ فقیر صفت، دلق پوش اور بیت المال سے ایک مزدور کے برابر وظیفہ لینے والے حاکم تھے۔
- ایک بار قیصرِ روم کا ایلچی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ دیکھ کر کہ آپ ایک مزدور کے لباس میں مسجد میں سرہانے اینٹ رکھ کر قیلولہ فرما رہے ہیں نہ کوئی سیکورٹی ہے نہ پہرے دار، ایسا متأثر ہوا کہ واپس جا کر پھر مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔
- جب بیت المقدس فتح ہوا تو آپ بیت المقدس تشریف لے گئے قمیص پر 14 پیوند تھے خود پیدل اور خادم گھوڑے پر سوار تھا۔ صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم نے اچھا لباس پہننے پر اصرار کیا تو فرمایا: اللہ نے یہ عزت لباس کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام کی وجہ سے عطا فرمائی ہے۔
- ایک بار رات کو گشت کے دوران ایک بچے کے رونے کی آواز سنی صبح اس بچے کے والد کو مسجد میں طلب کیا اور بچے کے رونے کی وجہ دریافت کی تو بچے کے والد نے بتایا امیر المؤمنین ہم نے بچے کا دودھ وقت سے پہلے چھڑا دیا ہے کیونکہ امیر المومنین بچے کا دودھ چھڑانے کے بعد بچوں کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں تو آپ بہت روئے اور کہا: اے عمر! تجھ پر افسوس تیرے اس فیصلے کی وجہ سے کتنے بچوں کا دودھ وقت سے پہلے چھڑا دیا گیا ہوگا، اسی وقت فیصلہ صادر فرمایا کہ آج کے بعد بچہ پیدا ہوتے ہی اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔
- آج کل برطانیہ اور بعض ممالک میں جو بچوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں اسے برطانیہ میں ''عمر لاء''(Umar Law) کہا جاتا ہے۔ آپ نے بچوں کے ساتھ اپاہجوں اور بے سہارا لوگوں کے وظائف بھی مقرر فرمائے۔
- ایک بار مدینہ منورہ میں رات کو گشت فرما رہے تھے کہ ایک مسافر کو پریشان حال دیکھا ساتھ ہی خیمہ سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی تھی بڑا اصرار کیا تو مسافر نے بتایا: امیر المؤمنین سے ملنے آئے ہیں رات ہو گئی اور میری بیوی کے ہاں بچہ ہونے والا ہے اور یہاں کوئی جاننے والا نہیں تو اسی وقت اپنی اہلیہ کو

ضروری اشیاء و خوراک کے ساتھ لے کر آئے، خیمہ کے اندر سے آپ کی اہلیہ نے آواز دی: اے امیر المؤمنین! آپ اپنے ساتھی کو بیٹے کی خوشخبری دیں تو وہ مسافر یہ جان کر کہ امیر المؤمنین اپنی بیوی کے ہمراہ میرے اہلِ خانہ کی خدمت کررہے ہیں انتہائی حیران رہ گیا۔

...... ایک بار ایک خاتون اپنی بیٹی کو دودھ میں پانی ملا کر بیچنے کی ترغیب دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی: امیر المؤمنین کو دودھ میں پانی ملانے کی خبر نہیں ہوگی یہ کام کرلو، تو بیٹی نے کہا: اماں جی! امیر المؤمنین نہیں دیکھ رہے لیکن امیر المومنین کا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ آپ گشت کے دوران ماں بیٹی کا یہ مکالمہ سن رہے تھے، صبح اپنے بیٹے عاصم کو اس خدا خوف لڑکی سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا، چنانچہ ان کے ہاں ایک بیٹی اُم عاصم نامی پیدا ہوئی جس کے بطن سے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جنہوں نے بنوامیہ کے دورِ حکومت میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عدل وانصاف اور درویشانہ صفت حکومت کی یادیں تازہ فرمادیں۔

...... خوفِ خدا کا یہ عالم تھا:

" كَانَ فِيْ وَجْهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَّانِ اَسْوَدَانِ مِنَ الْبُكَاءِ "(۴۶)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چہرے پر (خوفِ خدا) میں رونے کی وجہ سے دو کالی لائنیں پڑ چکی تھیں۔

...... آپ نے ایک مرتبہ فرمایا: "اگر آسمان سے آواز آئے کہ ایک شخص کے سوا سب کو بخش دیا گیا ہے تو پھر بھی میں روزِ قیامت میں حساب و کتاب سے بے خوف نہیں رہوں گا۔"

...... ایک بار کسی نے شہد پیش کی تو منہ کے قریب لاکر منہ سے ہٹا دی فرمایا: ''اس کی مٹھاس وذائقہ تو ختم ہو جائیگا لیکن اس کا حساب ذمہ سے ختم نہیں ہوگا۔ لہٰذا کسی اور کو دے دو۔"

(۴۶) الزھد لاحمد بن حنبل، باب زھد عمر بن خطاب، الرقم: ۶۳۸۔ الریاض النضرۃ، الفصل التاسع، ج ۲، ص ۳۷۳

- ایک بار علاج کیلئے شہد کی ضرورت تھی تو مسجد آئے اور شوریٰ سے بیت المال سے تھوڑی سی شہد لینے کی اجازت حاصل کی۔
- ایک بار آپ کے پاس چادریں آئیں تو کسی نے کہا: اپنی اہلیہ اُم کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو ایک چادر بھیج دیں۔ تو فرمایا: اُم سلیط رضی اللہ عنہا ایک مستحق عورت ہے وہ اس چادر کی زیادہ حقدار ہے۔
- ایک بار قحط پڑا تو گوشت، گھی اور ترکاری سب کچھ بند کر دیا۔ زیتون سے روٹی کھاتے۔
- ایک دفعہ ایک حاکم عتبہ بن فرقد نے نفیس حلوہ بھیجا تو واپس کر دیا اور فرمایا: یہ بیت المال کی امانت ہے جب سب لوگ حلوہ کھائیں گے تو پھر امیر المؤمنین کے لئے حلوہ مباح ہوگا۔
- آپ نے خلیفہ بنتے ہی اپنی پسندیدہ بیویوں کو طلاق دے دی تاکہ مجھ سے کوئی عورت سفارش نہ کرے۔
- جب شاہِ ایران یزدجرد کی بیٹی حضرت شہر بانو گرفتار ہو کر آئیں تو اُن کا نکاح اپنے بیٹے کی بجائے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے 9 بیٹے تھے، کسی کو کسی جگہ گورنر مقرر نہ فرمایا۔
- بیت المال کا اونٹ گم ہوا تو سخت گرمی میں خود تلاش کرنے نکلے اور کہا اس کا حساب مجھ سے ہونا ہے۔
- جنگِ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر کے غیرتِ اسلامی کا عظیم مظاہرہ فرمایا۔
- جنگِ بدر میں قیدیوں کے بارے میں آپ ہی نے مشورہ دیا کہ ان اعدائے اسلام کو قتل کر دیا جائے اور ہر مسلمان اپنے رشتہ دار قیدی کو خود قتل کرے۔
- ایک بار کسی نے "وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ" (۴۷) (ترجمہ: جب نامہ اعمال کے رجسٹر کھولے جائیں گے) پڑھا تو بے ہوش ہو گئے۔
- ایک بار فرمایا: کاش کہ میں پیدا نہ ہوتا۔

(۴۷) سورۂ تکویر: ۱۰

- ...... ایک بار فرمایا: کاش کہ میں انسان کی بجائے ایک تنکا پیدا کیا جاتا۔
- ...... کسی نے تلاوت کی: "اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ" (۴۸) (ترجمہ: تیرے رب کا عذاب ضرور وقوع پذیر ہونے والا ہے) یہ آیت سن کر سواری سے اترے اور کافی دیر انتہائی پریشان بیٹھے رہے۔
- ...... آپ بیوگان اور یتیموں کیلئے پانی خلافت سے پہلے اور بعد از خلافت اپنے کندھوں پر اٹھا کر گھروں میں پہنچاتے۔
- ...... ایک بار حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پرنالے سے ذبح شدہ مرغ کا خون بہہ رہا تھا تو اس پرنالے کو اکھاڑنے کا حکم دیا تاکہ گزرنے والوں کے کپڑے آلودہ نہ ہوں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ پرنالہ ہے جسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ہاتھوں سے نصب فرمایا تھا تو فوراً فرمایا: اے عباس! میرے کندھے پر کھڑے ہو کر یہ پرنالا اسی جگہ نصب کرو۔

کرامات

یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ

مثالی ریاضت و مجاہدہ کی وجہ سے روحانیت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار فارس کے دور دراز علاقے "نہاوند" میں مسلمان جہاد کر رہے تھے اور آپ خطبہ جمعہ دے رہے تھے تو فرمایا: "یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ" ترجمہ: اے ساریہ! پہاڑ کے ساتھ ہو جاؤ۔ بعد میں لوگوں نے عرض: آپ نے دوران خطبہ یہ کلام کیوں فرمایا: تو فرمایا: میں نے دیکھا کہ کفار لشکرِ اسلام کو گھیرے میں لے رہے ہیں تو میں نے فوراً کہا: پہاڑ کی پناہ لے لو تو اللہ تعالیٰ نے کفار کی سازش ناکام بنادی اور مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار فرمادیا ہے چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص فتح کی خوشخبری لے کر آیا اس نے بتایا کہ ہم نے جہاد کے دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تھی اور اس پر عمل کیا تھا تو اللہ نے فتح عطا فرمادی تھی۔ (۴۹)

دریائے نیل

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ مصر میں لوگ ہر سال دریائے نیل میں ایک لڑکی کو بناؤ سنگھار کر کے ڈالتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس رسم کی ادائیگی کے بغیر

(۴۸) سورۂ طور: ۷ (۴۹) کنز العمال، باب فضائل عمر الفاروق، الرقم: ۳۵۷۸۸ ۔ المقاصد الحسنة، الرقم: ۱۳۳۳

دریائے نیل میں پانی نہیں چڑھتا۔ امیر المؤمنین حکم فرمائیں کہ کیا کیا جائے؟ تو آپ نے اس کافرانہ رسم کو ختم کرنے کا حکم دیا اور ایک رقعہ لکھا:

"اَیُّهَا النِّیْلُ اِنْ كُنْتَ تَجْرِیْ بِأَمْرِ اللهِ فَاجْرِ وَإِنْ كُنْتَ تَجْرِیْ بِأَمْرِكَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا إِلَيْكَ "(۵۰)

ترجمہ: "اے دریائے نیل! اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو جاری ہو جا اور اگر تو خود بہتا ہے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں۔"

چنانچہ گورنرِ مصر بیشمار لوگوں کے ہمراہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا یہ رقعہ لے کر دریائے نیل پر پہنچے اور رقعہ دریا میں ڈالا تو دریا میں پہلے سے بہت زیادہ پانی آیا اور کافرانہ رسم ختم ہوئی۔

آگ بُجھ گئی

ایک بار مدینہ شریف کے قریب ایک کنویں سے گیس نکلی تو جنگل میں آگ لگ گئی اور مدینہ منورہ کی طرف پھیلنے لگی تو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی چادر سے آگ کو دھتکارتے ہوئے کنویں تک لے گئے اور آگ بجھ گئی۔(۵۱)

زلزلہ ختم

ایک بار زلزلہ آیا تو پاؤں زمین پر مارا اور فرمایا:

" اَقِرِّیْ اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَیْكِ "

ترجمہ: اے زمین تھم جا کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا؟ تو اسی وقت زلزلہ ختم ہو گیا۔(۵۲)

خواب میں عطائے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ایک بار حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت کھجور کی ٹوکری لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئی اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک کھجور عطا فرمائی ہے۔

صبح نمازِ فجر کیلئے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ ایک عورت کھجور کی ایک ٹوکری لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت عمر

(۵۰) تاریخ الخلفاء، الخلیفۃ الثانی، ص۱۰۳ (۵۱) حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء، ص۶۲۱
(۵۲) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی، باب ومنہا قصۃ الزلزلۃ، ج۲، ص۳۲۴

فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کو ایک کھجور دی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! مجھے ایک کھجور اور دیں تو فرمایا:

"لَوْزَادَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَزِدْنَاكَ" (۵۲)

ترجمہ: "اگر خواب میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ تمہیں زیادہ دیتے تو ہم بھی زیادہ دیتے۔"

جس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا کیونکہ میں نے اپنا خواب کسی کو بتایا ہی نہ تھا۔

شہادت اور روضہ رسول میں تدفین

26 ذوالحجہ 23ھ بروز بدھ آپ مسجدِ نبوی میں نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں قراءت فرما رہے تھے کہ ایک مجوسی غلام، ابولؤلؤ لعین نے آپ کو دو دھاری خنجر سے شدید زخمی کیا۔

جس کے بعد یکم محرم الحرام کو آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور روضۂ رسول میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے سر مبارک سے دو ہاتھ نیچے رکھ کر دفن کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

سبحان اللہ! حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تدفین میں بھی ادبِ نبوی کو ملحوظ رکھا گیا اور برابر تدفین نہ کی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک ہاتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان سے ایک ہاتھ نیچے دفن کیا گیا۔

آپ نے شدید زخمی حالت میں چھ اشخاص حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد ابی وقاص اور حضرت عبد اللہ الرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں فرمایا: اِن چھ اشخاص سے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وفات کے وقت بہت خوش تھے اور میں خلافت کا معاملہ اِن کے سپرد کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کثرت رائے کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر (

(۵۲) الریاض النضرة، الفصل التاسع، ج ۲، ص ۳۳۲ ـ نزهة المجالس، باب سراج اهل الجنة عمر، ج ۲، ص ۱۵۱

رضی اللہ عنہما) کو خلیفہ مقرر فرما دیں تو سخت ناراض ہوئے۔

اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: میرے قرض کا حساب کرو، حساب ہوا تو قرضہ 86000 درہم تھا فرمایا: میرا مکان بیچنا اور قرضہ ادا کرنا اگر مکان سے پورا نہ ہو تو میرے اہل وعیال قرضہ ادا کریں اور اگر نہ کر سکیں تو میرے خاندان بنو عدی کے لوگ وگرنہ پھر قبیلۂ قریش قرضہ ادا کرے گا۔

سبحان اللہ! خلافتِ راشدہ کا کمال ہے کہ آج کے پچاس ملکوں کے برابر ریاست کا حاکم ہونے کے باوجود مقروض ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔

اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زخمی حالت میں کہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ! اب امیر المؤمنین نہ کہنا بلکہ کہنا عمر عرض کرتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تدفین کی اجازت چاہتا ہے۔ حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے سوچی تھی لیکن میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو فرمایا: مجھے اٹھاؤ پھر فرمایا: کیا خبر ہے: عرض کی اے امیر المومنین جو آپ پسند کرتے ہیں۔ تو آپ نے کہا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا کَانَ شَیْءٌ اَھَمَّ مِنْ ذٰلِکَ الْمُضْطَجِعِ "(۵۳)

ترجمہ: الحمد للہ! کوئی شَے یعنی اس لیٹنے کی جگہ سے میرے نزدیک زیادہ اہم نہیں تھی۔

پھر فرمایا: میری شہادت کے بعد پھر اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پوچھنا اگر اجازت دیں تو فَبِھَا وگرنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکثر دعا کرتے تھے:

" اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ نَبِیِّکَ "(۵۴)

ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے راستہ میں شہادت اور تیرے نبی کے شہر میں وفات پانے کی دعا کرتا ہوں"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا من وعن قبول فرمائی اور آپ کی شدید خواہش کے مطابق آپ روضۂ رسول میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(۵۳) السنن الکبریٰ للبیہقی، باب باب من رأی ان یدفن فی ارض مملوکۃ، الرقم: ۷۰۸۲

(۵۴) صحیح بخاری، باب کراہیۃ النبی ﷺ ان تعری المدینۃ، الرقم: ۱۸۹۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

دُرِّ منثور قرآن کی سِلکِ بہی زوجِ دو نورِ عفّت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ حلہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

آپ کی ولادت ونسب

......آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے:

"عثمان بن عفان بن ابو العاص بن اُمیہ بن عبد الشّمس بن عبد مناف"

......جبکہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا شجرۂ نسب یہ ہے:

"محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف"

آپ رضی اللہ عنہ کی نانی اُم حکیم بیضاء، والدِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی "توام" (جوڑے کی بہن) ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ "اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشّمس بن عبد مناف" ہیں اور حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پھوپھی اُم حکیم بیضاء کی بیٹی ہیں۔

نام، کنیت اور القاب

آپ کا اسم "عثمان" ہے القاب: "ذوالنورین" اور "ذوالہجرتین" ہیں۔

ذوالنورین

ذوالنورین (دونوروں والا) اس لیے کہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگر آپ کے نکاح میں آئیں۔

تاریخِ انسانی میں یہ شرف صرف آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور وہ بھی امام الانبیاء حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا: ؎

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا ہو مبارک تم کو ذُوالنُّوْرَیْن جوڑا نور کا

﴾...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

"ذٰلِكَ امْرَؤٌ يُّدْعٰى فِي الْمَلَأِ الْاَعْلٰى ذَا النُّوْرَيْنِ "(۱)

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کو ملائے اعلیٰ (آسمانوں) میں ذوالنورین پکارا جاتا ہے۔

ذُوالھجرتین

آپ کو "ذُوالہجرتین" اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی اہلیہ بنتِ رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بارہ مردوں اور چار عورتوں کے پہلے قافلے کی قیادت کرتے ہوئے ۵ نبوی میں ہجرتِ حبشہ کی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

" اِنَّ عُثْمَانَ لَاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ "(۲)

ترجمہ: بے شک حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ ہجرت کی ہے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ مکہ مکرمہ میں حالات اچھے ہو گئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس آ گئے پھر ۱۳ نبوی میں ہجرتِ مدینہ کی اور "ذوالہجرتین" کا لقب پایا۔

ہجرت کرنے والے مؤمنین اور انصارِ مدینہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (۳)

ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

آپ کی کنیت

ابوعبداللہ، ابوعمرو اور ابویعلیٰ ہے۔ "ابوعبداللہ" بنتِ رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے شہزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو بچپن میں وصال فرما گئے تھے، کی نسبت سے ہے۔

حسنِ سیرت و حسنِ صورت

﴾...... آپ رضی اللہ عنہ زمانۂ جہالت میں انتہائی شریف النفس تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

(۱) کنز العمال، باب فضائل عثمان بن عفان، الرقم: ۳۶۱۸۱۔ تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الثالث، ج۱، ص ۱۱۹

(۲) دلائل النبوۃ للبیہقی، باب الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ، ج ۲، ص ۲۹۷ (۳) سورۂ انفال: ۷۴

- ...... "فَوَاللّٰہِ مَا زَنَیْتُ فِیْ جَاھِلِیَّۃٍ وَّلَا فِیْٓ اِسْلَامٍ قَطُّ "(۴)
- ...... "وَلَا شَرِبْتُ خَمْرًا فِیْ جَاھِلِیَّۃٍ وَّلَآ اِسْلَامٍ "(۵)
- ...... "وَلَا سَرَقْتُ فِیْ جَاھِلِیَّۃٍ وَّلَآ اِسْلَامٍ "(۶)
- ...... "وَلَا کَذَبْتُ فِیْ جَاھِلِیَّۃٍ وَّلَآ اِسْلَامٍ قَطُّ "(۷)

ترجمہ: قسم بخدا! میں نے دورِ جہالت اور دورِ اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا، نہ شراب پی، نہ کبھی چوری کی اور نہ ہی جھوٹ بولا۔

- ...... آپ اسلام لانے سے پہلے بھی انتہائی خوشحال، کامیاب تاجر اور انتہائی سخی تھے
"وَکَانَ یَدْفَعُ مَالَہٗ قِرَاضًا "(۸)

ترجمہ: " آپ اپنا مال مضاربت کے طور پر تجارت کے لیے دیتے تھے" یعنی آپ دورِ جہالت میں بھی سودی کاروبار نہیں کرتے تھے۔

- ...... آپ رضی اللہ عنہ دورِ جہالت میں بھی نہایت راست گو اور امین تھے۔
- ...... آپ رضی اللہ عنہ بے راہروی کے زمانے میں بھی شرم وحیاء کے پیکر تھے۔
- ...... آپ رضی اللہ عنہ تنہائی میں بھی غسل کرتے وقت اپنی کمر سیدھی نہیں رکھتے تھے بلکہ جھک جاتے تھے۔(۹)
- ...... حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے نہایت خوبصورت تھے۔ حضرت عبداللہ بن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رَاَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَمَا رَاَیْتُ قَطُّ ذَکَرًا وَّلَآ اُنْثٰی اَحْسَنَ وَجْھًا مِّنْہُ "(۱۰)

ترجمہ: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے زیادہ حسین کسی مرد اور عورت کو نہیں دیکھا۔

(۴) سنن ابی داؤد، باب الامام یأمر بالعفو فی الدم، الرقم: ۴۵۰۲
(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فضل عثمان بن عفان، الرقم: ۳۲۰۵۵
(۶) البدایۃ والنہایۃ، باب صفۃ حصر امیر المؤمنین عثمان بن عفان، ج ۱۰، ص ۲۹۷
(۷) المعرفۃ والتاریخ لامام ابی یوسف، باب ومنہم ابو قیس، ج ۲، ص ۴۸۹
(۸) الطبقات الکبریٰ، باب ذکر لباس عثمان، ج ۳، ص ۴۴
(۹) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الثالث، ص ۱۲۱ (۱۰) المعجم الکبیر، باب صفۃ بن عفان، الرقم: ۹۴، جلد اول

......ایک مرتبہ حضور نبئ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:"

فَهَلْ رَاَيْتَ زَوْجًا اَحْسَنَ مِنْهُمَا "(۱۱)

ترجمہ: کیا تم نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور رقیہ رضی اللہ عنہا سے خوبصورت جوڑا دیکھا ہے؟

تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں نے ان دونوں سے زیادہ حسین و جمیل کسی مرد اور عورت کو نہیں دیکھا۔

یاد رہے کہ یہ واقعہ "احکامِ حجاب" سے پہلے کا ہے۔

......اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی شہزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اِنَّ بَعْلَكِ اَشْبَهُ النَّاسِ بِجَدِّكِ اِبْرَاهِيْمَ وَاَبِيْكِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) "(۱۲)

ترجمہ: تمہارا (ہونے والا) شوہر تمہارے دادا جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد (حضرت) محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبئ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا:

"اَكْرِمِيْهِ فَاِنَّهٗ مِنْ اَشْبَهِ اَصْحَابِيْ بِيْ خُلُقًا "(۱۳)

ترجمہ: عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو! یہ میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے خُلق میں میرے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

بعثتِ نبوی وقبولِ اسلام

جب حضور نبئ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اعلانِ نبوت کیا تو اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

(۱۱) مجمع الزوائد، باب صفتہ رضی اللہ عنہ، الرقم: ۱۴۴۹۰

(۱۲) کنز العمال، باب فضائل عثمان بن عفان، الرقم: ۳۶۲۲۵۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، باب عثمان، ج۲۹، ص۴۴

(۱۳) المستدرک، باب ذکر رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ، الرقم: ۶۸۵۴

اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بعد پانچویں نمبر پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اثر ورسوخ سے مسلمان ہوئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قریش کے خاندانِ بنواُمیہ سے تھے اور بنواُمیہ کے اکثر بڑے لوگ اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کے چچا حکم بن ابو العاص نے قبولِ اسلام پر آپ رضی اللہ عنہ کو باندھ کر آپ پر بے حد تشدد کیا اور آپ کو اسلام ترک کرنے کے لیے کہا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صاف صاف فرمادیا:

"وَاللّٰهِ لَآ اَدَعُهٗٓ اَبَدًا وَّلَآ اُفَارِقُهٗ" (۱۴)

ترجمہ: قسم بخدا! نہ میں انہیں (حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو چھوڑوں گا اور نہ ہی اُن سے جدا ہوں گا۔

چنانچہ حکم بن ابو العاص نے مایوس ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کی اس استقامت پر خوش ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی پیاری بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ عطا فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے بڑے تاجروں میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۵ نبوی میں ہجرت حبشہ کی اجازت ملنے پر اور ۱۳ نبوی میں ہجرتِ مدینہ کی اجازت ملنے پر اپنا کاروبار، برادری، گھر اور پیارا شہرِ مکہ مکرمہ چھوڑ کر دوبارہ ہجرت فرمائی۔

آپ کی جلیل الشان خدماتِ اسلامیہ

بئرِ رومہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا

ہجرتِ مدینہ کے وقت مدینہ منورہ میں عموماً پانی بدذائقہ تھا۔ مدینہ منورہ کی وادیٔ عقیق میں بئرِ رومہ کا پانی نہایت صحت افزا اور میٹھا تھا۔ اس کنویں کا مالک ایک انصاری اس کنویں کا پانی فروخت کرتا تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انصاری سے فرمایا:

"بِعْنِيْهَا بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ"

ترجمہ: یہ کنواں جنت کے ایک چشمے کے بدلے مجھے بیچ دو؟

انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ میری اور میرے

(۱۴) تاریخ دمشق لابن عساکر، باب عثمان بن عفان، ج۲۹، ص۲۶ ۔ تاریخ الخلفاء، باب الخلیفة الثالث، ص۱۱۹

اہل وعیال کی معیشت کا ذریعہ صرف یہی کنواں ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَجْعَلُ لِیْ مِثْلَ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لَہٗ عَیْنًا فِی الْجَنَّۃِ اِنِ اشْتَرَیْتُھَا ؟"

ترجمہ: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اگر میں وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دوں تو کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ جنت کا ایک چشمہ مجھے بھی عطا فرما دیں گے؟

تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہ چشمہ تمہیں دے دوں گا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے وہ کنواں پینتیس ہزار درہم میں خریدا اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔(۱۵)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ جنت اور جنت کی نعمتوں کے مالک ومختار ہیں۔

غزوۂ تبوک (جیش العسرہ) کی امداد

تبوک اور شام کے علاقے سپر طاقت روم کے زیرِ اثر تھے۔رومی اِن علاقوں سے مدینہ منورہ پر جارحانہ حملہ کرنا چاہتے تھے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ۹ ہجری میں رومیوں کی پسپائی کے لیے ایک لشکر تیار فرمایا۔جس کی تعداد تیس ہزار تھی اکثر مجاہدین کے پاس سواری اور زادِ راہ نہ تھا۔اِدھر باغات کے پھل پکنے کے قریب تھے، بڑی تنگی کا وقت تھا اور سپر طاقت روم کے ساتھ مقابلہ تھا۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"مَنْ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ فَلَہُ الْجَنَّۃُ"(۱۶)

ترجمہ: جو جیش العسرہ (تنگی کے زمانے کے لشکر) کی تیاری کرائے گا تو اس کے لیے جنت ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوۂ تبوک کے لیے مالی قربانیاں پیش کرنے کا حکم دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آدھا مال پیش کیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا مال پیش کیا، دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی حد درجہ مالی قربانی پیش کی۔

(۱۵) المعجم الکبیر، الرقم: ۱۲۲۶، جلد دوم۔مجمع الزوائد، باب الصدقۃ لا تورث، الرقم: ۴۷۱۵

(۱۶) صحیح بخاری، باب اذا وقف ارضا و بئرا، الرقم: ۲۷۷۸

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حَمَلَ عُثْمَانُ عَلٰى اَلْفِ بَعِيْرٍ وَّسَبْعِيْنَ فَرَسًا فِي الْعُسْرَةِ ثُمَّ جَآءَ بِعَشَرَةِ اٰلَافِ دِيْنَارٍ "(۱۷)

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے جیش العسر ہ میں پیش کیے پھر دس ہزار دینار (سونے کے سکے) لے آئے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"غزوۂ تبوک میں تیس ہزار کالشکرِ اسلام تھا اس میں سے دو تہائی لشکر کا سامان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فراہم کیا تھا"(۱۸)

اسی موقع پر حضور نبیِّ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو بار فرمایا:

"مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ "(۱۹)

ترجمہ: "آج کے بعد عثمان سے کوئی ضرر رساں عمل نہیں ہوگا۔"

غزوۂ تبوک کی تیاری کرانے میں سب سے بڑا کردار ادا کرنے کی بنا پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو" مُجَهِّزُ جَيْشِ الْعُسْرَةِ "(۲۰) (جیش العسر ہ کی تیاری کروانے والا) بھی کہا جاتا ہے۔

دورِ رسالت میں مسجدِ نبوی کی توسیع

مسجدِ نبوی کی اراضی کی قیمت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی تھی۔ جب مسجدِ نبوی تنگ ہوگئی تو حضور نبیِّ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟(۲۱)

ترجمہ: کون ہے جو فلاں کی زمین خرید کر مسجد میں اضافہ کرے، جنت میں اس سے بہتر زمین کے بدلے میں؟

(۱۷) فتح الباری، باب اذا وقف ارضا و بئرا، زیر بحث حدیث نمبر: ۲۷۷۸، ج ۵، ص ۴۰۸
(۱۸) مدارج النبوۃ، باب غزوۂ تبوک و غزوۂ جیش العسرت، جلد دوم، ص ۴۰۸
(۱۹) جامع ترمذی، باب فی مناقب عثمان بن عفان، الرقم: ۳۷۰۱۔ مستدرک، باب ذکر مقتل عثمان، الرقم: ۴۵۵۳
(۲۰) مدارج النبوۃ، باب غزوۂ تبوک و غزوۂ جیش العسرت، جلد دوم، ص ۴۰۸
(۲۱) جامع ترمذی، باب فی مناقب عثمان بن عفان، الرقم: ۳۷۰۳

آپ رضی اللہ عنہ نے اس زمین کو بیس یا پچیس ہزار کے بدلے خرید کر حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اطلاع دی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِجْعَلْهُ فِیْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُهٗ لَكَ"(۲۲)

ترجمہ: اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو اور اس کا ثواب تمہارے لیے ہے۔

آج کل محرابِ عثمانی اور مواجہہ شریف اور کئی دیگر مقامات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توسیعات ہیں۔

مسجدِ حرام کی توسیع

حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اہلِ مکہ میں سے ایک آدمی سے فرمایا:

"یَا فُلَانُ اَلَا تَبِیْعُنِیْ دَارَكَ اَزِیْدُهَا فِیْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ بِبَیْتٍ اَضْمَنُهٗ فِی الْجَنَّةِ"

ترجمہ: اے فلاں! کیا تو اپنا گھر مجھے نہیں بیچے گا کہ میں اس کو کعبہ کی مسجد میں شامل کر دوں، جس کے بدلے میں مَیں جنت کے ایک گھر کا ضامن ہو جاؤں؟

تو اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میرا اس گھر کے علاوہ کوئی گھر نہیں ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس گھر کو دس ہزار دینار کے بدلے خرید کر حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کیا:

"اِنَّمَا هِیَ دَارِیْ فَهَلْ اَنْتَ اٰخِذُهَا بِبَیْتٍ تَضْمَنُهٗ لِیْ فِی الْجَنَّةِ"؟

ترجمہ: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اب وہ گھر میرا ہے تو کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ میرے لیے جنت میں ایک گھر کے ضامن ہوں گے؟

"فَأَخَذَهَا مِنْهُ وَضَمِنَ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ"(۲۳)

ترجمہ: تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وہ گھر آپ رضی اللہ عنہ سے لے لیا اور جنت میں آپ کے لیے ایک گھر کے ضامن ہوئے۔

(۲۲) سنن نسائی، باب فضل من جهز غازیا، الرقم: ۳۱۸۲ (۲۳) مرقاۃ المفاتیح، باب مناقب عثمان، زیر بحث حدیث نمبر: ۶۰۷۵

جنت البقیع کی اراضی میں اضافہ

مہاجرین اور ریاستِ مدینہ کے جانوروں کے چرنے کے لیے مسجدِ نبوی کے قریب جانبِ شمال میں بقیع الغرقد (ایک سرسبز وشاداب) اراضی تھی۔ اس اراضی میں بعد میں جنت البقیع قبرستان بنایا گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس اراضی میں بھی مزید زمین خرید کر اضافہ فرمایا۔

علامہ طبری فرماتے ہیں:

"اَلْحُشُّ: اَلْبُسْتَانُ کَانَ عُثْمَانُ قَدِ اشْتَرَاهُ وَزَادَهُ الْبَقِیْعَ"(۲۴)

ترجمہ: "حُش" ایک باغ تھا جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خرید کر جنت البقیع میں اضافہ فرمادیا تھا۔

قحط میں امداد

﴾...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قحط پڑا حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ملکِ شام سے گندم اور سامان خوراک کے ایک ہزار اونٹ لائے۔ تو اگلے روز تاجر لوگ آپ کے گھر پہنچ گئے اور کہا: آپ گندم اور دیگر اشیاء کے ایک ہزار اونٹ لائے ہیں، آپ وہ ہمیں فروخت کردیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ مَا تُرْبِحُوْنِیْ عَلٰی شِرَآئِیْ مِنَ الشَّامِ"

ترجمہ: تم لوگ ملکِ شام کے نرخوں کے مطابق مجھے کیا نفع دو گے؟

انہوں نے کہا: دس روپے کے بارہ روپے دیں گے (یعنی دس روپے پر دو روپے نفع) آپ نے ارشاد فرمایا: "قَدْ زَادُوْنِیْ" مجھے اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے۔

تاجروں نے کہا: دس روپے کے چودہ روپے لے لیں۔ آپ نے فرمایا: "قَدْ زَادُوْنِیْ" مجھے اس زیادہ نفع مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا: دس کے پندرہ لے لیں۔ آپ نے فرمایا: "قَدْ زَادُوْنِیْ" مجھے اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا: مدینہ کے تاجر تو ہم ہیں، آپ کو کون زیادہ نفع دے رہا ہے؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"زَادَنِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِکُلِّ دِرْهَمٍ عَشْرَةً اَعِنْدَکُمْ زِیَادَةٌ؟"

ترجمہ: مجھ سے اللہ تعالیٰ نے ایک روپے پر دس روپے نفع دینے کا وعدہ فرمایا ہے کیا تمہارے پاس اس سے زیادہ نفع ہے۔

(۲۴) الریاض النضرۃ، الفصل الحادی عشر، ج۳، ص۴۷

انہوں نے کہا: ہم اتنا نفع نہیں دے سکتے۔

آپ نے فرمایا:

"اُشْهِدُكُمْ مَعْشَرَ التُّجَارِ اَنَّهَا صَدَقَةٌ عَلٰى فُقَرَآءِ الْمَدِيْنَةِ "(۲۵)

ترجمہ: اے تاجروں کی جماعت! اس بات پر گواہ ہوجاؤ کہ میں نے یہ تمام اشیاء مدینے کے ضرورت مندوں کے لئے صدقہ کردی ہیں۔

…… حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں جب رات کو سویا تو خواب میں حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فرمایا:

"اِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ وَّاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَبِلَهَا مِنْهُ وَزَوَّجَهٗ بِهَا عَرُوسًا فِي الْجَنَّةِ "(۲۵)

ترجمہ: عثمان نے جو صدقہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عثمان کا یہ عمل قبول فرما کر جنتی حور سے ان کا نکاح فرمایا ہے۔

…… حضرت شرحبیل بن مسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ عُثْمَانُ يُطْعِمُ النَّاسَ طَعَامَ الْاِمَارَةِ وَ يَدْخُلُ بَيْتَهٗ فَيَأْكُلُ الْخَلَّ وَالزَّيْتَ "(۲۶)

ترجمہ: اس قحط میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لوگوں کو امیرانہ کھانا کھلاتے تھے اور خود گھر جا کر زیتون اور سرکہ سے کھانا تناول کرتے تھے۔

کاتبِ وحی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ "وحی" کی کتابت کرتے تھے اور اگر یہ دونوں موجود نہ ہوتے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت لکھا کرتے تھے۔"(۲۷)

(۲۵) الریاض النضرۃ، الفصل التاسع، ج ۳، ص ۴۴۔ نزهة المجالس، باب فی فضل الصدقه، ج ۲، ص ٦

(۲٦) الریاض النضرۃ، الفصل التاسع، ج ۳، ص ۴۴۔ التبصرۃ لابن الجوزی، المجلس الثلاثون، ج ۱، ص ۴۳۸

(۲۷) مدارج النبوت، باب ہفتم درذکر کاتبان بارگاہِ رسالت، ج ۲، ص ٦۱۰

اذانِ جمعہ

عہدِ نبوی سے لے کر عہدِ فاروقی تک اذانِ جمعہ ایک تھی، آپ نے مسلمانوں کو تیاری کی ترغیب دینے کے لیے تجارتی منڈی میں ایک اور اذان کا اضافہ فرمایا۔

...... چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے:

"اِنَّ عُثْمَانَ اَوَّلُ مَنْ زَادَ الْاَذَانَ الْاَوَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ زَادَهٗ فَكَانَ یُؤَذَّنُ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَاءِ "(۲۸)

ترجمہ: بیشک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے جمعۃ المبارک کی پہلی اذان کا اضافہ اس وقت فرمایا جب لوگ کثیر ہو گئے تو وہ اذان مقامِ زوراء (ایک تجارتی منڈی کے مقام) پر پڑھی جاتی تھی۔

مسجدِ نبوی کی شاندار تعمیرِ نو

...... صحیح بخاری میں ہے:

"ثُمَّ غَيَّرَهٗ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيْهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَبَنٰى جِدَارَهٗ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهٗ مِنْ حِجَارَةٍ مَّنْقُوْشَةٍ وَّسَقَفَهٗ بِالسَّاجِ "(۲۹)

ترجمہ: پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں بہت زیادہ تبدیلی کی اور اس کی دیواروں کو منقش پتھروں اور چونا سے بنایا اور اس کے ستونوں کو منقش پتھروں سے بنایا اور اس کی چھت پر ساگوان کی لکڑی لگائی۔

...... امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جَعَلَ طُوْلَهٗ سِتِّيْنَ وَمِائَةَ ذِرَاعٍ وَّعَرْضَهٗ خَمْسِيْنَ وَمِائَةَ ذِرَاعٍ "(۳۰)

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس مسجد کی لمبائی 160 ہاتھ (240 فٹ) اور چوڑائی 150 ہاتھ (225 فٹ) رکھی۔

...... آج کل مسجدِ نبوی شریف کو محراب کو "محرابِ عثمانی" کہا جاتا ہے۔

...... اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ گرانے کی منظوری نہ دی اور حضرت

(۲۸) مصنف عبد الرزاق، باب الاذان یوم الجمعۃ، الرقم: ۵۳۴۱

(۲۹) صحیح بخاری، باب بنیان المسجد، الرقم: ۴۴۶ (۳۰) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الثالث، ج۱، ص ۱۲۳

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریف میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آرام فرما تھے۔ لہٰذا آپ نے باقی تمام حجرات کو مسجدِ نبوی میں شامل فرمایا۔

یاد رہے کہ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کو باب البقیع کے کونے میں محفوظ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ترکوں کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

حفاظتِ قرآن مجید

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی کہ مختلف لغتوں میں قرآن مجید کی تلاوت کی وجہ سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو رہا ہے، اے خلیفۂ رسول! اس سے پہلے کہ امت میں قرآن مجید کی مختلف لغتوں کی وجہ سے اختلاف شدت اختیار کر جائے آپ رضی اللہ عنہ اس صورتحال کا تدارک فرمائیں۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اصحابِ حل وعقد کے مشورہ سے لغتِ قریش (جس میں قرآن کا نزول ہوا تھا) کے سوا دیگر تمام لغات پر پابندی لگا دی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے کو حفاظتِ قرآن کہا جاتا ہے اور اِس وقت جو قرآن مجید امت کے ہاتھوں میں ہے یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر لغتِ قریش میں نازل ہونے والا اصل قرآن مجید ہے۔

بحری بیڑا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شام و مصر کی فتوحات مکمل ہوئیں تو گورنرِ شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بحیرہ روم کے جزیروں اور بندرگاہوں کو فتح کرنے کے لیے بحری جہاز تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑا بنانے کی اجازت نہ دی لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پہلی بار بحری بیڑا بنانے کی اجازت دی پہلے مرحلے میں دوسو بحری جہاز تعمیر کیے گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحیرۂ روم میں پہلے قبرص اور روڈس کے اہم جزیرے فتح کیے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قیلولہ فرما رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ بیدار ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسکرا رہے تھے، میں نے پوچھا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ تو فرمایا:

"رَاَیْتُ قَوْمًا مِّمَّنْ یَّرْکَبُ ظَھْرَ ھٰذَا الْبَحْرِ کَالْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ"

ترجمہ: "میں نے اپنی امت میں سے چند لوگوں کو دیکھا جو اس سمندر کی پشت پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر۔"

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے تو فرمایا: "فَاِنَّكِ مِنْھُمْ"

ترجمہ: "تو انہیں میں سے ہے"۔(۳۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَتَزَوَّجَھَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَغَزَا فِی الْبَحْرِ فَحَمَلَھَا مَعَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ قُرِّبَتْ لَھَا بَغْلَةٌ لِّتَرْکَبَھَا فَصَرَعَتْھَا فَانْدَقَّتْ عُنُقُھَا فَمَاتَتْ"(۳۱)

ترجمہ: "تو ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے شادی کی، پھر انہوں نے سمندر میں جہاد کیا تو انہیں بھی اپنے ساتھ لے گئے، جب لوٹے تو ایک خچر ان کی سواری کے لیے ان کے قریب لایا گیا، تو اس نے انہیں گرادیا جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ انتقال کر گئیں۔"

اس سے پہلے رومی بحری جہازوں کے ذریعے بلادِ اسلامیہ پر حملے کرتے تھے، بحری بیڑا تعمیر ہونے کی بدولت افریقہ سے بحیرۂ روم تک بے شمار بلادِ اسلامیہ رومیوں کے بحری حملوں سے محفوظ ہو گئے اور بحری بیڑوں کی وجہ سے صدیوں تک مسلمانوں کو سمندروں اور بحری علاقوں پر کنٹرول حاصل رہا بحری بیڑوں کی بدولت تجارت میں بھی بے حد وسعت پیدا ہوئی اور اشاعتِ اسلام کو بھی فروغ حاصل ہوا۔

مؤذنین کی تنخواہ

آپ رضی اللہ عنہ ہی نے مؤذنین کی تنخواہ مقرر فرمائی۔ چنانچہ مصنف عبد الرزاق میں ہے:

"اَوَّلُ مَنْ رَّزَقَ الْمُؤَذِّنِیْنَ عُثْمَانُ"(۳۲)

ترجمہ: حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مؤذنین کی تنخواہ مقرر کی۔

(۳۱) سنن ابی داؤد، باب فضل الغزو فی البحر، الرقم: ۲۴۹۰

(۳۲) مصنف عبد الرزاق، باب البغی فی الاذان واجر علیه، الرقم: ۱۸۵۷

فضائل ومناقب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں

......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: میں مدینہ طیبہ کے باغات میں سے ایک باغ میں حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہمراہ تھا۔ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ"

ترجمہ: "دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔"

میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے انہیں وہ خوشخبری دی جو حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمائی تھی۔ انھوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ"

ترجمہ: "دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت سناؤ۔"

میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے انہیں بشارت دی جو حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمائی تھی۔ انھوں نے بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔

پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے فرمایا:

"اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ"

ترجمہ: "دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو اس مصیبت پر جو اسے پہنچے گی۔"

میں نے دیکھا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے انہیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشاد سے مطلع کیا تو انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ (۳۳)

(۳۳) صحیح بخاری، باب مناقب عمر بن الخطاب، الرقم: ۳۶۹۳

علمِ غیب کا ثبوت: اس حدیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جانتے ہیں اور آپ کو علم ہے کہ کون جنتی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بہت بڑی آزمائش آنے والی ہے۔

جنت میں رفیق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لِكُلِّ نَبِيٍّ رَّفِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَرَفِيْقِيْ فِيْهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ"(۳۴)

ترجمہ: ہر نبی کے لیے جنت میں ایک رفیق ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان بن عفان ہے۔

حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مالکِ جنت ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اِشْتَرٰى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْجَنَّةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ: حَيْثُ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ وَحَيْثُ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ"(۳۵)

ترجمہ: "حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دوبار جنت خریدی، بئرِ رومہ خرید کر اور جیشِ عسرہ (غزوۂ تبوک) کی تیاری کرا کے۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ جنت کے مالک و مختار ہیں۔

عشرۂ مبشرہ

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ"(۳۶)

(۳۴) سنن ابن ماجہ، باب فضل عثمان، الرقم: ۱۰۹ (۳۵) المستدرک، باب ذکر مقتل عثمان بن عفان، الرقم: ۴۵۷۰
(۳۶) جامع ترمذی، باب مناقب عبد الرحمٰن بن عوف، الرقم: ۳۷۴۷

ترجمہ: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید (بن زید) جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔

امتِ محمدیہ کی شفاعت کریں گے

...... ارشادِ نبوی ہے:

"يَشْفَعُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ"(۳۷)

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قیامت کے دن قبیلۂ ربیعہ اور قبیلۂ مضر کی تعداد کے برابر کے لیے شفاعت کریں گے

...... ارشادِ نبوی ہے:

"لَيَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَةِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ أَلْفاً كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ"(۳۸)

ترجمہ: بروزِ قیامت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے آدمی بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

احکامِ حج کے سب سے بڑے عالم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حج کے احکام ومسائل کے سب سے بڑے عالم تھے۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كَانُوا يَرَوْنَ اَنَّ اَعْلَمَ النَّاسِ بِالْمَنَاسِكِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ"(۳۹)

ترجمہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ حج کے مسائل جاننے والا سمجھتے تھے۔

قرآن کے پہلے حافظ

آپ رضی اللہ عنہ ہی نے دورِ رسالت میں سب سے پہلے قرآن حفظ کیا۔

(۳۷) جامع ترمذی، باب ما جاء فی الشفاعۃ، الرقم: ۲۴۳۹

(۳۸) تاریخ دمشق لابن عساکر، باب عثمان بن عفان، الرقم: ۴۶۱۵، ج۳۹، ص ۱۲۲

(۳۹) المدخل الی السنن الکبری للبیہقی، باب اقاویل الصحابہ، الرقم: ۱۲۱

ہر رات ختم قرآن

"اِنَّہٗ کَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَخْتَمُ الْقُرْاٰنَ فِیْ لَیْلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ"(۴۰)

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو ایک رات میں ختم فرماتے تھے۔

محتاط راویِ احادیثِ نبویہ

آپ رضی اللہ عنہ بھی حدیث کی روایت میں دیگر خلفائے راشدین کی طرح بہت محتاط تھے آپ سے صرف 140 احادیث مروی ہیں۔

خوش نصیب افراد میں سے

آپ اُن خوش نصیب افراد میں سے تھے جن سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ساری زندگی ہر حال اور ہر مقام پر راضی رہے۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" وَھُوَ اَحَدٌ مِّمَّنْ تُوُفِّیَ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْہُ رَاضٍ"(۴۱)

ترجمہ: وہ اُن افراد میں سے ایک تھے جن سے بوقتِ وصالِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ راضی تھے۔

بیت المال سے تنخواہ نہیں لی

آپ واحد خلیفۂ راشد ہیں کہ آپ نے بیت المال سے تنخواہ نہیں لی۔(۴۲)

ہر جمعۃ المبارک کو غلام آزاد کرتے

آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

"وَلَا مَرَّتْ بِیْ جُمُعَۃٌ اِلَّا وَاَنَا اُعْتِقُ رَقَبَۃً مُّذْ اَسْلَمْتُ اِلَّا اَنْ لَّا اَجِدَ فِیْ تِلْکَ الْجُمُعَۃِ ثُمَّ اُعْتِقُ لِتِلْکَ الْجُمُعَۃِ بَعْدُ"(۴۳)

ترجمہ: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں مجھ پر کوئی ایسا جمعہ نہیں گزرا کہ میں نے اس میں غلام آزاد نہ کیا ہو اگر کسی جمعہ میں یہ نہ کرسکوں تو بعد میں اس جمعہ کا غلام آزاد کرتا ہوں۔

(۴۰) شرف المصطفٰی، فصل فی فضائل عثمان، ج۳۹، ص ۱۲۲ (۴۱) الریاض النضرۃ، الفصل التاسع، ج۳، ص ۳۷
(۴۲) مرآۃ المناجیح، باب لا تحل لہ المسئلۃ، فصل دوم، ج ۳، ص ۶۷
(۴۳) تاریخ دمشق لابن عساکر، باب عثمان، ج۳۹، ص ۲۷ ۔ السیرۃ الحلبیۃ، باب الھجرۃ، ج ۲، ص ۱۰۷

آپ غزوۂ بدر میں شرکت نہ کرنے کے باوجود "بدری" ہیں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صاحبزادی تھیں، جنگِ بدر کے موقع پر بیمار تھیں اس لیے حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحبزادی کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں رہنے کا حکم دے دیا تھا اس لیے وہ جنگِ بدر میں شامل نہ ہوسکے مگر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهٗ" (۴۴)

ترجمہ: "بیشک تمہارے لیے مجاہدینِ بدر کے برابر اجر وثواب اور ان کے برابر حصہ ہے۔"

اسی لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی اصحابِ بدر کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔

خوفِ خدا

خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کسی قبر کے پاس ٹھہرتے تو

"بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ" (۴۵)

ترجمہ: "اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔"

روحانی بصیرت

ایک شخص نے سرِ راہ کسی عورت کو غلط نگاہوں سے دیکھا پھر جب وہ امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی پُرجلال لہجے میں فرمایا:

"يَدْخُلُ اَحَدُكُمْ وَفِيْ عَيْنَيْهِ اَثَرُ الزِّنَا"

ترجمہ: "تم سے کچھ لوگ آتے ہیں اور اُن کی آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔"

اُس شخص نے عرض کی: کیا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد آپ پر وحی اُترنے لگی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"لَا وَلٰكِنَّ قَوْلُ حَقٍّ وَّفَرَاسَةُ صِدْقٍ" (۴۶)

ترجمہ: "مجھ پر وحی تو نازِل نہیں ہوتی لیکن سچی بات ہے اور سچی فراست (روحانی بصیرت) ہے۔"

(۴۴) صحیح بخاری، باب اذا الامام رسولا فی حاجة، الرقم: ۳۱۳۰ (۴۵) جامع ترمذی، باب ما جاء فی ذکر الموت، الرقم: ۲۳۰۸
(۴۶) طبقات الشافعیة، باب ومنها علی ید عثمان، ج ۲، ص ۳۲۷۔ احیاء علوم، بیان معنی النفس والروح، ج ۳، ص ۲۵

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغض کا نتیجہ

جامع ترمذی میں ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کی نماز پڑھائیں لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نمازِ جنازہ نہ پڑھائی، عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس سے پہلے ہم نے آپ کو کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ ارشاد فرمایا:

"اِنَّہٗ کَانَ یُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہُ" (۴۷)

ترجمہ: "یہ شخص عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالی نے اس کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔"

ادبِ نبوی کے چند نمونے

دائیاں ہاتھ شرم گاہ کو نہیں لگایا

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَلَا مَسَسْتُ فَرْجِیْ بِیَمِیْنِیْ مُذْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ" (۴۸)

ترجمہ: "جب سے میں نے دائیں ہاتھ سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بیعت کی ہے میں نے دائیں ہاتھ سے (رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ادب کی وجہ سے) شرم گاہ کو نہیں چھوا۔"

منبر پر بیٹھنے میں ادب

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول بنے تو منبرِ نبوی پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیٹ پر ادباً نہ بیٹھے، نیچے والی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول بنے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیٹ پر ادباً نہ بیٹھے، نیچے والی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول بنے تو

(۴۷) جامع ترمذی، باب فی مناقب عثمان بن عفان، الرقم: ۳۷۰۹

(۴۸) مجمع الزوائد، باب فیما کان فیہ من الخیر، الرقم: ۱۴۵۲۵ ـ المعجم الکبیر، الرقم: ۵۰۶۱

آپ نے منبرِ نبوی کی مزید سیڑھیاں بنوائی اور ادباً نئی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"لَمْ یَجْلِسْ اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ فِیْ مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ وَلَمْ یَجْلِسْ عُمَرُ فِیْ مَجْلِسِ اَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ وَلَمْ یَجْلِسْ عُثْمَانُ فِیْ مَجْلِسِ عُمَرَ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ"(۴۹)

ترجمہ: منبر پر جہاں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہوئے وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تا حیات نہیں بیٹھے اور جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تا حیات نہیں بیٹھے، اور جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تا حیات نہیں بیٹھے۔

بیعتِ رضوان

۶ ہجری میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پندرہ سو کے قریب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو حدیبیہ (اس مقام کا ایک حصہ حرم مکہ میں ہے اور زیادہ حصہ حرم سے باہر ہیں) کے مقام پر رک گئے کیونکہ کفارِ مکہ مسلمانوں کو عمرہ سے روکنے کی تیاری کر رہے تھے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قریش میں عزت و وجاہت کی بنا پر مذاکرات کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا۔

اس موقع پر مسلمانوں نے کہا: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کتنے خوش قسمت ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں "طوافِ کعبہ" سے مستفیض ہوں گے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لَوْ مَکَثَ کَذَا وَکَذَا سَنَۃً مَّا طَافَ حَتّٰی اَطُوْفَ"(۵۰)

ترجمہ: "اگر عثمان اتنے سال بھی ٹھہرے رہے تو میرے طواف کرنے سے پہلے وہ طواف نہیں کریں گے۔"

چنانچہ جب قریش نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو طوافِ کعبہ کی پیش کش کی تو

(۴۹) مجمع الزوائد، باب فیما ورد من الفضل لابی بکر، الرقم: ۱۴۳۷۰۔ کنز العمال، باب فی خلافۃ الخلفاء، الرقم: ۱۴۰۶۵

(۵۰) مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فضل عثمان بن عفان، الرقم: ۳۲۰۴۶

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ "(۵۱)

ترجمہ: "میں خانہ کعبہ کا طواف نہیں کروں گا جب تک کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ طوافِ کعبہ نہ فرمائیں۔"

اس موقع پر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے جہاد کے لیے بیعت لی جسے بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ "(۵۲)

ترجمہ: "بیشک جو لوگ اے حبیب! آپ سے بیعت کر رہے تھے وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ تھا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنَّ عُثْمَانَ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ "(۵۳)

ترجمہ: "بیشک "عثمان" اللہ اور اس کے رسول (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کے کام میں تھے، پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو دوسرے پر مارا تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا ہاتھ جسے آپ نے عثمان کے لیے استعمال کیا لوگوں کے ہاتھوں سے بہتر تھا"۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد

جب ابولؤلؤ ملعون نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دورانِ امامت نمازِ فجر خنجر سے شدید زخمی کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ظنِ غالب ہوا کہ آپ شہید ہو جائیں گے تو آپ

(۵۱) مسند احمد، الرقم: ۱۸۹۱۰۔ السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ الحدیبیۃ، ج۳، ص۲۳ (۵۲) سورۂ فتح: ۱۰

(۵۳) جامع ترمذی، باب فی مناقب عثمان بن عفان، الرقم: ۳۷۰۲

نے قریش سے چھ ممتاز ترین شخصیات حضرت علی ، حضرت عثمان ، حضرت زبیر ، حضرت طلحہ ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو اپنے اندر سے خلیفہ منتخب کرنے کے لیے نامزد کیا۔

چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے سے دستبردار ہو گئے اور آپ کو باقی شخصیات کی طرف سے خلیفہ چننے کا اختیار دیا گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ کو خلیفہ نہ چنا جائے تو آپ کس کو خلیفہ پسند فرمائیں گے آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام لیا اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام لیا باقی تین میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں ووٹ دیا تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تیسرے روز 3 محرم الحرام 24 ہجری کو صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں واضح کثرت رائے کی بنیاد پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو

"بَایَعَهٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَوَّلًا" (۵۴)

ترجمہ: "حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔" اور آپ کے بعد تمام صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حیرتناک فتوحاتِ عثمانیہ

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مختصر مدت میں تاریخِ انسانی کی ریکارڈ فتوحات ہوئیں لیکن یہ فتوحات براعظم ایشیا کے اندر تھیں۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی فتوحات کا دائرہ کار تین براعظموں براعظم ایشیا، براعظم یورپ اور براعظم افریقہ میں پھیل گیا۔

بحیرۂ روم پر اہم ترین بندرگاہ اسکندریہ فتح ہوئی۔ بحیرۂ روم کے اندر اہم ترین جزیرے قبرص اور روڈس فتح ہوئے۔ اِن دونوں جزیروں میں اور اسکندریہ میں رومیوں کے اہم قلعے اور چھاؤنیاں تھیں۔ یورپ میں فتوحات کا سلسلہ اُندلس (موجودہ اسپین وہسپانیہ) تک پہنچ گیا اور

(۵۴) البدایۃ والنہایۃ، باب خلافۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان، ج ۷، ص ۱۶۵

رومیوں کے بہت سے مضبوط قلعے فتح کیے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایران کا دار الخلافہ موجودہ عراق کے مدائن شہر میں تھا، فتح ہوا۔ لیکن ایران کا موجودہ دار الحکومت تہران (ری) اور بے شمار شہر اور اہم علاقے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح ہوئے اور دورِ عثمانی ہی میں بنی ساسان کا آخری بادشاہ یزدجرد چھپتے چھپاتے ذلیل وخوار ہو کر مرو کے قریب قتل ہوا۔

افریقہ اس وقت شمالی افریقہ کے ممالک لیبیا، الجیزیا، ٹیونس، اور مراکو وغیرہ پر مشتمل تھا۔ افریقہ کا بادشاہ جرجیر تھا جو کہ رومیوں کا باجگزار تھا ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر میدان میں آیا۔

گو انرِ مصر عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے افریقہ پر حملہ کیا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مزید اسلامی لشکر مدینہ منورہ اور دیگر شہروں سے بھی افریقہ بھیجے۔ اِن لشکروں میں نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔

افریقہ کی فتح اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

افریقہ کے بادشاہ جرجیر نے اعلان کیا کہ جو مسلمانوں کے سپہ سالار عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا تو وہ اپنی بیٹی اس کے ساتھ نکاح میں دے گا اور ایک لاکھ دینار کا انعام بھی دے گا۔ ادھر عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا:

"مَنْ آتَانِیْ بِرَاْسِ جُرْجِیْرَ نَفَّلْتُهٗ مِائَةَ اَلْفٍ وَّزَوَّجْتُهٗ ابْنَتَهٗ" (۵۵)

ترجمہ: "جو جرجیر کا سر میرے پاس لائے گا تو میں اس کو ایک لاکھ دینار کا انعام دوں گا اور اس سے جرجیر کی بیٹی کا نکاح کر دوں گا"

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جرجیر کو قتل کیا اور جرجیر کی بیٹی آپ کے نکاح میں دی گئی اور آپ کو ایک لاکھ دینار کا انعام بھی دیا گیا۔

یاد رہے کہ اس آخری فیصلہ کن جنگ کی منصوبہ بندی بھی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔

(۵۵) تاریخ ابن خلدون، باب ولایۃ عبد اللہ بن ابی سرح علی مصر، ج ۲، ص ۵۷۴

خلافتِ عثمانیہ میں دیگر قابل ذکر مفتوحہ علاقے

آرمینیا سے کوہ قاف تک بے شمار علاقے فتح ہوئے ،خراسان اور مضافات میں بے شمار علاقے فتح ہوئے ۔جوراوراس کے ساتھ بیس بڑے شہر فتح ہوئے۔

نیشاپور ،طبرستان ،سجستان ، ،کرمان ،الاسائرہ ،اجارن ،داربجرد ،طوس ،سرخس ،مرو بیہق ،سابور،اصطخر،قساءانطاکیہ اورطرطوس کے قلعے اوردیگر بے شمار علاقے ہیں۔

شہادتِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اوراس کے محرکات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک فتنے کا ذکر کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

"یُقْتَلُ ھٰذَا فِیْھَا مَظْلُوْمًا لِّعُثْمَانَ "(۵۶)

ترجمہ: "یہ اس فتنہ میں ظلماً قتل کردیئے جائیں گے۔"

سبائی فتنہ کی پیش گوئی

اس حدیث مبارک میں نبی غیب دان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سبائی فتنہ کی پیش گوئی فرمائی ہے۔جس کے نتیجے میں خلیفۂ راشد امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

یہ سبائی فتنہ ایک یہودی عالم عبداللہ بن سباء کی طرف منسوب ہے۔

ارشاداتِ قرآن کے مطابق یہودی" اسلام" کے بدترین دشمن اورنہایت سازشی اور فسادی ہیں۔ان کی شرانگیزیوں کی وجہ سے انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا گیا اور بعدازاں انہیں خیبر سے بھی نکال دیا گیا اور پھر جزیرۃ العرب سے نکالنے کا پروگرام بنایا گیا۔

انہی حالات میں یہودیوں نے مسلمانوں سے انتقام لینے، ان کی شیرازہ بندی کو منتشر کرنے اور مسلمانوں میں جنگ وجدال کا بازارگرم کرنے کیلئے ایک نہایت خطرناک سازش تیار کی۔

اس سازش کے تحت عبداللہ بن سباء یہودی منافقانہ طور پر مسلمان ہوگیا۔ چنانچہ مشہور شیعہ محقق ملاباقر مجلسی اورعلامہ عبدالعزیز کشی خوداس بات کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۵۶)جامع ترمذی، باب فی مناقب عثمان بن عفان، الرقم:۳۷۰۸

"وَذَكَرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَبَا كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ وَوَالٰى عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلٰى يَهُوْدِيَّتِهٖ فِيْ يُوْشَعِ بْنِ نُوْنٍ وَّصِيِّ مُوْسٰى بِالْغُلُوِّ فَقَالَ فِيْ اِسْلَامِهٖ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ عَلِيٍّ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ اَشْهَرَ بِالْقَوْلِ بِفَرَضِ اِمَامَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَظْهَرَ الْبَرَأَةَ مِنْ اَعْدَآئِهٖ وَكَاشَفَ مُخَالِفِيْهِ وَاَكْفَرَهُمْ فَمِنْ هٰهُنَا قَالَ مَنْ خَالَفَ الشِّيْعَةَ اَصْلُ التَّشَيُّعِ وَالرَّفْضِ مَأْخُوْذٌ مِّنَ الْيَهُوْدِيَّةِ"(۵۷)

ترجمہ: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اہلِ علم شاگردوں کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن سباء دراصل یہودی تھا جو مسلمان بن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تولیٰ (اظہار محبت) کرنے لگا۔ وہ اپنی یہودیت کے زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارے میں غُلُوّ کی باتیں کرتا تھا، چنانچہ اب وفاتِ نبوی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ویسا ہی غلو کرنے لگا۔ یہی سب سے پہلا وہ شخص تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت (خلافت بلافصل) کے عقیدے کے فرض ہونے کا اعلان کیا اور ان کے (بزعم خویش) دشمنوں کی شان میں اظہار تبرا کیا اور اس (عقیدے) کے مخالفین کو بے نقاب کیا اور انہیں کافر قرار دیا۔ یہیں سے مخالفینِ شیعہ نے کہا کہ بیشک مذہب شیعہ اور رافضیت ''یہودیت'' سے ماخوذ ہے۔"

سبائی سازش

خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن سباء سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دھتکار دیا۔ یہاں سے نکل کر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں جا بیٹھا مگر یہاں بھی سازگار حالات میسر نہ آ سکے، پھر عراق چلا گیا وہاں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بالآخر مرکزِ اسلام سے دور دراز مصر کا رخ کیا اور مصریوں کو سب سے پہلے یہ ذہن نشین کرایا کہ وہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا شاگرد خاص اور آلِ رسول کا محب ہے۔ پھر مسلمانوں میں سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے لگا اور کہا کہ وفاتِ نبوی کے بعد حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار تھے مگر صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اور ان کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو اور اب حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنا دیا ہے۔

لہٰذا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے محبین کو انقلاب برپا کر کے موجودہ خلیفہ سے

(۵۷) بحار الانوار، الجزء الخامس والعشرون، ص ۲۸۷ ـ رجال الکشی، ص ۱۰۱ مطبوعہ کربلا معلی

خلافت چھین کر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہیے۔

چنانچہ اس چالاک دشمنِ اسلام نے سادہ لوح مصریوں کے دل میں خلفائے ثلاثہ اور بالخصوص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نفرت کا بیج بونے کی مہم شروع کر دی۔ یہاں تک کہ خلفائے ثلاثہ کو ظالم غاصب اور کافر قرار دینے لگا اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی شان میں تبرے کرنے لگا۔

اس یہودی نے دین سے ناواقف لوگوں کو یہ بھی ذہن نشین کرایا کہ قیامت سے پہلے پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آئمہ اہلِ بیت دنیا میں رجوع کریں گے اور خلافت چھیننے والے خلفاء کو دوبارہ دنیا میں لائیں گے۔ اور تب اہلِ بیت ان سے ظلم کا بدلہ لیں گے۔

اس پر مستزاد عبداللہ بن سباء نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کی کردار کشی کی مہم چلائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اقرباء پروری کا الزام لگایا جس کے نتیجے میں کئی مخلص لوگ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ چناچہ ۳۴ھ میں مخالفین کی ایک جماعت نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور خلیفۂ رسول حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا جو کہ چالیس دن تک رہا اور آخری ایام میں آپ کے گھر پانی پہنچانے پر بھی پابندی لگا دی۔

اس موقع پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سمیت دیگر اکثر جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ان باغیوں کے خلاف کاروائی کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی سختی کے ساتھ لڑائی سے روک دیا۔

اس موقع پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اور دیگر کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تلواریں لے کر کھڑا ہونے پر مامور فرمایا۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا مثالی خوفِ خدا اور مسلمانوں سے لڑائی کرنے میں بے مثل احتیاط

جب لوگوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے لڑائی کی اجازت طلب کی تو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم خوش ہو جاؤ گے کہ تم تمام لوگوں کو اور مجھے بھی قتل کر دو؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

نے کہا: نہیں، تو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"فَإِنَّكَ اِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَّاحِدًا فَكَاَنَّمَا قَتَلْتَ النَّاسَ جَمِيْعًا "(۵۸)

ترجمہ: اگر تو نے ایک آدمی کو بھی قتل کر دیا تو گویا تو نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: اے خلیفۂ رسول! آپ تین میں سے ایک اختیار فرمائیں، آپ حق پر ہیں ہمیں اِن مخالفین کے خلاف لڑنے کی اجازت دیں یا آپ مکان کے عقب سے مکہ مکرمہ چلے جائیں یا آپ شام چلے جائیں جہاں آپ کے رشتہ دار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بہت بڑی عسکری قوت ہے تو آپ نے فرمایا: نہ تو میں اپنی جان بچانے کے لیے شہرِ رسول میں خونریزی ہونے دوں گا اور نہ ہی آخری وقت میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا پڑوس چھوڑوں گا۔(۵۹)

چنانچہ بالآخر ایامِ تشریق میں یا پھر ۱۸ ذوالحج ۲۴ھ کو خلیفہ رسول امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس کے بعد مسلمانوں میں شدید اختلافات پیدا ہوئے جس کے نتیجے میں شدید جنگیں ہوئیں اور مسلمان آج تک مجتمع نہیں ہو سکے۔ (اس کی قدرے تفصیل دیکھیے آگے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن سباء اور اس کے اکثر ساتھی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے مکر و فریب اور تقیہ کر کے اپنے آپ کو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا محب ظاہر کیا اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بے پناہ مشکلات پیدا کیں۔

بالآخر عبداللہ بن سباء نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدا ہونے کی تبلیغ شروع کر دی جس پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سباء اور اس کے ساتھیوں کو آگ میں جلا دیا۔ اور اس طرح اس منافق یہودی کو ٹھکانے لگا دیا گیا۔

(۵۸) کنز العمال، الرقم: ۳۶۳۰۳۔ تفسیر درمنثور، زیر بحث آیت نمبر ۳۲، سورۂ مائدہ
(۵۹) مسند احمد، الرقم: ۴۸۱۔ مجمع الزوائد، باب فیما کان بین اصحاب، الرقم: ۱۲۰۰۱

شارح بخاری ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"یُقَالُ لَهُمُ السَّبَائِيَّةُ مُعْتَقِدُوْنَ اِلٰهِيَّةَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّ قَدْ اَحْرَقَهُمْ عَلِيٌّ بِالنَّارِ فِيْ خِلَافَتِهٖ"(۶۰)

ترجمہ: "اس قوم کو سبائیہ کہا جاتا تھا وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اِلٰہ ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے دورِ خلافت میں آگ میں جلا دیا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق ہیں

اس حدیث پاک (یُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِّعُثْمَانَ) میں حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مظلوم قرار دیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے قاتل ظالم تھے اور آپ حق پر تھے۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فتنوں کا ذکر کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى"(۶۱)

ترجمہ: "یہ اس وقت ہدایت پر ہوں گے۔"

اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ جبل احد پر تشریف لائے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے تو احد پہاڑ تھرتھرانے لگا۔ پس حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ"(۶۲)

ترجمہ: "اے احد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

تسلیم و رضا کا کمال:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس حدیث میں شہید قرار دے دیا لیکن اِن دونوں ہستیوں کا کمال تسلیم و رضا ہے کہ اِن میں سے کسی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے شہادت کی موت ٹلنے کی کبھی

(۶۰) لسان المیزان، من اسمہ عبداللہ بن سباء، ج۳، ص۲۹۰ (۶۱) جامع ترمذی، باب فی مناقب عثمان، الرقم: ۳۷۰۴
(۶۲) صحیح بخاری، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، الرقم: ۳۶۷۵

دعا کی بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو عموماً دعا فرماتے تھے:

﴾...... "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ نَبِیِّكَ" (۶۳)

ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے راستہ میں شہادت اور تیرے رسول کے شہر میں وفات پانے کی دعا کرتا ہوں۔"

﴾...... اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا وَّاَمِتْنِیْ شَھِیْدًا" (۶۴)

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے زندہ رکھ نیک بخت بنا کر اور موت دے شہید بنا کر۔"

احادیثِ مبارکہ میں حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو مظلوم، ہدایت یافتہ اور شہید قرار دینا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق ہیں۔

جو لوگ آپ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں گمراہ ہیں اور ایسے ہی جن لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی امانت و دیانت پر حملے کئے ہیں۔ یہ لوگ اہلِ سنت و جماعت سے خارج ہیں اسی طرح تمام غیر مستند تاریخی روایات جن میں حضرت عثمان غنی یا دیگر صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف مواد موجود ہے قرآن و حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس افطاری

آخر میں ایک اور حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں جس سے مسئلۂ علم غیب، مسئلۂ حیات النبی، مسئلۂ اختیارات مصطفی، اور نظام کائنات میں تصرف مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مسئلہ اور اسکے ساتھ ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں مقرب ہونا واضح ہو رہا ہے۔

"عَنْ مُھَاجِرِ بْنِ حَبِیْبٍ وَّاِبْرَاھِیْمَ بْنِ مَصْقَلَۃَ قَالَا بَعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اِلٰی عَبْدِاللہِ بْنِ سَلَامٍ وَّھُوَ مَحْصُوْرٌ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ: اِرْفَعْ رَأْسَكَ تَرٰی ھٰذِہِ الْکُوَّۃَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَشْرَفَ مِنْھَا اللَّیْلَۃَ فَقَالَ: یَا عُثْمَانُ اَحَصَرُوْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ فَاَدْلٰی لِیْ دَلْوًا فَشَرِبْتُ

(۶۳) صحیح بخاری، باب کراہیۃ النبی ﷺ ان تعری المدینۃ، الرقم: ۱۸۹۰

(۶۴) المستدرک، باب ذکر مقتل امیر المؤمنین عثمان بن عفان، الرقم: ۴۵۶۶

مِنْهُ فَإِنِّیْ لَأَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰی کَبِدِیْ ثُمَّ قَالَ لِیْ: اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَنَصَرَكَ عَلَيْهِمْ وَاِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ عِنْدَنَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ لَهٗ: مَا الَّذِیْ اخْتَرْتَ؟ قَالَ: اَلْفِطْرَ عِنْدَهٗ ، فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ اِلٰی مَنْزِلِهٖ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ قَالَ لِاِبْنِهٖ: اُخْرُجْ فَانْظُرْ مَاصَنَعَ عُثْمَانُ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِیْ اَنْ يَّكُوْنَ هٰذِهِ السَّاعَةَ حَيًّا فَانْصَرَفَ اِلَيْهِ فَقَالَ: قَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ رَحِمَهُ اللّٰهُ"(۶۵)

ترجمہ: "حضرت مہاجر بن حبیب اور حضرت ابراہیم بن مصقلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جب (سبائیوں نے) محاصرہ کیا ہوا تھا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنا سر اٹھایئے اس کھڑکی کی طرف دیکھو! بیشک رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے آج رات اس میں سے کمرہ میں دیکھا اور فرمایا: اے عثمان! کیا ان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کررکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ تو آپ نے ایک پانی کا ڈول میرے قریب کیا پس میں نے اس میں سے پانی پیا بے شک میں اس کی ٹھنڈک اپنے جگر میں پا رہا ہوں۔ پھر مجھے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تمہاری ان (محاصرہ کرنے والوں) پر مدد کرے اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ نے کس کو اختیار فرمایا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس افطار کرنے کو۔ پس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف چلے گئے پھر جب دن بلند ہوا تو اپنے بیٹے کو فرمایا: جاؤ دیکھو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہوا؟ کیونکہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اب تک زندہ ہوں۔ پس وہ آپ کی طرف لوٹے اور کہا: انہیں شہید کردیا گیا ہے، اللہ اُن پر رحمت فرمائے۔" اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ذوالحج ۲۴ ہجری کا ہے تاریخ میں اختلاف ہے۔ آپ کی نمازِ جنازہ صحابیِ رسول حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے

(۶۵) مسند الحارث، باب فضل عثمان، الرقم: ۹۷۹۔ کنز العمال، باب حصرہ وقتلہ، الرقم: ۳۹۲۹۶

پڑھائی اور جنت البقیع کے قریب آپ کے جنت البقیع کی توسیع کے لیے خریدے ہوئے باغ "حُشِ کوکب" میں آپ کی تدفین کی گئی۔

آپ کے مزارِ اقدس کی مسماری

1925ء میں جب آل واصحابِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مزاراتِ مقدسہ اور اسلام کی بے شمار یادگاروں کو مسمار کر دیا گیا تو اس دوران خلیفۂ سوم امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مزارِ اقدس بھی شہید کر دیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

مرتضیٰ شیرِ حق اَشجع الاشجعین — ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصلِ نسلِ صفا وجہِ وَصلِ خدا — بابِ فصلِ وِلایت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زَن شاہِ خیبر شِکن — پَرتَوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

آپ رضی اللہ عنہ عظیم المناقب، کثیر الکرامات، عشرۂ مبشرہ میں سے صحابیِٔ رسول، دامادِ رسول، ابنِ عمِ رسول، سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا کے شوہر محترم، جنتی نوجوانوں کے سردار امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے والدِ گرامی، بابِ مدینۃ العلم، صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کے اندر سب سے بڑے قاضی اور سب سے بڑے مفسرِ قرآن، حل المشکلات، فاتحِ خیبر، تمام سلاسل روحانیہ کے مرشد و امامِ طریقت اور معدن وِلایت ہیں۔ آپ کی اولاد سے علوم ومعارف کے بحرِ بے کنار ائمہ اہلِ بیت عظام رحمۃ اللہ علیہم اور شیخ المشائخ حضرت سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، قطب الاقطاب غوث اعظم حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بے شمار متبحر علمائے صالحین اور اولیائے کاملین پیدا ہوئے جن کے فیض یافتگان میں ہزاروں محدثین، مفسرین، مجتہدین، فقہاء، صوفیائے اسلام اور ماہرین علوم وفنون اور سائنسدانوں کے نام شامل ہیں جنہوں نے ہر دور اور ہر علاقے میں اسلام کو زندہ اور غالب رکھا اور تا روزِ قیامت آپ کے فیوض و برکات امت مسلمہ اور خصوصاً سالکینِ راہِ تصوف میں جاری وساری رہیں گی اور آپ کی مُہر کے بغیر کسی سلسلہ میں کوئی شخص مرتبۂ وِلایت پر فائز نہیں ہو سکے گا۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَاَرۡضَاہُ عَنَّا وَجَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحۡسَنَ الۡجَزَآءِ اٰمِیۡن اٰمِیۡن اٰمِیۡن

ولادت وشہادت

آپ کی ولادت ۱۳ رجب المرجب ۳۰ عام الفیل کو خانہ کعبہ کے اندر ہوئی اور ۱۷ یا ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو نماز فجر سے پہلے جامع مسجدِ کوفہ میں ایک خبیث خارجی عبد الرحمٰن بن ملجم کے

ہاتھوں شدید زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان المبارک رات کو جامِ شہادت نوش فرما کر کوفہ کے نجف الاشرف کے مقام پر مزارِ اقدس میں آرام فرما رہے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

سوانح حیات

آپ کے والد کا نام ابو طالب عبد مناف بن عبد المطلب بن ہاشم ہے، آپ کی والدہ کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد بن ہاشم ہے۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "مدارج النبوت" میں لکھتے ہیں: "بود ولادت وے در جوف کعبہ" (۱)

ترجمہ: "آپ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔"

آپ کے والد متولئ کعبہ جناب ابو طالب نے آپ کا نام "زید" رکھا، جبکہ آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے آپ کا نام اپنے والد اسد کے ہم معنٰی "حیدر" (ببر شیر) رکھا۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بعد آپ کی دونوں آنکھیں تین دن تک بند تھیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فوراً آنکھیں کھول لیں اور دنیا میں تشریف آوری کے بعد سب سے پہلے رخِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت کی۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کھجور اپنے منہ مبارک میں چبا کر اپنے لعاب سے ملا کر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو گھٹی دی (۲) اور گھٹی کے ذریعے بے شمار فضائل و کمالات حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیئے۔

اسی لیے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فخریہ انداز میں کہا کرتے تھے:

"لَعَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ فِیَّ هٰذَا" (۳)

ترجمہ: "میرے منہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا لعابِ دہن ہے۔"

اسم مبارک "علی" پر کلام

لفظِ "علی" اللہ تعالٰی کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے جیسا کہ آیۃ الکرسی میں ہے: "وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ" (۴) نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت شیرِ خدا

(۱) مدارج النبوۃ، باب ہفتم: کاتبانِ بارگاہِ رسالت ۲/۵۳ (۲) السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر اول الناس ایمانا ۱/۳۸۲
(۳) تفسیر روح البیان، زیر بحث آیت نمبر ۳۰ سورۂ انبیاء (۴) سورۂ بقرہ: ۲۵۵

رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام "علی" تجویز فرمایا (۵) اور یہی اسم مبارک رائج ہوا۔

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے لیکن ایک بار آپ مسجدِ نبوی میں مٹی پر لیٹے ہوئے تھے آپ کو پسینہ آیا اور جسم مبارک مٹی سے آلود ہوا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِجْلِسْ یَآ اَبَا تُرَابٍ" (۶)

ترجمہ: اے مٹی والے بیٹھ جاؤ۔

تو اس کے بعد آپ کی کنیت "ابوتراب" مشہور ہوئی، جو آپ کو سب سے زیادہ پسند تھی۔

آپ کے اسماء والقاب میں ہادی، مہدی، یَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ (مؤمنین کا بادشاہ)، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا والد ہونے کی وجہ سے آپ کی ایک کنیت "اَبُو الرَّیْحَانَتَیْنِ" بھی ہے اور "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ" کے تحت آپ کا ایک لقب مبارک "مولائے کائنات" بھی ہے۔

ایک اہم کلامی مسئلہ

یاد رہے کہ جب لفظِ "علی" (بلند و بالا) کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے بلند و بالا ہونے کی ذاتی صفت ہوتی ہے اور جب لفظِ "علی" کا اطلاق حضرت شیرِ خدا یا کسی اور شخص پر ہوتا ہے تو اس سے مراد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بلند و بالا ہونے والی ذات و شخصیت۔

یہی فرق اگر داتا (سخی)، مشکل کشاء، حاجت روا، غوثِ اعظم اور دیگر الفاظ میں ملفوظ رکھا جائے تو ذاتی صفت اور عطائی صفت کے فرق سے قطعاً شرک لازم نہیں آتا بلکہ عقیدۂ توحید ثابت ہوتا ہے اور مسلمانوں کو بات بات پر مشرک کہنے کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام "اللہ" اور صفاتی نام "الرحمٰن" کے علاوہ دیگر اسماء کو عطائی صفت کے ساتھ بندگانِ خدا پر اطلاق کرنا شرعًا جائز ہے جیسا کہ "رؤف" اور "رحیم" اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا سے نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نام "بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ" (۷) رکھا ہے۔

(۵) دلائل النبوۃ للاصبھانی، الرقم: ۲۵۵، ج۱، ص۱۹۳
(۶) صحیح بخاری، باب مناقب علی بن ابی طالب، الرقم: ۳۷۰۳ (۷) سورۂ توبہ ہ: ۱۲۸

حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پرورش وتربیت فرمائی

عمِ رسول جناب ابو طالب اپنے والدِ محترم حضرت عبد المطلب کی وصیت کے مطابق حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ۸ سال کی عمر کے بعد آپ کی پرورش کے کفیل بنے۔ جناب ابو طالب نے ۸ سال کی عمر سے لے کر ۵۱ سال کی عمر تک نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت اور آپ پر جانثاری کے لیے بے مثال کردار ادا کیا جب کفار نے جناب ابو طالب سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قتل کرنے کے لیے قریش کے حوالے کر دیں تو اس وقت جناب ابو طالب نے جواب دیا:

"وَنُسْلِمُہٗ حَتّٰی نَصْرَعَ حَوْلَہٗ وَنَذْهَلَ عَنْ أَبْنَآئِنَا وَالْحَلآئِلِ" (۸)

ترجمہ: "ہم انہیں تمہارے سپرد کریں گے جب ہم آپ کے ارد گرد مر کر گر جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھلا دیں گے۔"

حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اپنے چچا جناب ابو طالب کے پاس گئے اور کہا:

"إِنَّا نُرِيْدُ اَنْ نُّخَفِّفَ عَنْكَ مِنْ عِيَالِكَ"

ترجمہ: "ہم آپ سے آپ کے کثیر عیال کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہیں"

اس لیے آپ اپنے بیٹوں میں سے ایک ایک بیٹا پرورش کے لیے ہم دونوں کے حوالے کر دیں تو جناب ابو طالب نے اپنے بیٹے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پانچ سال کی عمر میں نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سپرد کیا۔ (۹)

چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پوری توجہ اور شفقت کے ساتھ پرورش وتربیت فرمائی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس کے اندر شجاعت وبسالت، فصاحت وبلاغت وخطابت، علوم ومعارف، زہد وتقویٰ، محبتِ نبوی وادبِ رسول، جود وسخا، عدل وانصاف، امانت ودیانت، صبر واستقامت، جذبۂ جہاد وشوقِ شہادت، شرم وحیا، صدق وصفا، اخلاص وللّٰہیت، استغنا وحق گوئی،

(۸) المستدرک، باب من مناقب عبیدہ بن الحارث، الرقم: ۴۸۶۳ (۹) المستدرک، باب علی بن ابی طالب، الرقم: ۶۴۶

نتائج سے بے پرواہ ہو کر حق پر استقامت اور دیگر تمام اخلاقِ جمیلہ واوصافِ حسنہ وخصائل جمیلہ کوٹ کوٹ کر بھر دیں اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے بعثت نبوی سے لے کر وصالِ نبوی تک ہر مقام پر اور ہر حال میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دینے کا حق ادا کیا۔

قبولِ اسلام

تحقیق یہ ہے کہ بالغ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور خواتین میں سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں اور نابالغ لڑکوں میں سے سب سے پہلے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور آزاد غلاموں میں سے سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔(۱۰)

سیرت واخلاق، جانثاری اور شجاعت وبسالت

جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قریبی رشتہ داروں کی دعوت فرمائی اور کھانے کے بعد سب کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو سب خاموش رہے صرف حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ جو ابھی نوعمر تھے نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اگرچہ میں نوعمر ہوں اور میری ٹانگیں پتلی ہیں میں آپ کا ساتھ دوں گا(۱۱) اس کے بعد آپ نے وصالِ نبوی تک ہر مشکل موقع پر جانثاری کے جذبہ کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دینے کا حق ادا کر دیا۔

شعبِ ابی طالب میں بے مثال جانثاری

مکہ مکرمہ کے تمام قبائل نے جناب ابوطالب سے دوٹوک کہہ دیا کہ آپ اپنے بھتیجے کو قتل کرنے کے لیے قوم کے حوالے کر دیں اور جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے مکہ مکرمہ کے تمام قبائل آپ سے مکمل مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) کریں گے۔ جناب ابوطالب، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور اپنے خاندان کو شعبِ ابی طالب (ایک گھاٹی) میں لے جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً تین سال سخت ترین تکالیف کے ساتھ بسر کیے۔

عمِ رسول جناب ابوطالب اور اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی صحت اس قدر خراب ہو گئی کہ مقاطعہ ختم ہونے کے چند ماہ بعد دونوں بالترتیب تین دن کے وقفہ سے وفات

(۱۰) البدایۃ والنہایۃ، فصل فی ذکر اول من اسلم ۴/۷۳ (۱۱) مجمع الزوائد، باب معجزتہ، الرقم: ۱۴۱۰۹

پا گئے۔ یہ سال رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے "عام الحزن" تھا۔

شعبِ ابی طالب میں رات کو خطرہ ہوتا تھا کہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر کوئی دشمن حملہ کر کے آپ کو شہید نہ کر دے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جانثار چچا رات کو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بستر سے کسی اور جگہ لے جاتے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اپنے دیگر بیٹوں کو باری باری آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بستر پر لٹا دیتے۔

ہجرتِ مدینہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانثاری

جب مکہ مکرمہ کے تمام قبائل کے نوجوانوں نے مسلح ہو کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سفرِ ہجرت کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

" نَمْ عَلٰی فِرَاشِیْ وَاتَّشِحْ بِبُرْدِی الْاَخْضَرِ فَنَمْ فِیْہِ فَاِنَّہٗ لَا یَخْلُصُ اِلَیْکَ شَیْءٌ تَکْرَھُہٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یُّؤَدِّیَ مَا عِنْدَہٗ مِنْ وَدِیْعَۃٍ وَّاَمَانَۃٍ وَّغَیْرِ ذٰلِکَ "(۱۲)

ترجمہ: " میرے بستر پر سو جاؤ، میری سبز چادر اوڑھ لو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور حکم دیا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس جو امانتیں وغیرہ ہیں وہ لوگوں کو واپس کر دینا۔"

یہ کتنی بڑی جانثاری تھی کہ جس بسترِ نبوی پر کفارِ مکہ نے حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر قاتلانہ حملہ کرنا تھا اس بستر پر حکمِ نبوی سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چادر اوڑھ کر آرام فرما رہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: بسترِ نبوی جس پر کفار نے قاتلانہ حملہ کرنا تھا لیٹ کر آپ ڈرے نہیں؟ تو فرمایا: میں ہرگز نہیں ڈرا کیوں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا: اے علی! میرے بستر میں لیٹ جاؤ اور امانتیں واپس کر کے میرے پیچھے مدینہ منورہ آ جانا لہٰذا مجھے یقین تھا کہ کوئی دشمن مجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کے مطابق میں نے ضرور ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچنا تھا۔

(۱۲) الکامل لابن اثیر، باب ذکر ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱، ص۶۹۵

سبحان اللہ! کسقدر آپ کا ایمان مضبوط تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو آپ کی قوتِ ایمانی کا فیض عطا فرمائے آمین: ؎

اے شبِ ہجرت بجائے مصطفیٰ بر رَختِ خواب — اے دمِ شدت فدائے مصطفیٰ امداد کن

غزوۂ بدر اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ

۲ ہجری غزوۂ بدر میں قریش مکہ کے تین سرداروں عتبہ، شیبہ اور ولید نے مبارزہ کیا تو حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کے مقابلے میں تین انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا تو انہوں نے کہا: ہمارے مقابلہ کے لیے قریش سے تین آدمی آئیں تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مقابلے کے لیے بھیجا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چند لمحوں میں اپنے مدمقابل ولید کو واصلِ جہنم کر دیا اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مدمقابل عتبہ کو واصل جہنم کر دیا اور شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا لیکن امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو بھی واصلِ جہنم کر دیا۔

اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوئی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے تین گنا بڑے اور جدید ترین اسلحہ سے لیس 950 کے لشکر کو منتشر ہونے اور بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اس جنگ میں 70 کفار قتل ہوئے جن میں سے 21 کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی

غزوۂ بدر کے بعد اسی سال ۲ ہجری میں حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی، یہ شادی انتہائی باوقار اور سادگی کے ساتھ ہوئی، حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرات ابوبکر صدیق و عمر و عثمان و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اور دوسرے چند مہاجرین و انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مدعو کریں۔

چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھا دیا، شہنشاہِ کونین نے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو تحائف

دیئے اُن کی فہرست یہ ہے، ایک کملی، بان کی ایک چار پائی، چمڑے کا گدا، جس میں روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں، دو مٹی کے گھڑے حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مکان حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس لئے نذر کر دیا کہ اس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سکونت فرمائیں گے۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر اپنے نئے گھر میں گئیں تو عشاء کی نماز کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اس میں کلی فرما کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے سر اور سینہ پر بھی پانی چھڑکا اور پھر یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ! میں علی اور فاطمہ اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ سب شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔ (۱۳)

جنگِ اُحد اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

جنگِ احد میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت میں جانثاری اور شجاعت و بسالت کی انتہاء کر دی جب کفار نے چاروں طرف سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا گھیرا کر لیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کفار کی صفوں کو چیرتے ہوئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس پہنچے اور کمالِ شجاعت کے ساتھ کفار کا چاروں اطراف سے گھیرا ختم کیا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پہاڑ کی ایک محفوظ سرنگ نما جگہ لے گئے اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابی دجانہ رضی اللہ عنہ اور دیگر جانثاروں نے کمال جانثاری کے مظاہرے کیے۔

غزوۂ احد میں 22 کفار قتل ہوئے، جس میں سے 8 حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیے۔ غزوۂ احد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دفاع کرتے ہوئے 22 زخم کھائے۔

غزوۂ خندق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

عرب کا مشہور پہلوان اور بہادر جنگجو عمرو بن عبدِ وُد کسی تنگ جگہ سے خندق عبور کر کے

(۱۳) زرقانی علی المواھب جلد ۲، صفحہ ۴

مبارزہ کرنے لگا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بجلی کی طرح حملہ آور ہوئے اور اسے واصل جہنم کر دیا۔

اس موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لَمُبَارَزَۃُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ لِّعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ یَّوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ" (۱۴)

ترجمہ: "غزوۂ خندق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عمرو بن عبدوُد سے مبارزہ قیامت کے دن تک میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔"

غزوۂ بنو قریظہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

۵ ہجری میں مدینہ منورہ کے یہودِ بنو قریظہ اور یہودِ خیبر غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب) میں تمام معاہدوں کو توڑتے ہوئے قریش اور قبائلِ عرب کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔

غزوۂ خندق میں کفار کی شکست کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بلا تاخیر یہودِ بنو قریظہ کی سرکوبی کا فیصلہ کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم پر بنو قریظہ کے کنوؤں اور قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ایک ماہ کے قریب جاری رہا، بالآخر یہودِ بنو قریظہ نے شکست تسلیم کر لی۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پوچھا تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کیا جائے تو یہودِ بنو قریظہ نے کہا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہودِ بنو قریظہ کے چھ سو سے زائد جنگجوؤں کے قتل اور بچوں اور عورتوں کو مالِ غنیمت بنانے کا فیصلہ دیا جس پر عمل کیا گیا۔

غزوۂ خیبر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مرکزی کردار

خیبر مدینہ منورہ سے 321 میل کے فاصلے پر یہود کا مرکز تھا۔ یہودِ خیبر نے بھی غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب) میں مدینہ منورہ کے محاصرہ میں حصہ لیا تھا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ۷ ہجری میں خیبر کے یہود کے خلاف

(۱۴) المستدرک، کتاب المغازی والسرایا، الرقم: ۴۳۲۷۔ کنز العمال، باب فضائل علی، الرقم: ۳۳۰۳۵

تادیبی کارروائی کا فیصلہ فرمایا۔ مسلمانوں کی تعداد 1600 تھی اور یہود کی تعداد 20 ہزار کے قریب تھی۔

مسلمانوں نے ۲۰ دن تک خیبر کا محاصرہ کیے رکھا، سخت جنگیں ہوئیں لیکن خیبر کا مرکزی قلعۂ "قموص" فتح نہیں ہو رہا تھا۔

ایک رات رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَّجُلًا یُّفْتَحُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ"(۱۵)

ترجمہ: "کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہو گی، وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔"

رات بھر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذہن میں یہی خیال رہا کہ دیکھیے کہ کسے جھنڈا ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص اُمیدوار تھا، لیکن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دریافت فرمایا: "اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ"

ترجمہ: "علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟" عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہو گیا ہے۔

"فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَا لَہٗ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ"

ترجمہ: "آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنا لعابِ دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا اور اُن کے لیے دعا کی تو ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں، گویا کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی۔"

پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔(۱۵)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لشکر کی قیادت فرماتے ہوئے قلعۂ قموص پر حملہ آور ہوئے تو قلعۂ قموص کا سردار مرحب جس کی طاقت ایک ہزار نوجوانوں کے برابر تسلیم کی جاتی تھی مقابلہ میں آیا اور فخریہ انداز میں کہا:

"قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٌ شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُّجَرَّبٌ"(۱۶)

ترجمہ: "خیبر والوں کو علم ہے کہ میں مرحب ہوں مسلح ہوں اور بار بار تجربہ کیا ہوا بہادر ہوں۔"

(۱۵) صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، الرقم: ۴۲۱۰ (۱۶) صحیح مسلم، باب غزوۃ ذی قرد وغیرھا، الرقم: ۱۸۰۷

تو اس کے جواب میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ"(۱۶)

ترجمہ: "میں وہ ہوں کہ میری والدہ نے میرا نام ببر شیر رکھا ہے، جنگلوں کے شیروں کی طرح جس کا منظر انتہائی خوفناک ہے۔"

اس کے بعد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوارِ ذوالفقار سے بجلی کی طرح حملہ کر کے ایک ایسی ضرب لگائی جس سے مرحب واصلِ جہنم ہو گیا۔ اس کے بعد لڑائی ہوئی اور خیبر مکمل فتح ہو گیا اور یہود نے اسلحہ ڈال دیا۔

اس لڑائی میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے قلعۂ قموص کے دروازے کو اپنی پشت پر رکھا اور مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ فتح کیا نیز آپ نے بائیں ہاتھ میں ایک دروازہ اٹھا کر اسے ڈھال بنا کر لڑائی کی۔

...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَلَمْ یَحْمِلْہُ اِلَّا اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا"(۱۷)

ترجمہ: "چالیس آدمی اس دروازے کو اٹھا سکے۔"

...... اور ایک روایت میں ہے:

"لَمْ یُحَرِّکْہُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اِلَّا بَعْدَ جُھْدٍ"(۱۸)

ترجمہ: "ستر آدمی وہ دروازہ ہلا نہ سکے مگر بہت زیادہ مشقت کے بعد۔"

یقیناً یہ روحانی اور باطنی خداداد پاور تھی۔

شجاعتِ علی المرتضی رضی اللہ عنہ پر خلاصۂ کلام

...... حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں جو بھی آیا بچ نہ سکا صرف دو شخص بچے۔ جن میں سے ایک غزوۂ احد میں قریشِ مکہ کا علمبردار طلحہ بن ابو طلحہ تھا جس پر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں حملہ کیا تو وہ پیٹھ ننگی کر کے بھاگ پڑا تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بوجہ شرم وحیاء پیچھے لوٹ آئے۔(۱۹)

...... دوسرا وہ شخص تھا جس کے سینہ پر آپ بیٹھ گئے اور اس کی گردن کاٹنے کا ارادہ فرمایا تو

(۱۶) صحیح مسلم، باب غزوۃ ذی قرد، الرقم: ۱۸۰۷ (۱۷) مصنف ابن ابی شیبہ، باب فضائل علی، الرقم: ۳۲۱۳۹
(۱۸) المواھب اللدنیۃ، باب غزوۃ خیبر ۱/۳۴۱ (۱۹) مدارج النبوت، باب معرکہ احد، جلد دوم، ص ۱۶۰

اس نے مایوسی کی کیفیت میں آپ کے چہرے پر تھوک دیا تو آپ اٹھ کر پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا:

"لَمَّا فَعَلْتَ الْفِعْلَ الشَّنِيْعَ تَحَرَّكَتْ نَفْسِيْ فَخِفْتُ اَنْ اَقْتُلَكَ غَضَبًا لَّهَا لَا خَالِصًا لِّوَجْهِهٖ تَعَالٰى "(۲۰)

ترجمہ: "جب تو نے بُری حرکت کی تو میرے دل میں اشتعال پیدا ہوا، مجھے خدشہ ہوا میرا تجھے قتل کرنا ذاتی غضب کی وجہ سے ہوگا نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے۔"

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام کفار بھی میرے مقابلہ میں آجائیں تو میں نہیں ڈروں گا اور فرماتے مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں موت کی طرف جارہا ہوں یا موت میری طرف آرہی ہے۔

آپ نے تمام غزوات اور بہت سے سرایا میں مثالی کردار ادا فرمایا صرف غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کو مدینہ منورہ کی حفاظت پر مامور فرمایا: تو رو پڑے اور عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ مجھے عورتوں اور بچوں کی حفاظت پر مقرر فرما رہے ہیں تو ارشاد ہوا:

"اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ "(۲۱)

ترجمہ: "کیا تم راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جاؤ جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام (کوہِ طور پر جانے کے بعد) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

محبتِ نبوی اور ادبِ رسول

آپ رضی اللہ عنہ محبتِ نبوی کے بارے میں فرماتے تھے:

"كَانَ وَاللهِ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَا "(۲۲)

ترجمہ: "بیشک رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمیں ہماری مالوں، ہماری اولاد، ہمارے باپوں اور ہماری ماؤں سے زیادہ پیارے ہیں اور سخت پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی۔"

(۲۰) مِرقاۃُ المَفاتیح، زیر بَحثَ الحدیث: ۳۴۵۱ (۲۱) صحیح بخاری، باب غزوۃ تبوک، الرقم: ۴۴۱۶
(۲۲) الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، الفصل الثالث ماروی عن السلف والائمہ ۲/۵۲

...... حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے صہباء کے مقام پر نماز ظہر ادا فرمائی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کسی (ضروری) کام کے لیے بھیجا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس آئے (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے واپس آنے سے قبل) حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نماز عصر ادا فرما چکے تھے۔ حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہاں سے نہیں ہٹے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پھر حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے علی! (رضی اللہ عنہ) تم نے نماز عصر پڑھی ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے دعا فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَرُدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ"

ترجمہ: "اے اللہ! بے شک حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا ان پر سورج واپس پھیر دے۔"

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پس سورج ان پر طلوع ہوا، یہاں تک کہ دھوپ پہاڑ پر بلند ہوئی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ نے وضو کیا اور عصر کی نماز ادا کی پھر سورج غروب ہو گیا۔ یہ سب کچھ مقام صہباء میں ہوا۔ (۲۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہم ترین نماز عصر سے ادبِ رسول زیادہ اہم وضروری تھا۔

مولیٰ علی نے واردی تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

ہاں تو نے ان کی جان انہیں پھیر دی نماز — پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

...... ۶ ہجری میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور کفار مکہ کے درمیان صلح حدیبیہ کا معاہدۂ امن طے پایا جس کے کاتب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے معاہدے کی تحریر میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے الفاظ لکھے تو کفارِ مکہ نے اصرار کیا کہ ہم آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو "مُحَمَّدٌ

(۲۳) المعجم الکبیر للطبرانی، باب فاطمۃ بنت الحسین، الرقم: ۳۹۰۔ مجمع الزوائد، باب حبس الشمس، الرقم ۱۴۰۹۶

رَّسُوْلُ اللّٰہِ "نہیں مانتے لہٰذا" مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ "لکھا جائے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے الفاظ مٹا کر "مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ" کے الفاظ لکھو تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ادباً "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے الفاظ مٹانے سے انکار فرمادیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے الفاظ مٹائے اور لکھا گیا "محمد بن عبداللہ"۔(۲۴)

جودوسخا

...... آپ رضی اللہ عنہ سے کوئی سائل کبھی نا اُمید نہیں لوٹا۔آپ رضی اللہ عنہ پر زندگی بھر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَا وَجَبَتْ عَلَیَّ زَکَاۃٌ قَطُّ ھَلْ تَجِبُ الزَّکَاۃُ عَلَی الْجَوَّادِ"

ترجمہ: "مجھ پر زندگی میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی کیا سخی پر بھی زکوٰۃ فرض ہوسکتی ہے؟"

یاد رہے کہ میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی زندگی بھر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی جو پیسہ آتا تو نہایت کفایت شعاری سے خرچ کرتے ، باقی ساداتِ عظام اور علمی و دینی ضرورتوں پر خرچ کر دیتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولائے کائنات کا مذکورہ کلام اکثر پڑھا کرتے تھے۔

...... ایک بار حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بیمار پڑ گئے تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے شہزادوں کے صحت مند ہونے پر تین روزوں کی نظر مانی اور شہزادوں کے تندرست ہونے پر تین روزے رکھے۔ ہر روز افطاری کے وقت دروازے پر سائل آتا تو افطاری کا کھانا سائل کو عطا فرما دیتے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں:(۲۵)

"وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا "(۲۶)

ترجمہ: "وہ کھانے کی چاہت کے باوجود مسکین ،یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ہم صرف اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے کسی بدلہ اور شکریہ کا مطالبہ نہیں کرتے۔"

...... ایک بار دوران نماز رکوع کی حالت میں سائل نے سوال کیا تو انگوٹھی اتار کر سائل کی طرف پھینک دی تو آیت مبارکہ نازل ہوئی:(۲۷)

(۲۴) صحیح بخاری ،باب الشروط فی الجھاد والمصالحۃ، الرقم:۲۷۳۱

(۲۵) تفسیر بغوی، تفسیر خازن، تفسیر درمنثور، زیر بحث آیت نمبر۸، سورۂ دھر (۲۶) سورۂ دھر:۸

(۲۷) تفسیر قرطبی، تفسیر طبری، تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی، زیر بحث آیت نمبر۵۵، سورۂ مائدہ

"اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ"(۲۸)

ترجمہ: "تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہے اور جو ایمان لائے جو نماز قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں خیرات کرتے ہیں۔"

...... "لوگ آپ کے گھر میں بے شمار تحائف پیش کرتے تو آپ رات سے پہلے سب کچھ غرباء اور ضرورتمندوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔"

امانت ودیانت

...... آپ کی حکومت طرابلس الغرب (لیبیا) سے سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی لیکن گھر میں انتہائی سادگی اور اختیاری فقر وفاقہ کی کیفیت تھی۔ ایک بار تہبند کی ضرورت تھی تو اپنی تلوار فروخت کر کے تہبند خریدا اور فرمایا:

"فَلَوْ کَانَ عِنْدِیْ ثَمَنُ اِزَارٍ مَّا بِعْتُهٗ"(۲۹)

ترجمہ: "اگر میرے پاس تہبند خریدنے کی رقم ہوتی تو میں تلوار نہ بیچتا۔"

...... آپ کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے آپ سے دولت کا مطالبہ کیا کہ آپ مجھے بیت المال سے مال دیں تو فرمایا

"اَنْتَ تُرِیْدُ اَنْ تَتَّخِذَنِیْ سَارِقًا اَنْ اٰخُذَ اَمْوَالَ الْمُسْلِمِیْنَ فَاُعْطِیْکَهَا دُوْنَهُمْ"(۳۰)

ترجمہ: "کیا تم مجھے چور بنانا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال اُن کی اجازت کے بغیر تمہیں دے دوں؟"

...... آپ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے بیت المال کے خازن حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے عید کے دن زینت کے لیے ایک "ہار" عاریۃً منگوایا تو اپنی بیٹی سے ناراض ہوئے اور فرمایا:

"اَتَخُوْنِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَتَسْتَعِیْرُ الْعِقْدَ مِنْ مَّالِهِمْ بِغَیْرِ اِذْنِهِمْ وَرِضَائِیْ"

(۲۸) سورۂ مائدہ: ۵۵ (۲۹) مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام علی بن ابی طالب، الرقم: ۳۴۵۱۰

(۳۰) تاریخ الخلفاء، باب معاویہ، ج۱، ص ۱۵۵۔ تاریخ دمشق، باب عقیل بن ابی طالب، ج۴۱، ص ۲۲

ترجمہ: "کیا تم مسلمانوں سے خیانت کرتی ہو اور اُن کے مال سے ہار اُن کی اجازت اور میری رضامندی کے بغیر ادھار منگواتی ہو۔"

﴾...... لوگوں نے کہا: آپ لوگوں پر پیسہ خرچ کر کے اُن کی ہمدردیاں حاصل کریں ؟ تو فرمایا: کیا میں ناروا طریقوں سے کامیابیاں حاصل کروں۔؟

عدل وانصاف

﴾...... جنگِ صفین سے واپسی پر آپ کی ایک ذرہ گم ہوگئی اور ایک یہودی کے پاس پائی گئی۔ آپ اپنا دعویٰ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں لے کر گئے یہودی نے کہا: یہ ذرہ میری ہے، میرے قبضہ میں ہے۔ قاضی شریح نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ثبوت طلب کیا تو آپ نے اپنے غلام قنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی گواہی پیش فرمائی تو قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک بیٹا باپ کے حق میں اور غلام اپنے آقا کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا اور یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا جسے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے بخوشی تسلیم کر لیا تو وہ یہودی کہنے لگا:

" اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ جَآءَ مَعِىَ اِلٰى قَاضِى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَضٰى عَلَيْهِ وَرَضِىَ "(۳۱)

ترجمہ: "امیر المؤمنین خود میرے ساتھ مسلمانوں کے قاضی کے پاس آئے اور انہوں نے امیر المؤمنین کے خلاف فیصلہ دیا جس سے وہ راضی ہو گئے چنانچہ آپ کی عدالت سے متاثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔"

﴾...... آپ کا قاتل عبد الرحمٰن بن ملجم خارجی آپ کے پاس سواری مانگنے کے لیے آیا تو آپ نے اسے سواری عطا فرمائی جب چلا گیا تو فرمایا:

"اِنَّ هٰذَا قَاتِلِىْ"

ترجمہ: "یہ شخص میرا قاتل ہے۔"

لوگوں نے عرض کی اَمیر المؤمنین آپ اسے قتل کرا دیں تو فرمایا:

"اِنَّهٗ لَمْ يَقْتُلْنِىْ بَعْدُ "(۳۲)

ترجمہ: "اس نے ابھی تک مجھے قتل نہیں کیا۔"

(۳۱) کنز العمال، الرقم: ۱۷۷۹۵۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج۴، ص۱۳۹

(۳۲) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب علی بن ابی طالب، ج۳، ص۱۱۲۷

بعد میں فقہائے اسلام نے حتّٰی کہ غیر مسلم عالمی شہرت یافتہ مغرب کے ججوں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے قانون سازی کی کہ کسی شخص کو جرم کے ارادے پر جرم کی سزا نہیں دی جاسکتی جب تک کہ وہ شخص ارتکابِ جرم نہ کرے۔

سادگی اور سیرت کی بلندی

...... آپ اپنے گھر کا سامان خود اٹھا کر لاتے اور فرماتے:

"مَا نَقَصَ الْكَامِلَ مِنْ كَمَالِهٖ مَا جَرَّ مِنْ نَّفْعٍ اِلٰى عِيَالِهٖ" (۳۲)

ترجمہ: "کامل انسان جو کچھ اہل وعیال کے لیے اٹھاتا ہے اس سے اس کے کمال میں کمی نہیں آتی"

...... نیز فرماتے ہیں

"أَبُو الْعِيَالِ أَحَقُّ اَنْ يَّحْمِلَ" (۳۳)

ترجمہ: بچوں کا والد زیادہ حقدار ہے کہ وہ خود سامان اٹھائے۔

...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی حضرت ضرار اسدی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا:

"فَاِنَّهٗ كَانَ وَاللهِ بَعِيْدَ الْمَدٰى شَدِيْدَ الْقُوٰى يَقُوْلُ فَصْلًا وَّ يَحْكُمُ عَدْلًا يَّتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِهٖ وَتَنْطِقُ الْحِكْمَةُ مِنْ نَوَاحِيْهٖ يَسْتَوْحِشُ مِنَ الدُّنْيَا وَ زَهْرَتِهَا وَ يَسْتَأْنِسُ بِاللَّيْلِ وَظُلْمَتِهٖ وَكَانَ وَاللهِ غَزِيْرَ الْعَبْرَةِ طَوِيْلَ الْفِكْرَةِ يُقَلِّبُ كَفَّهٗ وَيُخَاطِبُ نَفْسَهٗ يُعْجِبُهٗ مِنَ اللِّبَاسِ مَا قَصُرَ وَمِنَ الطَّعَامِ مَا جَشَبَ كَانَ وَاللهِ كَاَحَدِنَا يُدْنِيْنَا اِذَا اَتَيْنَاهُ وَيُجِيْبُنَا اِذَا سَاَلْنَاهُ وَكَانَ مَعَ تَقَرُّبِهٖ اِلَيْنَا وَقُرْبِهٖ مِنَّا لَا نُكَلِّمُهٗ هَيْبَةً لَّهٗ فَاِنْ تَبَسَّمَ فَعَنْ مِّثْلِ اللُّؤْلُؤِ الْمَنْظُوْمِ يُعَظِّمُ اَهْلَ الدِّيْنِ وَيُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ، لَا يَطْمَعُ الْقَوِيُّ فِيْ بَاطِلِهٖ وَ لَا يَيْأَسُ الضَّعِيْفُ مِنْ عَدْلِهٖ فَاَشْهَدُ بِاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُهٗ فِيْ بَعْضِ

(۳۳) احیاء علوم الدین، کتاب آداب العزلۃ، ج ۲، ص ۲۴۰ (۳۴) الادب المفرد، باب الکبر، الرقم: ۵۵۱

مَوَاقِفِہٖ وَ قَدْ اَرْخَی اللَّیْلُ سُدُوْلَہٗ وَغَارَتْ نُجُوْمُہٗ یَمِیْلُ فِیْ مِحْرَابِہٖ قَابِضًا عَلٰی لِحْیَتِہٖ یَتَمَلْمَلُ تَمَلْمُلَ السَّلِیْمِ وَیَبْکِیْ بُکَاءَ الْحَزِیْنِ فَکَاَنِّیْ اَسْمَعُہُ الْاٰنَ وَھُوَ یَقُوْلُ: یَا رَبَّنَا یَا رَبَّنَا یَتَضَرَّعُ اِلَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ لِلدُّنْیَا اِلَیَّ تَغَرَّرْتِ اِلَیَّ تَشَوَّقْتِ ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ غُرِّیْ غَیْرِیْ قَدْ بَتَتُّکِ ثَلَاثًا فَعُمْرُکِ قَصِیْرٌ وَّمَجْلِسُکِ حَقِیْرٌ وَّخَطَرُکِ یَسِیْرٌ اٰہٍ اٰہٍ مِّنْ قِلَّۃِ الزَّادِ، وَبُعْدِ السَّفَرِ وَوَحْشَۃِ الطَّرِیْقِ "(۳۵)

ترجمہ: "اللہ کی قسم !امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ خواہشات سے دور رہنے والے اور بہت طاقت والے تھے، فیصلہ کن گفتگو فرماتے، لوگوں کے فیصلوں میں ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیتے، آپ رضی اللہ عنہ سے علم و حکمت کے چشمے جاری ہوتے، دنیا اور اس کی آسائشوں سے وحشت محسوس کرتے اور رات اور اس کے اندھیرے سے اُنسیت حاصل کرتے۔ اللہ کی قسم !امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہمیشہ فکرِ آخرت میں متفکر رہتے، اپنا محاسبہ کرتے، پہننے اور کھانے کے لئے جو اور جیسا میسر آتا اسی پر راضی رہتے اور اتنے ہی پر قناعت فرماتے۔ اللہ کی قسم! جب ان کی خدمت میں کوئی جاتا تو اس پر شفقت فرماتے اپنے پاس بٹھاتے، ہر سوال کا جواب عنایت فرماتے، اتنی شفقت ومحبت، اُلفت وقربت کے باوجود بھی ہم آپ رضی اللہ عنہ کے رُعب وجلال کی وجہ سے بات نہ کر پاتے، جب مسکراتے تو دانت پروئے ہوئے چمکتے موتیوں کی طرح نظر آتے، اہلِ دین کو عزت وتکریم سے نوازتے، مساکین آتے تو وہ بھی محبت کی چاشنی پاتے، کوئی طاقتور ان سے باطل کی امید لگاتا تو مایوسی کو گلے لگاتا اور عدل وانصاف ایسا کہ کمزور لوگ اپنی کمزوری سے نہ گھبراتے۔ اللہ کی قسم! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بعض دفعہ اِنہیں دیکھا جب رات کی تاریکی میں ستارے چھپ جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ محراب میں تشریف لے جاتے اور اپنی ریش (داڑھی) مبارک پکڑ کر مار گزیدہ آدمی کی طرح مضطرب ہوتے اور غمزدہ شخص کی طرح

(۳۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، باب وصفہ فی مجلس معاویہ ۱/۸۴۔ تاریخ دمشق، باب ضرار بن ضمرۃ ۲۴/۴۰۱

روتے گویا کہ میں اب بھی ان کی آواز سن رہا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں اے میرے رب! اے میرے رب! اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے پھر دنیا کو للکارتے اور فرماتے: اس نے مجھے دھوکہ دینا چاہا میری طرف بن سنور کر آئی، مجھ سے دُور ہوجا، دُور ہوجا، کسی اور کو دھوکہ دینا میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، تیری عمر قلیل، تیری مجلس حقیر اور تیری اہمیت کم ہے، ہائے افسوس! ہائے افسوس! زادِ راہ قلیل، سفر طویل اور راستہ پُرخطر ہے۔"

حضرت ضرار بن ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے رہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حالت یہ تھی کی آنسوؤں سے آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارَک تر ہوگئی، آپ رضی اللہ عنہ انہیں اپنی آستین سے پونچھتے رہے، حاضرین بھی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور رونے لگے، پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "كَذَا كَانَ اَبُوْ الْحَسَنِ "(۳۵)

ترجمہ: بے شک ابوحسن علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔

فضائل ومناقب وکمالات

امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَا جَآءَ لِاَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَآئِلِ مَا جَآءَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "(۳۶)

ترجمہ: "حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے جتنے فضائل بیان ہوئے ہیں اتنے فضائل رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے کسی صحابی کے بیان نہیں ہوئے۔"

جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

جس کا میں مولٰی ہوں، علی بھی اس کا مولٰی ہے

ارشادِ نبوی ہے:

"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ "(۳۷)

ترجمہ: "جس کا میں مولٰی ہوں، علی بھی اس کا مولٰی ہے۔"

(۳۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، باب وصفہ فی مجلس معاویہ ۱/۸۴۔ تاریخ دمشق، باب ضرار بن ضمرۃ ۲۴/۴۰۱
(۳۶) المستدرک، باب من مناقب علی، الرقم: ۴۵۷۲ (۳۷) جامع ترمذی، باب مناقب علی، الرقم: ۳۷۱۳

یادرہے کہ "مولیٰ" کا اطلاق بہت سے معانی پر ہوتا ہے: رب، مالک، محبوب، قریبی، معتق (آزاد کرنے والا)، منعِم (انعام کرنے وال) منعَم علیہ (جس پر انعام کیا ہوا ہو) ناصر، محب، تابع، جار، چچا زاد، حلیف، جس سے کوئی عقد ہو، سسر، آزاد شدہ غلام، آزاد کیا ہوا، سید (سردار) وغیرہا۔

لیکن اہلسنت وجماعت نے یہاں "مولیٰ" کا معنیٰ "محبوب" لیا ہے یعنی "جس کا میں محبوب ہوں تو علی بھی اس کا محبوب ہے۔" (مہر منیر اور اہلسنت کی دیگر کتب میں بھی یہی ترجمہ کیا گیا ہے)

کچھ لوگوں نے یہاں "مولیٰ" کا معنیٰ "امام" اور "حاکم" لیا ہے اور اس سے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل یعنی پہلی خلافت ثابت کی ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کبھی پہلا خلیفہ ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا اور نہ ہی خلیفۂ اول ہونے کا مطالبہ فرمایا بلکہ اپنے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ کے سوال پر جواب فرمایا:

"مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَسْتَخْلِفُ وَلٰكِنْ اِنْ يُّرِدُ اللّٰهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا فَسَيَجْمَعُهُمْ بَعْدِيْ عَلٰى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ" (۳۸)

ترجمہ: "میں تم پر خلیفہ مقرر نہیں کروں گا لیکن اگر اللہ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا ہوا ہے تو وہ لوگوں کو میرے بعد ان میں سے بہتر شخص پر جمع فرما دے گا جیسا کہ اللہ نے لوگوں کو اُن کے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد اُن میں سے بہتر شخص پر جمع کر دیا تھا۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا۔

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں

ارشادِ نبوی ہے:

"عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ" (۳۹)

ترجمہ: "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔"

۞...... اس حدیث کی ایک توجیہ یہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے چچا زاد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، محبت وعزت کے واجب ہونے میں ایک جیسے ہیں۔

(۳۸) المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، الرقم: ۴۴۶۷ (۳۹) جامع ترمذی، باب مناقب علی بن ابی طالب، الرقم: ۳۷۱۹

...... ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے بیان کیا گیا کہ قبیلہ بنی اشعر کے اندر جب قحط پیدا ہوتا ہے تو قبیلے کا سردار حکم دیتا ہے کہ سب لوگ نقدی اور اجناس لے آئیں اور ڈھیر لگا دیں جب سارے قبیلہ کی نقدی اور اجناس جمع ہو جاتی ہیں تو قبیلہ کا سردار قبیلہ کے غریب وامیر میں ساری نقدی اور اجناس برابری کے ساتھ تقسیم کر دیتا ہے تو اس موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"فَهُمْ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ "(۴۰)

ترجمہ: "قبیلہ بنی اشعر کے لوگ مجھ سے ہیں اور میں قبیلہ بنی اشعر سے ہوں۔"

یعنی قبیلہ بنی اشعر کی غریب پروری کی عادت میری عادت جیسی ہے۔تو اس حدیث "عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ" کی ایک توجیہ یہ ہے کہ میری اور علی کی عادات اور خصائل ایک جیسی ہیں۔

...... ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ ہمارا نسب اور خون ایک ہے میں بھی ہاشمی اور قریشی ہوں اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی ہاشمی اور قریشی ہیں۔

...... ایک حدیث میں ہے: رسول للہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"سَلْمٰنُ مِنَّآ اَهْلِ الْبَيْتِ "(۴۱)

ترجمہ: "سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہے۔"

جس کا معنٰی ہے کہ سلمان اہلبیت سے محبت کرتا ہے اور اہلبیت سلمان سے محبت کرتے ہیں لہٰذا توجیہ یہ ہے کہ علی مجھ سے محبت کرتا ہے اور میں علی سے محبت کرتا ہوں۔

پنجتن پاک

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سیاہ رنگ کے بالوں سے بُنی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔حسن آئے تو انہیں چادر میں داخل فرمالیا پھر حسین آئے تو انہیں چادر میں داخل فرمالیا پھر فاطمہ آئیں تو انہیں چادر میں داخل فرمالیا پھر علی آئے تو انہیں چادر میں داخل فرمایا پھر فرمایا:

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا "(۴۲)

(۴۰)صحیح بخاری، باب الشرکۃ فی الطعام، الرقم:۲۴۸۶ (۴۱)المستدرک، باب ذکر سلمان الفارسی، الرقم:۶۵۳۹
(۴۲)صحیح مسلم، باب فضائل اہل بیت، الرقم:۲۴۲۴

ترجمہ: ”اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور رکھے اے اہلبیت اور تم کو خوب پاک فرمائے۔“ اس حدیث مبارک سے پنجتن پاک کی اصطلاح بنی۔

مباھلہ

مباہلہ کا معنیٰ ہے دو فریق نہایت عاجزی سے ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت (عذاب کے نزول) کی التجا کریں۔

9ہجری میں جب نجران کے عیسائیوں کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلام کی دعوت دی جب آپ نے دلائل سے اتمام حجت فرمائی تو آپ نے انہیں مباہلہ (ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے) کا چیلنج کیا۔

حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی چار بیٹیوں میں سے تین: حضرت رقیہ 2ہجری، حضرت زینب 8ہجری اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن 9ہجری میں وفات پا چکی تھیں لہٰذا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھالیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے ایک جانب پکڑا اور حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو پیچھے کھڑا کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلِیْ (۴۳)

ترجمہ: ”اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔“

اور پھر ان سے کہا: جب میں نصاریٰ کے خلاف اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑنے کی دعا کروں تو تم نے آمین کہنی ہے۔

ادھر عیسائیوں نے مشاورت کی تو وفد نجران کے ایک سردار عاقب عبد المسیح نے کہا: تم پہچان چکے ہو کہ حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) واقعۃً نبی مرسل ہیں اور جو بھی کسی سچے نبی سے مباہلہ کرے تو اس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

اس موقع پر بڑے پادری (لاٹ پادری) اُسقُف نے کہا:

”یَا مَعْشَرَ النَّصَارٰی اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْھًا لَّوْسَاَلُو اللّٰہَ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا مِّنْ مَّکَانِہٖ لَاَزَالَہٗ بِھَا فَلَا تُبَاھِلُوْا “(۴۴)

(۴۳) صحیح مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب، الرقم: ۲۴۰۴

(۴۴) تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، روح المعانی زیر بحث آیت مذکورہ

ترجمہ: "اے نصاریٰ کی جماعت! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو ہٹا دے گا۔ اس لیے مباہلہ کا ارادہ چھوڑ دو۔"

اس موقع پر نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عذاب نصاریٰٔ نجران پر منڈلا رہا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو خنازیر اور بندروں کی شکل میں مسخ ہوجاتے اور نجران کو آگ کے شعلے اپنی لپیٹ میں لے لیتے حتّٰی کہ جانور بھی جل جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے نجران کے تمام نصاریٰ ہلاک ہوجاتے۔(۴۴)

عشرۂ مبشرہ

آپ رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ"(۴۶)

ترجمہ: "ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید (بن زید) جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)"

مؤاخات

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم (مہاجرین وانصار) میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ نے اپنے صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی ہے اور مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ"(۴۷)

(۴۶) جامع ترمذی، باب مناقب عبد الرحمٰن بن عوف، الرقم: ۳۷۴۷

(۴۷) جامع ترمذی، باب مناقب علی بن ابی طالب، الرقم: ۳۷۲۰

ترجمہ: ”تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔“

اس حدیث میں حضورنبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا اور جنتی بھی قرار دیا۔

دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے فرمایا: تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مماثلت ہے آپ علیہ السلام سے یہود نے دشمنی کی تو ان کی والدہ پر بہتان بازی کی اور نصاریٰ نے اُن سے محبت کی حتّٰی کہ انہیں اُلوہیت کا درجہ دے دیا جو اُن کا نہیں تھا۔ پھر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”یَھْلِكُ فِیَّ رَجُلانِ مُحِبٌّ مُّفْرِطٌ یُّقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَآنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتَنِیْ “(۴۸)

ترجمہ: ”مجھ میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے ایک جو مجھ سے حد سے زیادہ محبت کرے جو میری مدح اُن باتوں سے کرے جو مجھ میں نہیں اور دوسرا بغض رکھنے والا شخص جس کی دشمنی اسے مجھے پر بہتان تراشی پر برانگیختہ کرے۔“

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد میں واضح اشارہ ہے کہ اہلسنت وجماعت ناجی اور جنتی ہیں جن کا عقیدہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بارے میں افراط و تفریط سے پاک ہے۔

حالتِ جنابت میں مسجدِ میں داخل ہونے کی رخصت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّجْنُبَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ اِلَّا اَنَا وَعَلِیٌّ“(۴۹)

ترجمہ: ”کسی کو حلال نہیں کہ وہ مسجدِ نبوی میں حالتِ جنابت میں آئے ماسوائے میرے اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے۔“

اس حدیثِ مبارکہ میں واضح ثبوت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

(۴۸) مسند احمد، الرقم: ۱۳۷۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب علی بن ابی طالب، الفصل الثالث، الرقم: ۶۱۰۲
(۴۹) المعجم الکبیر، باب ومن نساء اھل الکوفۃ، الرقم: ۸۸۱

وَسَلَّمَ ،اللہ تعالیٰ کے بعد شریعتِ اسلامیہ کے شارع اور مُقَنِّن (قانون ساز) ہیں ۔جس کو چاہیں احکام میں رخصت دے دیں ۔

آپ کو دیکھنا بھی عبادت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ"(۵۰)

ترجمہ: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

آپ کی وجہ سے امت پر آسانی

جامع ترمذی میں ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیتِ مبارکہ

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً"(۵۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو"

نازل ہوئی تو حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے خیال میں ایک دینار ٹھیک ہے؟ میں نے عرض کی: لوگ اتنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ ارشاد فرمایا: "نصف دینار"؟ میں نے عرض کی: یہ بھی نہیں دے سکیں گے۔ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''پھر کتنا ہونا چاہئے"؟ میں نے عرض کی: "جَو کے ایک دانے کے برابر"۔ ارشاد فرمایا: "اِنَّكَ لَزَهِيْدٌ" "تم تھوڑے پر قناعت کرنے والے ہو۔ پھر یہ آیت نازل ہوگئی:

"ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ "(۵۲)

ترجمہ: "کیا تم اس سے ڈر گئے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے تم پر رحم فرمایا۔"

(۵۰) المستدرک، الرقم: ۴۶۸۲۔ المعجم الکبیر، الرقم: ۱۰۰۰۶ (۵۱) سورۂ مجادلہ: ۱۲ (۵۲) سورۂ مجادلہ: ۱۳

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَبِیْ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ" (۵۳)

ترجمہ: "میرے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر آسانی فرمادی۔"

علم وحکمت میں کمال

...... رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا" (۵۴)

ترجمہ: "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"

...... نیز فرمایا:

"اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا" (۵۵)

ترجمہ: "میں حکمت ودانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔"

...... حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنَ الصِّحَابَۃِ یَقُوْلُ: سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیٌّ" (۵۶)

ترجمہ: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صحابی یہ نہیں کہتا تھا مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔"

...... آپ "علمِ میراث" میں بھی سب سے آگے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَفْرَضُ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ" (۵۷)

ترجمہ: "مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ علم میراث کو جاننے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔"

...... آپ فصاحت وبلاغت اور خطابت وشعر گوئی میں بھی سب سے آگے تھے۔

...... آپ رضی اللہ عنہ سے 586 احادیث مروی ہیں جن میں سے 134 بخاری ومسلم میں موجود ہیں۔

...... آپ علم نحو کے بھی بانی ہیں اپنے ایک شاگرد ابو الاسود کو علم نحو کے بنیادی قوانین کی تعلیم

(۵۳) جامع ترمذی، باب ومن سورۃ المجادلۃ، الرقم: ۳۳۰۰۔ صحیح ابن حبان، باب ذکر تخفیف اللہ، الرقم: ۶۹۴۱
(۵۴) المستدرک، الرقم: ۴۶۳۷۔ المعجم الکبیر، الرقم: ۱۱۰۶۱ (۵۵) جامع ترمذی، باب مناقب علی، الرقم: ۳۷۲۳
(۵۶) تاریخ الخلفاء، الخلیفہ الرابع، ص ۱۳۳ (۵۷) تاریخ الخلفاء، الخلیفہ الرابع، ص ۱۳۳

دے کر اسے علمِ نحو کو مرتب کرنے پر مامور فرما دیا۔(۵۸)

اللہ تعالٰی نے آپ کو اور آپ کی اولاد میں سے ائمہ اہلِ بیت کو علوم لدنیہ سے بھی نوازا اور بہت سے ائمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم جانوروں کی بولیاں بھی جانتے تھے اور جابر بن حیان جیسا علمِ کیمیا کا موجد عظیم سائنسدان، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھا۔

قرآن فہمی

......آپ جامعین قرآن میں سے ہیں اور حافظِ قرآن اور قرآن مجید کے ایسے مفسر ہیں کہ ارشاد فرمایا:

"سَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَا مِنْ اٰیَۃٍ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ اَبِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ بِنَھَارٍ اَمْ فِیْ سَھْلٍ نَّزَلَتْ اَمْ فِیْ جَبَلٍ"(۵۹)

ترجمہ: "مجھ سے جو چاہو اللہ کی کتاب کے بارے میں پوچھ لو، خدا کی قسم کوئی آیت نہیں جسے میں نہیں جانتا ہوں حتّٰی کہ میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ دن کو نازل ہوئی یا رات میں، نرم زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔"

......آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَوْ شِئْتُ اُوَقِّرُ سَبْعِیْنَ بَعِیْرًا مِّنْ تَفْسِیْرِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ لَفَعَلْتُ"(۶۰)

ترجمہ: "اگر میں چاہوں تو "سورۂ فاتحہ" کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں۔"

......علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اِنَّ اللّٰہَ جَمَعَ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِی الْکُتُبِ الْاَرْبَعَۃِ وَعُلُوْمَھَا فِی الْقُرْاٰنِ وَعُلُوْمَہٗ فِی الْفَاتِحَۃِ فَزَادُوْا عُلُوْمَ الْفَاتِحَۃِ فِی الْبَسْمَلَۃِ وَعُلُوْمَ الْبَسْمَلَۃِ فِیْ بَآئِھَا"(۶۱)

ترجمہ: "اللہ تعالٰی نے تمام "کتبِ سماویہ" میں پہلوں اور پچھلوں کے تمام علوم جمع فرما دیئے اور کتبِ سماویہ کے تمام علوم "قرآن" میں جمع فرما دیئے اور قرآن کے تمام علوم "سورۂ

(۵۸) کنز العمال، فصل فی العلوم المذمومۃ، الرقم: ۲۹۴۵۶

(۵۹) کنز العمال، باب جامع التفسیر، الرقم: ۴۷۴۰ ۔جامع الاحادیث للسیوطی، الرقم: ۳۳۵۹۲

(۶۰) الاتقان فی علوم القرآن، النوع الثامن والسبعون، ج۴، ص۳۲۰ ۔مرقاۃ المفاتیح، زیر بحث حدیث نمبر ۲۱۱۸

(۶۱) الاتقان فی علوم القرآن، النوع الثالث والسبعون فی افضل القرآن، ج۴، ص۱۴۷

فاتحہ" میں جمع فرما دیئے اور سورۂ فاتحہ کے تمام علوم "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں جمع فرما دیئے اور "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے تمام علوم (بسم اللہ کی) "باء" میں جمع فرما دیئے۔"

...... اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے اپنے خطبہ میں فرمایا:

"اَنَا نُقْطَةُ بَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ "(٦٢)

ترجمہ: "میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی "باء" کا نقطہ ہوں۔"

فیصلے

...... حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی مقرر کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مجھے قاضی کا تجربہ نہیں اور میری عمر بھی کم ہے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قضا میں سب سے فائق ہو گئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَمَا شَكَكْتُ فِي الْقَضَآءِ بَعْدُ "(٦٣)

ترجمہ: "اس کے بعد مجھے کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے میں شبہ تک نہیں ہوا۔"

...... صحابہ کبار رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کو "اَقْضٰی اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ "(٦٤)

ترجمہ: "مدینہ منورہ کا سب سے بڑا قاضی" کہتے تھے۔

...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

"يَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُّعْضِلَةٍ لَّيْسَ لَهَا اَبُوْ حَسَنٍ "(٦٥)

ترجمہ: "اس مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتے جس کے حل کے لیے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں۔"

...... ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک حاملہ زنا کار عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس حاملہ عورت کو رجم (سنگساری) کی سزا دینے

(٦٢) تفسیر روح البیان، زیر بحث آیت نمبر: ١ سورۂ قلم، (٦٣) المستدرک، الرقم: ٤٦٥٨۔ مسند احمد، الرقم: ٨٨٢
(٦٤) المستدرک، الرقم: ٤٦٥٦۔ المقاصد الحسنۃ، الرقم: ١٤٢
(٦٥) فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، الرقم: ١١٠٠۔ کنز العمال، باب آداب العلم متفرقہ، الرقم: ٢٩٥٠٩

سے بے گناہ بچہ قتل ہو گا لہٰذا یہ حد، وضعِ حمل تک مؤخر کرنا ضروری ہے اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لَوْلَا عَلِیٌّ لَّهَلَكَ عُمَرُ "(٦٦)

ترجمہ: "اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

...... ایک آدمی نے دو عورتوں سے نکاح کیا پھر ان دو عورتوں نے ایک اندھیری رات میں دو بچے (بیٹا اور بیٹی) جنم دیئے۔ پھر دونوں جھگڑنے لگیں ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ بیٹا اس کا ہے۔ مقدمہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو دودھ نکالنے کا حکم دیا اور اُن دونوں کے دودھ کا وزن کیا گیا تو جس کے دودھ کا وزن زیادہ تھا اس عورت کو بیٹا دینے کا حکم دیا۔ عرض کیا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس طرح کیوں فیصلہ کیا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ" فَاللّٰهُ تَعَالٰی فَضَّلَ الذَّكَرَ عَلَى الْاُنْثٰى فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِيْ غَذَّائِهٖ "(٦٧)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے قول "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ" (ایک مذکر کو دو مؤنث کے برابر ہے) کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر ہر چیز میں فضیلت دی ہے یہاں تک کہ کھانے میں بھی۔"

الغرض آپ کے فیصلوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس قدر علوم و معارف سے نوازا ہوا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بحیثیت معدنِ ولایت

جس طرح خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے اسلامی ریاست کی حفاظت اور اس کی وسعت کرنے میں منفرد کردار ادا کیا۔ خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت عظام نے مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے تصوف و سلوک کے میدان میں منفرد کام کیا۔ امام محمد باقر، امام جعفر صادق اور دیگر ائمہ بیت رحمۃ اللہ علیہم علومِ ظاہریہ و معارفِ باطنیہ میں اہلِ زمانہ پر فائق تھے اور علوم لدنیہ کی

(٦٦) المواقف، المقصد الخامس، ج ٣، ص ٦٣٦

(٦٧) شرح البخاری للسفیری، المجلس الرابع والثلاثون، ج ٢، ص ١٦٧ ۔ نزهة المجالس، باب مناقب علی بن ابی طالب، ج ٢، ص ١٦٢

دولت سے اس قدر مالا مال تھے حتّٰی کہ جانوروں کی بولیاں جانتے تھے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجتہدین اور جابر بن حیان جیسے سائنسدان ان کے شاگردوں میں شامل تھے۔

آپ کی اولاد اور فیض یافتگان نے تصوف و سلوک کو ایک مستقل فن کی حیثیت دی اور بڑے بڑے علمائے ربانین اور اولیائے کاملین پیدا کیے جن کی وجہ سے دنیا بھر میں بڑے بڑے روحانی مراکز قائم ہوئے اور ہزاروں خوفناک سازشوں کے باوجود اسلام ہمیشہ زندہ اور غالب رہا اور انشاء اللہ تا بروز قیامت قائم و دائم رہے گا سلسلہ نقشبندیہ کے ممتاز پیشوا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ "مکتوبات" میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے کے دو راستے ہیں۔ پہلا راستۂ قرب: نبوت سے تعلق رکھتا ہے اور یہی اصل الاصل ہے اور اس راستے کے واصلان انبیاء علیہم السلام ہیں اور اُن کے اصحاب اور اُمتوں میں سے جن کو بھی وہ اس ذریعہ دولت سے نوازنا چاہیں اُن میں شامل ہیں۔ دوسرا راستۂ قرب: ولایت کا ہے جس کے ذریعے اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور عام اولیاء واصل باللہ ہوتے ہیں "راہِ سلوک" اسی کو کہتے ہیں اس راستے کے واصلین کے پیشوا اور اُن کے فیض کا منبع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا و حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما اس مقام میں اُن کے ساتھ شامل ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد یہ منصبِ عالی علی الترتیب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو تفویض ہوا اور پھر یکے بعد دیگرے ائمۂ اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ عنہم اس مقام پر فائز ہوئے۔ ان سے ماسوا جن کو بھی مذکورہ مقامات عطا ہوئے اِن ہی حضرات رضی اللہ عنہم کے واسطے سے ہوئے حتّٰی کہ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دور آنے پر یہ منصبِ عظیم یعنی قُطبیتِ کبریٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے مختص کر دیا گیا۔ اب جس کسی کو بھی اس راستے سے فیض و برکات حاصل ہوتی ہیں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے ہی ہوتی ہیں۔ اس راہ میں برکات و فیوض کا حصول اقطاب و نجباء کو جو بھی ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے توسّل سے ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکزی حیثیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوئی۔ اسی وجہ

سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں فرمایا کہ

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰٓی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: "اگلوں کے آفتاب غروب ہو گئے مگر ہمارا آفتاب بلندی کے اُفق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا" (۶۸)

- ...... نیز علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر روح المعانی" (۶۹) میں،
- ...... قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر مظہری" (۷۰) میں
- ...... اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "ہمعات" (۷۱) میں انہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

کراماتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کرامت عرف میں اس خلاف عادت واقعہ کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے جیسا کہ "قرآن مجید" سورۂ آل عمران: ۳۷ میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے حجرہ میں آسمانی رزق کے نازل ہونے کی کرامت کا ذکر موجود ہے اور "قرآن مجید" سورۂ نمل: ۴۰ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی کے ملکہ بلقیس کا بہت بڑا تخت یمن سے ایک لمحہ سے پہلے شام میں لانے کی کرامت کا ذکر موجود ہے۔

بعض اولیائے کاملین کو اظہارِ کرامت کی استعداد بھی عطا کر دی جاتی ہے جیسا کہ ہر شخص کی آنکھوں میں جب وہ آنکھ کھولے دیکھنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

سلطان الاولیاء حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہت سی کرامات آپ کی سوانح میں مرقوم ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۶۸) مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۲۳
(۶۹) تفسیر روح المعانی، زیر بحث آیت نمبر ۳۳ سورۂ احزاب، ج ۱۱، ص ۲۰۰
(۷۰) تفسیر مظہری، زیر بحث آیت نمبر ۱۱۰ سورۂ احزاب، ج ۲، ص ۱۲۰
(۷۱) ہمعات، باب نسبتِ اویسیہ، ص ۱۲۶

کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے محبین میں سے ایک سیاہ فام غلام نے چوری کی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ وہ غلام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن الکرّا رضی اللہ عنہ سے ملا تو حضرت ابن الکرّا رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ تو اس نے کہا:

"اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیَعْسُوْبُ الْمُسْلِمِیْنَ وَخَتَنُ الرَّسُوْلِ وَزَوْجُ الْبَتُوْلِ"

ترجمہ: "امیر المؤمنین نے جو مسلمانوں کے سردار، حضور نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے داماد اور حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔"

حضرت ابن الکرّا رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تمہارا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تم اُن کی تعریف کر رہے ہو؟ تو غلام نے کہا: میں اُن کی تعریف کیوں نہ کروں، انہوں نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کاٹا ہے اور مجھے عذابِ نار سے خلاصی دلائی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس گفتگو کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے غلام کو بلایا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ کلائی پر رکھا اور اس پر تولیہ ڈال دیا اور دعائیں فرمائیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے غیب سے آواز سنی ہاتھ سے کپڑا اٹھاؤ۔ ہم نے وہ تولیہ اٹھایا:

"فَاِذَا الْیَدُ قَدْ بَرَأَتْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی" (۷۲)

ترجمہ: "تو ہاتھ اللہ کے حکم سے درست ہو چکا تھا۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علمِ غیب

حضرت اَصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جنگِ صفین ۳۷ ہجری سے واپسی پر) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس آئے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ھٰهُنَا مُنَاخُ رِکَابِهِمْ وَمَوْضِعُ رِحَالِهِمْ وَھٰهُنَا مُهْرَاقُ دِمَآئِهِمْ فِتْیَةٌ مِّنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُقْتَلُوْنَ بِهٰذِهِ الْعَرْصَةِ تَبْکِیْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ" (۷۳)

(۷۲) تفسیر کبیر، زیر بحث آیت نمبر ۹ سورۃ کہف

(۷۳) دلائل النبوۃ لابی نعیم، باب ماظہر علی ید علی بن ابی طالب، الرقم: ۵۳۰۔ الخصائص الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۱۴

ترجمہ: "یہ اُن کی سواریوں کے بٹھانے کی جگہ ہے اور یہ اُن کے کجاووں کے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ اُن کے خونوں کے بہائے جانے کی جگہ ہے آلِ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جوان یہاں قتل کیے جائیں گے اور آسمان اور زمین اُن کے غم میں روئے گی۔"

سبحان اللہ! جنگِ صفین ۳۷ ہجری میں ہوئی اور واقعہ کربلا "٦١" ہجری میں ہوا اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ 24 سال پہلے واقعۂ کربلا کی تصویر کشی فرما رہے ہیں۔ یہ ہے عطائی علم غیب اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ جس کی استعداد اللہ تعالٰی اپنے اولیائے کاملین کو عطا فرماتا ہے۔

لمحے بھر میں قرآن ختم کرنا

نورالدین حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ "شواہد النبوۃ" میں لکھتے ہیں:

"روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ جب سواری کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوتِ قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں پہنچنے سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت مکمل فرما لیتے ہیں" (۷۴)

یاد رہے کہ طَیِّ زمان اور بسطِ زمان یعنی لمبے زمانے کو لپیٹ کر چھوٹا کر دینا اور چھوٹے زمانے کو لمبا کر دینا زیرِ قدرتِ باری تعالٰی ہے یعنی ایک رکاب میں پاؤں رکھنے اور دوسری رکاب تک دوسرا پاؤں پہنچانے کے چند لمحات کو اللہ تعالٰی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لیے دس بارہ گھنٹے لمبا فرما دیتا تھا۔ آپ اس وقت میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل فرماتے اور دیکھنے والوں کے لیے وہ وقت چند سیکنڈ کے برابر ہوتا اور یقیناً اللہ تعالٰی اس پر قادر ہے۔

اشارے سے پانی نیچے آگیا

نورالدین حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ "شواہد النبوۃ" میں لکھتے ہیں:

"کہ اہلِ کوفہ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دریائے فرات میں سیلاب آنے اور فصلوں کی تباہی کی فریاد کی۔ تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جبہ مبارک اور دستار مبارک پہن کر ہاتھ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا عصائے مبارک پکڑ کر تشریف لائے، گھوڑا منگوا کر اس پر سوار ہوئے۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور دیگر لوگ ساتھ تھے دریا کے کنارے پر دو رکعت نفل جلدی سے پڑھے پھر دریائے فرات کے پل پر تشریف لائے اور اپنے عصا سے دریا

(۷۴) شواھد النبوۃ، باب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، ص ۱۹۷

کی طرف اشارہ کیا تو ایک گز پانی نیچے اتر گیا، دوسری بار اشارہ کیا تو ایک گز مزید پانی نیچے آ گیا، تیسری بار اشارہ کیا تو ایک گز پانی اور نیچے اتر آیا لوگوں نے اونچی آواز سے عرض کی: امیر المؤمنین! اتنا پانی ٹھیک ہے۔" (۷۵)

یاد رہے کہ ہواؤں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلمان علیہ السلام کے لیے مسخر کر دیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: "فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ" (۷۶)

ترجمہ: "ہم نے حضرت سلمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا تھا ہوا آپ کے حکم سے چلتی تھی۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دریائے فرات کے پانی کو امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے مسخر فرما دیا۔

انگوٹھی سے حفاظت

ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں ایک ایسے علاقہ میں سفر پر جا رہا ہوں جہاں درندے بہت ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور کہا تیرے پاس جو کوئی درندہ وغیرہ آئے تو اسے کہنا: میرے پاس علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی ہے چنانچہ وہ شخص سفر پر روانہ ہو گیا جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک درندہ اس کے پاس آیا تو اس نے جلدی سے آپ کی انگوٹھی اس کے سامنے کر دی درندہ وہیں رک گیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کچھ پکارا پھر زمین کی طرف دیکھا اور غرایا، اسی طرح چاروں سمت منہ کر کے غراتا رہا پھر بڑی تیزی سے بھاگ گیا۔

جب وہ شخص واپس آیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے تمام واقعہ سنایا، اس پر آپ نے فرمایا: وہ درندہ کہتا تھا: مجھے اللہ تعالیٰ کے حق ہونے کی قسم جس نے آسمانوں کو بلند کیا زمین کو پست اور سورج کو طلوع فرمایا اور کہا:

"لَا اَسْكُنُ بِبَلَادٍ يَّشْكُوْنِيْ فِيْهَا لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ" (۷۷)

ترجمہ: "میں ایسی سرزمین میں نہیں رہوں گا جہاں کے باشندے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے میری شکایت کریں۔

(۷۵) شواھد النبوۃ، باب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، ص ۱۹۸ (۷۶) سورۂ ص: ۳۶
(۷۷) شرح البخاری للسفیری، المجلس الرابع والثلاثون، ج ۲، ص ۱۶۵ ۔ نزھۃ المجالس، باب مناقب علی بن ابی طالب، ج ۲، ص ۱۶۲

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ایک نظر

ذوالحج ۳۵ ہجری میں خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز اصحابِ بدر کے پرزور اصرار پر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفۂ رسول منتخب ہوئے۔ آپ کا دورِ خلافت منہ زور سازشوں اور شدید آزمائشوں کا دور ہے جس کی وجہ سے امتِ مسلمہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ صلاحیتوں سے فائدہ نہ اٹھا سکی۔

۳۶ ہجری میں بصرہ کے قریب "جنگِ جمل" پھر ۳۷ ہجری میں "جنگِ صفین" ہوئی پھر ایک نئے پیدا ہونے والے فرقہ باطلہ خوارج سے "جنگِ نہروان" ہوئی البتہ آرمینیا اور دیگر علاقوں میں کچھ بغاوتیں ہوئیں جنہیں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لشکروں نے آسانی سے کچل دیا اور آپ نے نظام مملکت میں کچھ شاندار اصلاحات فرمائیں جیسا کہ آپ نے قیدیوں کو اچھا کھانا کھلانے کے احکام جاری فرمائے۔

جنگِ جمل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ایامِ حج کے فوراً بعد ہوئی بہت سے صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حج سے واپسی پر پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ فوراً مکہ مکرمہ واپس آئیں اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے مشورے سے اس صورتحال پر قابو پانے کے لیے ایک لشکر تیار کیا اور بصرہ پہنچیں۔

ادھر مدینہ منورہ میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہو چکی تھی آپ ایک لشکر لے کر بصرہ روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ دونوں ایک دوسرے سے لڑنے سے احتراز کر رہے تھے۔

دونوں لشکروں میں تقریباً صلح بھی ہو چکی تھی کہ کچھ فسادی لوگوں نے رات کو لڑائی چھیڑ دی۔

اس لڑائی میں ایک روایت کے مطابق پندرہ ہزار صحابہ کبار و تابعین رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لشکر کو غلبہ حاصل ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک جمل (اونٹ) پر ہودج میں تھیں اس لیے اس جنگ کو جنگِ جمل کہا جاتا ہے اور حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فتح پانے کے باوجود اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بے حد احترام واکرام فرمایا، آپ چند دن بصرہ میں رہیں پھر آپ کو پورے عزت واحترام کے ساتھ آپ کے بھائی حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا گیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دونوں لشکروں کے شہیدوں کی خود نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کرائی۔

جنگِ صفین

اس کے بعد پتہ چلا کہ گورنرِ شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ستر ہزار کے لشکر کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ماننے کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کے ساتھ مشروط کر رہے ہیں جبکہ خلیفۂ رسول کی نامزدگی کے بعد خلیفۂ رسول کی بیعت کرنا تمام مسلمانوں کے لیے شرعاً ضروری تھی اور قصاص لینے کا فیصلہ خلیفۂ رسول نے کرنا تھا۔

چنانچہ صفین کے مقام پر خونریز لڑائی ہوئی جس میں ستر ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں دونوں طرف سے کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لشکر فتح کے قریب پہنچ چکا تھا کہ شامیوں نے نیزوں پر قرآن مجید باندھ کر بلند کیے اور کہا دونوں فریق لڑائی بند کردیں اور قرآن کے مطابق جھگڑے کا تصفیہ کرلیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ لڑائی ختم نہ کی جائے لیکن آپ کے لشکر میں کئی ایسے گروپ موجود تھے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی مرضی کے مطابق چلنے نہیں دیتے تھے چنانچہ فیصلہ ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ثالث ہوں گے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ثالث ہوں گے اور دونوں لشکر اپنے اپنے مقامات پر واپس چلے جائیں گے اور چھ ماہ کے بعد ارزخ کے مقام پر دونوں ثالث ایک فیصلہ سنائیں گے۔

چنانچہ دونوں ثالث ایک فیصلے پر متفق نہ ہوسکے اور کوئی تصفیہ نہ ہوسکا۔

ایک فرقہ باطلہ خوارج کا ظہور

یہ لوگ زیادہ تر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے تھے انہوں نے کہا:

"اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" (۷۷) ترجمہ: "حکم صرف اللہ کا ہے"

لہٰذا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دو ثالثوں پر حکم اور فیصلہ ڈال کر مشرک و کافر ہو گئے ہیں اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔

اس فرقہ نے اپنا نام "اَھْلُ التَّوْحِیْدِ وَالْعَدْلِ" رکھا اور "مقام نہروان" ان کا مرکز تھا۔ یہ فاسق مسلمانوں کو کافر قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عدل اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خوارج کے ساتھ مناظرہ

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خوارج کے ساتھ مناظرہ کے لیے بھیجا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خوارج پر واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم حقیقی ہے اور ثالثوں کا حکم مجازی ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان کشیدگی ختم کرنے کے لیے دونوں خاندانوں سے ایک ایک ثالث مقرر کر کے فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح مُحرِم (جو حالت احرام میں ہو) شکار کر لے تو اسے جانور کا فدیہ دینے کا حکم ہے اور اس کے لیے بھی قرآن مجید میں کسی ثالث سے جانور کی قیمت کا حکم لگوانے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں تو پوری امت کی لڑائی ختم کرانے کے لیے ثالث مقرر کیے گئے ہیں اور اس میں کوئی شرکیہ عُنصر نہیں ہے۔

یاد رہے کہ آل و اصحاب رضی اللہ عنہم کے مزارات شہید کرنے والے خارجی ہیں جیسا کہ امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے در المختار (فتاویٰ شامی) میں ذکر کیا ہے (۷۸) اِن لوگوں نے امتِ مسلمہ کو بے دریغ مشرک و کافر قرار دیا اور لوگوں کا قتلِ عام کیا۔

جنگِ نہروان

۳۸ ہجری میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے نہروان کے مقام پر خارجیوں سے فیصلہ کن جنگ کی جس میں چار ہزار کے قریب خارجی ہلاک ہوئے اور خارجیوں کے فتنہ کا زور ٹوٹ گیا۔

(۷۸) سورۂ انعام: ۵۷ (۷۹) الدر المختار، باب البغاۃ، ج ۴، ص ۲۶۲

ذوالثدیہ

سنن ابی داؤد میں ہے۔حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرمانِ نبوی ہے:
خارجیوں میں ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ:

"مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهَا شُعَيْرَاتٌ مِّثْلُ شُعَيْرَاتِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عَلٰى ذَنَبِ الْيَرْبُوْعِ"

ترجمہ: "عورت کے پستان کی طرح ہوگا جس پر چھوٹے چھوٹے بال ہوں گے جیسے جنگلی چوہے کی دم پر ہوتے ہیں۔"

یہ شخص (ذوالثدیہ) ان مقتولوں میں تلاش کیا جائے تو لوگوں نے تلاش بسیار کی لیکن اس نشانی کی لاش نہ ملی تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اُطْلُبُوا الْمُخْدَجَ"

ترجمہ: لُنجے کو تلاش کرو۔(رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا) چنانچہ

"فَاسْتَخْرَجُوْهُ مِنْ تَحْتِ الْقَتْلٰى فِيْ طِيْنٍ" (۸۰)

ترجمہ: صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے اسے مٹی میں پڑے ہوئے مقتولین کے نیچے سے ڈھونڈ نکالا (اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی کرامت واضح ہوئی۔)

جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں مخالفین کے بارے میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

کچھ لوگ اجتہادی خطا کی بنا پر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے والوں کو باغی اور جہنمی کہنے پر جری ہوجاتے ہیں اَلْعِیَاذُ بِاللہِ مِنْ ذٰلِکَ۔

یاد رہے کہ باغی قتل ہوجائے تو اس کی نمازِ جنازہ جائز نہیں اور باغی جہنمی ہوتا ہے لیکن جنگِ جمل میں جنگ ختم ہونے کے بعد دونوں اطراف کے مقتولوں کی نمازِ جنازہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے خود پڑھائی اور اُن کی تدفین بھی خود کرائی۔

مزید برآں کسی نے آپ سے پوچھا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے جو قتل ہوئے اُن کا کیا حکم ہے تو فرمایا:

"قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ" (۸۱)

ترجمہ: "میرے مقتول اور حضرت معاویہ کے مقتول سب جنتی ہیں۔"

(۸۰) سنن ابی داؤد، باب فی قتال الخوارج، الرقم: ۴۷۶۹ (۸۱) مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی صفین، الرقم: ۳۷۸۸۰

نصیحتِ افضلیہ : لہٰذا اصحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کے جھگڑوں میں صرف محتاط علمائے دین سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے اور غیر محتاط لوگوں سے محتاط رہنا چاہیے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جھگڑوں اور لڑائیوں کے بارے میں اہلسنت کا محتاط مذہب

...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى "(۸۲)

ترجمہ: "اللہ نے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے۔"

...... اور ارشادِ نبوی ہے:

"لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيْفَهُ "(۸۳)

ترجمہ: "میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اُن کے ایک مد یا آدھے مد جو کے برابر کو نہیں پہنچ سکتا۔"

...... اور ارشادِ نبوی ہے:

"اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ "(۸۴)

ترجمہ: "جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔"

لہٰذا تمام صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم جنتی ہیں اور اعلیٰ درجے کے متقی و پرہیز گار تھے۔ کسی صحابی کو برا بھلا کہنا موجبِ لعنت اور بدترین گمراہی ہے۔

لہٰذا اہلسنت و جماعت کا محتاط مذہب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد اور امام شہید ہیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جلیل القدر صحابیہ بھی ہیں اور اُم المؤمنین بھی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت تمام مؤمنین کی ماں ہیں، آپ نے قاتلینِ عثمان پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے اور امت مسلمہ کی خیر خواہی کے لیے لشکر تیار کیا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اِن جھگڑوں میں حق پر تھے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۸۲) سورۂ نساء: ۹۵ (۸۳) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلاً، الرقم: ۳۶۷۳
(۸۴) جامع ترمذی، باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ، الرقم: ۳۸۶۶

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"عَلِیٌّ مَّعَ الْحَقِّ اَوِ الْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ حَیْثُ کَانَ"(۸۵)

ترجمہ: "علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے علی جہاں بھی ہو۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اِس لڑائی میں اجتہادی خطا پر تھے، آپ باغی نہیں تھے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی کا ارشاد ہے:

"قَتْلَانَا وَقَتْلَاھُمْ فِی الْجَنَّۃِ"(۸۶)

ترجمہ: "میرے مقتولین اور معاویہ کے مقتولین جنتی ہیں"

جب کہ باغی جہنمی ہوتا ہے نیز اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل نہ ہوتے تو جنتی نوجوانوں کے سردار حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کبھی اپنی بہت بڑی ریاست حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد نہ کرتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کبھی بیعت نہ کرتے۔

اعتراض:

صحیح بخاری میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے:

"تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ"(۸۷)

ترجمہ: "انہیں (عمار کو) ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"

ظاہر ہے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگِ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے انہیں قتل کیا لہٰذا ارشادِ نبوی کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی باغی ہیں۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا اُن کے معتمد ساتھیوں میں سے کسی نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

ارشادِ نبوی میں باغی گروہ کو قاتل قرار دیا گیا اور باغی گروپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بھی موجود تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بھی موجود تھے جو

(۸۵) مجمع الزوائد، باب فیما کان فی الجمل وصفین، الرقم: ۱۲۰۳۱

(۸۶) مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی صفین، الرقم: ۳۷۸۸۰

(۸۷) صحیح بخاری، باب مسح الغبار عن الراس، الرقم: ۲۸۱۲

ہر بات میں خلیفۂ راشد سے اختلاف کرتے تھے۔

لہٰذا کوئی معلوم نہیں کہ کس باغی گروپ نے صحابیِ رسول حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

نیز یاد رہے کہ بہت سے مؤرخین نے غیر محتاط انداز میں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے جھگڑوں کو بیان کیا ہے۔ کچھ خلیفۂ راشد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے خلاف کہانیاں لائے ہیں اور کچھ صحابیٔ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کہانیاں لائے ہیں ایسی تمام کہانیاں قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے متروک ہیں اور حق وہی ہے جو قرآن وسنت سے بیان کر دیا ہے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے عقائد وافکار:

خلفائے ثلاثہ کی بیعت:

خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے پہلے تینوں خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں اور وزیر ومشیر کی حیثیت سے اُن کی رہنمائی فرمائی جو لوگ کہتے ہیں خلفائے ثلاثہ ظالم وکافر تھے اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے تقیۃً ایسا کیا یقیناً ایسے لوگ اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ (جنہوں نے ہمیشہ حق پر استقامت اختیار کی) پر بہت بڑی تہمت لگاتے ہیں۔ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ایسے عقیدۂ باطلہ سے محفوظ فرمائے۔

...... حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھا:

"فَكَانَ اَفْضَلَهُمْ كَمَا زَعَمْتَ فِي الْاِسْلَامِ وَ اَنْصَحَهُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْخَلِيْفَةُ وَخَلِيْفَةُ الْخَلِيْفَةِ وَلَعَمْرِيْ اَنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَّ اِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجَرْحٌ فِي الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ فَرَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَجَزَاهُمَا اَحْسَنَ مَا عَمِلَا" (۸۸)

ترجمہ: "وہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) اسلام میں سب سے افضل تھے جیسا کہ تمہارا خیال ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے سب سے زیادہ خیر خواہ تھے۔ خلیفہ اور خلیفہ کے

(۸۸) شرح نهج البلاغة لابن ابی الحدید، باب فی ذکر بعض مناقب جعفر بن ابی طالب، ج۵، ص ۲۵۳۔
نهج السعادة فی شرح نهج البلاغة، ج۵، ص۱۲۰ مطبوعہ ایران

خلیفہ تھے اور مجھے قسم ہے اِن دونوں کا مقام ومرتبہ عظیم ہے اور ان دونوں کا نقصان اسلام میں بہت بڑا زخم ہے اللہ اِن دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور انہوں نے جو بہترین عمل کیے اِن پر دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔"

...... ایک مرتبہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں دعا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَآءَ الرَّاشِدِیْنَ "(۸۸)

ترجمہ: "اے اللہ ہماری اسی طرح اصلاح فرما جس طرح تو نے خلفائے راشدین کی اصلاح فرمائی۔"

تو قریش کے ایک شخص نے کہا وہ خلفائے راشدین کون ہیں تو فرمایا:

"ھُمْ حَبِیْبَایَ وَعَمَّاكَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ اِمَامَا الْھُدٰی، وَشَیْخَا الْاِسْلَامِ وَرَجُلَا قُرَیْشٍ وَّالْمُقْتَدٰی بِھِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ) فَمَنِ اقْتَدٰی بِھِمَا عَصَمَ وَمَنِ اتَّبَعَ اٰثَارَھُمَا ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ "(۸۹)

ترجمہ: "وہ میرے محبوب اور تمہارے چچا ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں جو ہدایت کے امام ہیں، اسلام کے بزرگ ہیں، قریش کے دونوں آدمی ہیں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد جن کی اقتدیٰ ہوئی ہے اور اب جو بھی اُن کی اقتداء کرے گا محفوظ رہے گا اور جو بھی اُن کے نشانات کی پیروی کرے گا اسے صراط مستقیم کی ہدایت ملے گی۔"

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مخالفین نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے

"بَعَثَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اِلٰی بَابِهٖ یَحْرِسَانِهٖ "(۹۰)

ترجمہ: "حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہ کو تلواریں ہاتھ میں لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حفاظت کے لیے مقرر فرمایا۔"

افضلیت ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ نے ہمیشہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو امت میں افضل

(۸۹) کتاب الشافی، ج۳، ص۷۔ کتاب الامامۃ، ج۳، ص۱۴
(۹۰) تاریخ مختصر الدول، باب علی بن ابی طالب، ج۱، ص۱۰۵۔ سوانح کربلا، ص۵۶

قرار دیا۔ایک بار کسی نے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرا کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کوسزا دی پھر خطبہ دیا اور فرمایا:

"خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ" (۹۱)

ترجمہ: "اس امت کے نبی کے بعد اس امت کے افضل ترین لوگ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں"

اور صحیح بخاری اور دیگر کتب میں متعدد حوالے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اپنے اسی عقیدہ کا اظہار فرمایا۔

آپ کے بارے میں غلو کرنے والوں کا حکم شرعی

شارحِ بخاری ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"يُقَالُ لَهُمُ السَّبَائِيَّةُ مُعْتَقِدُوْنَ اِلٰهِيَّةَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّقَدْ اَحْرَقَهُمْ عَلِيٌّ بِالنَّارِ فِيْ خِلَافَتِهٖ" (۹۲)

ترجمہ: "اس قوم کو سبائیہ کہا جاتا تھا وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے دورِ خلافت میں آگ میں جلا دیا۔"

فدک شہر کے باغات

جیسا کہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں فدک شہر اور اس کے مضافات کے باغات پر کلام ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ارشادِ گرامی کے مطابق نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا ترکہ میراث نہیں بنے گا اور اس میں سے آل رسول بھی اپنی ضرورتیں پوری کرے گی اور اس میں اسی طرح عمل ہوگا جس طرح رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ عمل فرماتے تھے۔

پھر خلافتِ فاروقی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمِ رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اِن جائیدادوں پر متولی مقرر کیا کہ

(۹۱) بحار الانور، لباقر المجلسیی، ج۴۹، ص ۱۹۲ ۔ کتاب الشافی، ج۳، ص۴۹
(۹۲) لسان المیزان، من اسمہ عبداللہ بن سباء، ج۳، ص۲۹۰

"عَلَيَّ اِنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُ وُلِّيْتُ" (۹۳)

ترجمہ: "اس شرط پر کہ اللہ تعالیٰ کے عہد و میثاق پر اس (جائیداد) میں آپ دونوں اس طرح عمل کریں گے جس طرح کہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خود میں نے، جب سے میں خلیفہ بنایا گیا ہوں عمل کیا ہے"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پونے پانچ سال خلیفہ رہے اگر آپ کے نزدیک یہ جائیدادیں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے وارثوں کی میراث ہوتیں تو آپ پر شرعاً فرض تھا کہ آپ یہ جائیدادیں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد اور دیگر وارثوں میں تقسیم فرماتے لیکن آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو باقی رکھا اور اس کے خلاف کچھ نہ کیا اور اس طرح واضح فرمادیا کہ فیصلہ صدیقی ہی درست تھا، اسی طرح خلیفۂ خامس حضرت امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں فیصلۂ صدیقی کو باقی رکھا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔

شہادت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں باری باری ایک ایک رات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے گھروں میں رہتے تھے اور صرف تین لقمے کھانا کھاتے اور فرماتے: میں خالی پیٹ اللہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

زخمی ہونے والی رات بار بار مکان سے باہر تشریف لے جاتے اور آسمان کی طرف نظر فرماتے اور فرماتے بخدا مجھے کبھی کوئی غلط خبر نہیں دی گئی یہ وہی رات ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۱۷ یا ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو نمازِ صبح کے لیے لوگوں کو نماز کے لیے بلاتے ہوئے مسجدِ کوفہ کے دروازے کے اندر داخل ہوئے تو لعین عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی اور لعین شبیب خارجی نے آپ پر تلواروں سے حملہ کیا پہلے لعین شبیب نے وار کیا جو

(۹۳) صحیح بخاری، باب حدیث بنی النضیر، الرقم: ۴۰۳۳

خطا ہو گیا پھر لعین عبد الرحمٰن بن ملجم نے آپ کی پیشانی پر تلوار کا وار کیا۔تلوار پیشانی کو چیرتے ہوئے کنپٹی کے پاس سے نکلی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ زمین پر تشریف لائے اور آپ کی زبان مبارک سے یہ نعرہ سنا گیا:

"فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ "(۹۴)

ترجمہ: "ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔"

سبحان اللہ!اس سے پتہ چلتا ہے کہ شوقِ شہادت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے دل میں کس قدر موجزن تھا۔

عدل وانصاف کی انتہاء

لوگوں نے ابن ملجم لعین کو گرفتار کرلیا آپ نے فرمایا: اسے شربت پلاؤ اور نرم بستر پر بٹھانے کا حکم دیا اور اسے اسی وقت قتل کرنے سے منع کیا کیونکہ ابھی اس نے اقدامِ قتل کیا تھا لیکن آپ کو ابھی شہید نہیں کیا تھا اور شہادت سے پہلے اس کی سزا اسے قتل کرنا نہیں بنتی تھی۔

یہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا کمالِ عدل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے شدید زخمی ہونے کی حالت میں بھی حملہ آور کو قتل کرنے سے روک دیا۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی:

"اگر میں بچ گیا تو میں خود ابن ملجم کے بارے میں فیصلہ کروں گا اور اگر میں شہید ہو گیا تو پھر قصاص میں اسے قتل کر دینا۔"

چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضٰی کی شہادت کے بعد ابن ملجم کو قتل کر کے قصاص لیا۔

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو وصیت

امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو پاس بلا کر فرمایا:

"اُوْصِيْكُمَا بِتَقْوَى اللهِ وَلَا تَبْغِيَا الدُّنْيَا وَاِنْ بَغَتْكُمَا وَلَا تَبْكِيَا عَلٰى شَيْءٍ زُوِيَ مِنْهَا عَنْكُمَا وَقُوْلَا الْحَقَّ وَارْحَمَا الْيَتِيْمَ وَاَعِيْنَا الضَّعِيْفَ وَاصْنَعَا لِلْاٰخِرَةِ وَكُوْنَا لِلظَّالِمِ خَصْمًا وَّلِلْمَظْلُوْمِ اَنْصَارًا وَّاعْمَلَا لِلّٰهِ وَلَا تَاْخُذُكُمَا فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ "(۹۵)

(۹۴) تاریخ دمشق لابن عساکر، باب علی بن ابی طالب، ج ۴۲، ص ۵۶۱۔ احیاء علوم الدین، ج ۴، ص ۴۷۹
(۹۵) تاریخ الطبری، باب ذکر الخبر عن مقتل علی بن ابی طالب، ج ۵، ص ۱۴۷۔ الکامل لابن اثیر، ج ۲، ص ۷۴۱

ترجمہ: ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور دنیا کا طلبگار نہ بننا اگرچہ دنیا تمہیں چاہے اور جس چیز سے محرومی ہو جائے اس پر آہ و بکاہ نہ کرنا اور حق بات کہنا اور یتیم پر رحم کرنا اور مہمان کی مدد کرنا اور آخرت کی تیاری کرنا اور ظالم کو ظلم سے روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا اور اللہ کی رضا کے لیے عمل کرنا اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا“

نصیحتِ افضلیہ: ہر والد کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو یہی وصیت کرے جو مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو فرمائی۔

تدفین وخلافت

آپ اکیس رمضان المبارک ۴۰ ہجری رات کو جام شہادت نوش فرما گئے اور آپ کو کوفہ کے قریب نجف الاشرف کے مقام پر خفیہ طریقے سے دفن کیا گیا۔

آپ نے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا اور مسلمانوں کو خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا چنانچہ مسلمانوں نے نواسۂ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ خامس منتخب کیا۔ آپ کے مختصر سوانحِ حیات اگلے صفحات میں مطالعہ فرمائیں۔

ازواج واولاد اور خلفاء

ازواج: سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سات ازواج محترمات ہیں:

(۱) حضرت امامہ رضی اللہ عنہا بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

(۲) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (۳) حضرت خولہ رضی اللہ عنہا

(۴) ام البنین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (۵) حضرت ام حبیب رضی اللہ عنہا

(۶) حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا (۷) حضرت ام سعید رضی اللہ عنہا

آپ کی اولاد

...... **حضرت فاطمہ** رضی اللہ عنہا سے:

حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن رضی اللہ عنہم، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہن کی ولادت ہوئی۔

...... **حضرت امامہ** رضی اللہ عنہا سے:

حضرت محمد اوسط رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

...... **حضرت اسماء بنت عمیس** رضی اللہ عنہا سے:

حضرت محمد اصغر اور حضرت یحیٰی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔

...... **حضرت خولہ** رضی اللہ عنہا سے:

حضرت ابوبکر المعروف محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی

...... اُم البنین **حضرت فاطمہ** رضی اللہ عنہا بنت حرام سے:

حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عثمان، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہم کی ولادت ہوئی یہ چاروں شہزادے کربلا معلٰی میں شہید ہوئے۔

...... **حضرت ام حبیب** رضی اللہ عنہا سے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ صغریٰ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی۔ حضرت عمر بھی میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

...... **حضرت لیلٰی** رضی اللہ عنہا سے:

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ یہ دونوں شہزادے بھی کربلا میں شہید ہوئے۔

...... **حضرت ام سعید** رضی اللہ عنہا سے:

حضرت ام الحسن رضی اللہ عنہا اور حضرت رملہ کبریٰ کی ولادت ہوئی۔(۹۶)

علامہ ابن کثیر دمشقی فرماتے ہیں:

"فَجَمِيْعُ وُلْدِ عَلِيٍّ اَرْبَعَةَ عَشَرَ ذَكَرًا وَّسَبْعَ عَشَرَةَ اُنْثٰى"(۹۷)

ترجمہ: "آپ کے بیٹے چودہ ہیں اور بیٹیاں سترہ ہیں۔"

آپ کے خلفائے طریقت

(۱) مصلحِ اعظم حضرت امام حسنِ مجتبٰی رضی اللہ عنہ (۲) شہیدِ اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ (۴) حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ (۶) حضرت قاضی شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ(۹۶)

(۹۶) مأخوذ از "تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ" (۹۷) البدایۃ والنہایۃ، فصل ذکر زوجاتہ وبنیہ وبناتہ، ج۷، ص ۳۶۸

خلافتِ امام حسن رضی اللہ عنہ تتمۂ خلافتِ راشدہ ہے

خلافتِ راشدہ سے مراد:

...... صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد خلیفۂ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہم ہوئے، ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں (۱)

خلافتِ نبوت تیس سال ہے:

...... ارشادِ نبوی ہے:

"خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاءُ"(۲)

ترجمہ: "نبوت کی خلافت تیس سال ہے پھر اللہ جسے چاہے گا اپنی بادشاہی عطا فرمائے گا۔"

...... یہ تیس سال اس طرح مکمل ہوئے:

"وَكَانَتْ خِلَافَةُ اَبِي بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ سَنَتَيْنِ وَثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ وَّخِلَافَةُ عُمَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَنِصْفًا وَّخِلَافَةُ عُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً وَّخِلَافَةُ عَلِيٍّ اَرْبَعَ سِنِيْنَ وَتِسْعَةَ أَشْهُرٍ وَّخِلَافَةُ الْحَسَنِ ابْنِهٖ سِتَّةَ اَشْهُرٍ"(۳)

ترجمہ: "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور تین ماہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال اور چھ ماہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو ماہ اور آپ کے بیٹے حضرت حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت چھ ماہ ہے۔"

(۱) بہارشریعت، حصہ اول، صفحہ: ۲۴۱ (۲) سنن ابی داؤد، باب فی الخلفاء، الرقم: ۴۶۴۶
(۳) شرح الطحاویۃ، باب نحب اصحاب رسول من غیر افراط، ج۱، ص۴۸۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصلحِ اعظم خلیفۂ خامس حضرت امام حسن مُجتبیٰ رضی اللہ عنہ

حسنِ مجتبیٰ سَیِّدُ الْاَسْخِیَا راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اَوجِ مہرِ ہدیٰ موجِ بحرِ ندیٰ روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہدخوارِ لعابِ زبانِ نبی چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

خلیفۂ خامس امیر المؤمنین حضرت امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، معدنِ ولایت، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بڑے شہزادے ہیں اور سید المرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے چھوٹی اور نہایت لاڈلی بیٹی سیدۃ نساء الجنۃ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بڑے لختِ جگر ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ امتِ مسلمہ کے وہ مصلحِ اعظم ہیں جنہوں نے سمرقند بخارا سے لے کر طرابلس العرب (لیبیا) تک پھیلی ہوئی ریاستِ اسلامیہ، صرف اور صرف امتِ مسلمہ کو خونریزی وتباہی سے بچانے اور اپنے مولائے کریم رب تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور لڑائیوں سے تباہ شدہ امتِ مسلمہ کو متحد اور مستحکم کرنے کے لیے صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادی جس کے نتیجے میں ۴۱ ہجری سے لے کر ۶۰ ہجری تک بیس سال اہلبیت عظام، صحابۂ کبار اور تابعین رضی اللہ عنہم ایک حاکمِ اسلام کی قیادت میں متحد رہے اور فتوحاتِ اسلامیہ کے جو سلسلے بند ہو چکے تھے پھر سے امتِ مسلمہ کو حیرت انگیز کامیابیاں حاصل ہونے لگیں اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور امتِ مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے آمین آمین آمین۔

نام، کنیت، القاب اور عقیقہ وغیرہ

آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں 15 رمضان المبارک 3 ہجری میں ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے اور فرمایا:

"اَرُوْنِی ابْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ؟"

ترجمہ: "مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟"

تو میں نے عرض کی: حرب (جنگ) تو فرمایا: یہ حسن ہے(۱)

حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ہارون کے بڑے بیٹے شَبَّر کے نام پر (عربی میں) حسن نام رکھا۔(۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

"اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اسْمَانِ مِنْ اَسْمَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ "(۳)

ترجمہ: "حسن اور حسین جنتیوں کے ناموں سے دو نام ہیں۔"

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود تَحْنِیْك (منہ میں کھجور چبا کر، لعاب میں ملا کر گھٹی) فرمائی۔(۴)

دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھ کر یہ عمل مسنون فرمایا(۵)۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ساتویں روز عقیقہ کیا۔ اور سر کے بال مونڈوائے (۶) اور ختنہ کیا اور سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ فرمائی۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں نام حسن و حسین اہلِ عرب سے مستور رکھے(۷) یعنی اس سے پہلے کسی نے اپنے بیٹوں کو ان ناموں سے موسوم نہیں کیا۔

آپ کی کنیت ابو محمد اور القاب: سبطِ رسول، سیدُ شبابِ اہلِ الجنۃ، ریحانِ رسول، تقی، سید، آخر الخلفاء بالنص وغیرہ ہیں۔

شکل وصورت وحسن وجمال

حضرت حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ جوہرِ حسنِ عالم حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سب سے زیادہ مشابہ ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ حسن و جمال کے مالک تھے۔

(۱) مسند احمد، الرقم: ۷۶۹۔ المستدرک، باب و من مناقب الحسن و الحسین، الرقم: ۴۷۷۳

(۲) صحیح ابن حبان، باب ذکر الحسن و الحسین، الرقم: ۶۹۵۸۔ الادب المفرد، باب الصرم، الرقم: ۸۲۳

(۳) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الرابع، ج۱، ص ۱۴۴۔ تاریخ دمشق، باب الحسن بن علی، ج۱۳، ص ۱۷۱

(۴) مسند البزار، الرقم: ۷۴۳ (۵) المعجم الکبیر، الرقم: ۹۲۶ (۶) جامع ترمذی، باب العقیقۃ بشاۃ، الرقم: ۲۸۴۱

(۷) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الرابع، علی بن ابی طالب، ج۱، ص ۱۴۴

...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَلْحَسَنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّاْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ"(۸)

ترجمہ: "حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے سب زیادہ مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس سے نیچے نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔"

ے

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

"لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ"(۹)

ترجمہ: "کوئی بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے مشابہ نہیں تھا۔"

فضائل و مناقب

...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر سوار کیا ہوا تھا اور فرمار ہے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ"(۱۰)

ترجمہ: "اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت فرما۔"

...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

(۸) جامع ترمذی، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، الرقم: ۳۷۷۹

(۹) صحیح بخاری، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، الرقم: ۳۷۵۲

(۱۰) صحیح بخاری، باب السخاب للصبیان، الرقم: ۵۸۸۴

”مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ“(۱۱)

ترجمہ: ”جو مجھ سے محبت کرے اور ان دونوں اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کرے وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔“

...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک دن حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو کندھوں پر بیٹھا کر لائے اور فرمایا:

”مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِی“(۱۲)

ترجمہ: ”جس نے اِن دونوں (حسن وحسین) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔“

...... حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ممبر پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک بار حسن کو دیکھتے اور ایک بار لوگوں کو دیکھتے اور فرمارہے تھے:

”اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ“(۱۳)

ترجمہ: ”بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا۔

سبحان اللہ! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کرانے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کرانے کو اللہ تعالیٰ کی صلح کرانا قرار دے رہے ہیں۔

...... رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ“(۱۴)

(۱۱) جامع ترمذی، باب مناقب علی بن ابی، الرقم: ۳۷۳۳۔ مسند احمد، الرقم: ۵۷۶
(۱۲) مسند احمد، الرقم: ۹۶۷۳۔ مسند البزار، الرقم: ۹۴۱۰
(۱۳) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی اللہ عنہما، الرقم: ۲۷۰۴
(۱۴) جامع ترمذی، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، الرقم: ۳۷۶۸

ترجمہ: "حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔"

سبحان اللہ! اس حدیث سے واضح ہے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی سرداری کو ماننے والے جنتی ہیں۔

﴾...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے تو ایک شخص نے کہا:

"نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ"

ترجمہ: "اے لڑکے! آپ بہت اچھی سواری پر ہو۔"

تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"وَنِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ" (۱۵)

ترجمہ: "سوار بھی بہت اچھا ہے۔"

﴾...... عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ حالتِ سجدہ میں تھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کندھوں یا پشت پر بیٹھ گئے تو نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا جب تک کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی مرضی سے نہ اترے۔ تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ نے سجدہ لمبا فرمایا کیا اسی طرح حکم دے دیا گیا ہے یا آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"کُلُّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ وَّلٰکِنَّ ابْنِی ارْتَحَلَنِیْ فَکَرِھْتُ اَنْ اُعْجِلَہٗ حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَہٗ" (۱۶)

ترجمہ: "یہ تمام باتیں نہیں ہیں لیکن میرا بیٹا مجھ پر سوار تھا میں نے پسند نہیں کیا کہ میں جلدی کروں یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کر لے۔"

﴾...... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک دن ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما آئے اِن دونوں پر سرخ قمیصیں تھیں چلتے تو لڑکھڑاتے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ منبر سے اترے

(۱۵) جامع ترمذی، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، الرقم: ۳۷۸۴

(۱۶) سنن النسائی، باب ھل یجوز ان تکون سجدۃ اطول، الرقم: ۱۱۴۱۔ المستدرک، الرقم: ۴۷۷۵

دونوں شہزادوں کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھادیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

"اِنَّمَآ اَمۡوَا لُکُمۡ وَ اَوۡلَا دُکُمۡ فِتۡنَةٌ"

ترجمہ: "بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں"

میں نے ان دونوں کو دیکھا چلتے ہیں اور لڑکھڑاتے ہیں تو

"فَلَمۡ اَصۡبِرۡ حَتّٰی قَطَعۡتُ حَدِیۡثِیۡ وَرَفَعۡتُهُمَا "(۱۶)

ترجمہ: "مجھ سے رہا نہ گیا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات ختم کی اور اِن دونوں کو اٹھالیا۔"

پنجتن پاک

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سیاہ رنگ کے بالوں سے بُنی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حسن آئے تو انہیں چادر میں داخل فرمالیا پھر حسین آئے تو انہیں چادر میں داخل فرمالیا پھر فاطمہ آئیں تو انہیں چادر میں داخل فرمالیا پھر علی آئے تو انہیں چادر میں داخل فرمایا پھر فرمایا:

"اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا "(۱۷)

ترجمہ: "اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور رکھے اے اہلبیت اور تم کو خوب پاک فرمائے۔" اس حدیث مبارک سے پنجتن پاک کی اصطلاح بنی۔

مباھلہ

مباہلہ کا معنیٰ ہے دو فریق نہایت عاجزی سے ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت (عذاب کے نزول) کی التجا کریں۔

9ہجری میں جب نجران کے عیسائیوں کو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلام کی دعوت دی جب آپ نے دلائل سے اتمام حجت فرمائی تو آپ نے انہیں مباہلہ (ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے) کا چیلنج کیا۔

نبیِٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی چار بیٹیوں میں سے تین: حضرت رقیہ 2ہجری، حضرت زینب 8ہجری اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن 9ہجری میں وفات پا چکی تھیں

(۱۷) جامع ترمذی، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی، الرقم: ۳۷۷۴

(۱۸) صحیح مسلم، باب فضائل اهل بیت، الرقم: ۲۴۲۴

لہٰذا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا لیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے ایک جانب پکڑا اور حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو پیچھے کھڑا کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلِیْ (۱۹)

ترجمہ: ”اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔“

اور پھر ان سے کہا: جب میں نصاریٰ کے خلاف اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑنے کی دعا کروں تو تم نے آمین کہنی ہے۔

ادھر عیسائیوں نے مشاورت کی تو وفدِ نجران کے ایک سردار عاقب عبدالمسیح نے کہا: تم پہچان چکے ہو کہ حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) واقعۃً نبی مرسل ہیں اور جو بھی کسی سچے نبی سے مباہلہ کرے تو اس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

اس موقع پر بڑے پادری (لاٹ پادری) اُسقُف نے کہا:

”یَا مَعْشَرَ النَّصَارٰی اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْھًا لَّوْسَاَلُو اللّٰہَ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا مِّنْ مَّکَانِہٖ لَاَزَالَہُ بِھَا فَلَا تُبَاھِلُوْا“(۲۰)

ترجمہ: ”اے نصاریٰ کی جماعت! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو ہٹا دے گا۔ اس لیے مباہلہ کا ارادہ چھوڑ دو۔“

اس موقع پر حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عذاب نجران کے نصاریٰ پر منڈلا رہا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو خنازیر اور بندروں کی شکل میں مسخ ہو جاتے اور نجران کو آگ کے شعلے اپنی لپیٹ میں لے لیتے حتّٰی کہ جانور بھی جل جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے نجران کے تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔(۲۰)

اخلاق و خصائل و عادات

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی تربیت جامع اخلاقِ انبیاء حضرت محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ

(۱۹) صحیح مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب، الرقم: ۲۴۰۴

(۲۰) تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، روح المعانی زیر بحث آیت مذکورہ

عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور کانِ ولایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سراپا تقویٰ وطہارت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمائی تھی اس لیے نہایت حلیم، باوقار، صاحب حشمت ، نہایت سخی اور علوم ومعارف میں باکمال تھے۔ مسلمانوں میں خونریزی پر بہت دُکھی تھے اور مسلمانوں کو مزید خونریزی وتباہی سے بچانے کے لیے بہت بڑی اسلامی ریاست سے دست بردار ہوگئے۔

۞...... آپ نے پچیس حج پیادہ کیے حالانکہ اعلیٰ قسم کے اونٹ اور گھوڑے آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔(۲۱)

۞...... آپ نہایت شیریں زبان تھے۔عمیر بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

"مَا تَکَلَّمَ عِنْدِیْ اَحَدٌ کَانَ اَحَبَّ اِلَیَّ اِذَا تَکَلَّمَ اَلَّا یَسْکُتَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَّمَا سَمِعْتُ مِنْہُ کَلِمَۃَ فُحْشٍ قَطُّ "(۲۲)

ترجمہ: "میرے پاس کسی نے کلام نہیں کیا کہ مجھے یہ بات بہت محبوب ہو کہ وہ کلام میں خاموشی نہ کرے بنسبت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے اور میں نے کبھی آپ کی زبان سے کوئی فحش کلمہ نہیں سنا۔"

۞...... آپ تقویٰ وطہارت ، عبادت اور کثرتِ تلاوت قرآن اور دیگر خصائل حمیدہ میں بلند مقام ومرتبہ کے مالک تھے۔

۞...... آپ ہررات سورۂ کہف کی تلاوت فرماتے تھے۔(۲۳)

۞...... مروان گورنرِ مدینہ منورہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدکلامی، بدتمیزی اور بداخلاقی کی انتہاء کرتا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کمالِ حلم کے ساتھ سب کچھ برداشت فرماتے۔ (۲۴)

۞...... جب آپ کا وصال ہوا تو مروان رونے لگا حضرت امام حسین رضی اللہ نے فرمایا: زندگی میں تو تُو انہیں ستا تا رہا اور اب کیوں روتا ہے؟ تو مروان نے کہا:

"اِنِّیْ کُنْتُ اَفْعَلُ ذٰلِکَ اِلٰی اَحْلَمَ مِنْ ھٰذَا وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلَی الْجَبَلِ"(۲۵)

(۲۱) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الرابع، علی بن ابی طالب، ج۱، ص ۱۴۵
(۲۲) البدایۃ والنھایۃ، باب ذکر من توفی فی ھذہ السنۃ، ج۱۱، ص ۱۹۶
(۲۳) شعب الایمان، باب ذکر الآیۃ الجامعۃ للخیر، الرقم: ۲۲۲۲
(۲۴) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الرابع، علی بن ابی طالب، ج۱، ص ۱۴۶
(۲۵) البدایۃ والنھایۃ، باب ذکر من توفی فی ھذہ السنۃ، ج۱۱، ص ۱۹۸

ترجمہ: ”میں یہ سلوک اس شخص سے کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی بڑے حوصلے والا تھا پھر اس نے اپنے ہاتھ سے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا۔“

...... آپ جود وسخا میں اپنے نانا جان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرح تھے۔ سائلوں کو ایک ایک لاکھ درہم تک عطا فرما دیتے تھے۔

...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت کے مطابق ”خَرَجَ مِنْ مَّالِہٖ مَرَّتَیْنِ“ آپ نے دو بار اپنا سارا مال راہِ خدا میں خرچ کیا اور سنتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مطابق ”قَاسَمَ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَالَہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰی اِنْ کَانَ لَیُعْطِیْ نَعْلًا وَّیُمْسِكُ نَعْلًا وَّیُعْطِیْ خُفًّا وَّیُمْسِكُ خُفًّا“(۲۶)

ترجمہ: ”آپ نے تین بار آدھا مال راہِ خدا تعالیٰ میں خرچ کیا۔ حتّٰی کہ جوتے اور موزے میں بھی نصف نصف فرماتے۔“

...... آپ روزوں کی کثرت فرماتے اور شب بیدار تھے۔

...... آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا، وجہ پوچھنے پر فرمایا: ”حَقٌّ عَلٰی مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّدْخُلَ عَلٰی ذِی الْعَرْشِ اَنْ یَّتَغَیَّرَ لَوْنُہٗ“(۲۷)

ترجمہ: ”اس شخص پر حق ہے جو مالکِ عرش یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا ارادہ کرے کہ اس کا رنگ بدل جائے۔

90 کے قریب نکاح کرنے کی وجہ

ہر خاندان کی خواہش ہوتی کہ انہیں خاندانِ نبوت کا سسرال ہونے کا شرف حاصل ہو۔ اس لیے آپ نے چار ازواج کی حد کے اندر رہ کر نوے کے قریب نکاح فرمائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ کی گلیوں میں لوگوں کو فرماتے:

”یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ لَا تُزَوِّجُوا الْحَسَنَ فَاِنَّہٗ رَجُلٌ مِّطْلَاقٌ“(۲۸)

ترجمہ: ”اے کوفہ والو! حسن کو رشتے نہ دو وہ جلد طلاق دینے والا شخص ہے“

تو ہمدان کے ایک شخص نے کہا:

(۲۶) تاریخ دمشق لابن عساکر، باب الحسن بن علی، ج۱۳، ص۲۴۳
(۲۷) وفیات الاعیان، باب الحسن بن علی، ج۲، ص۶۹
(۲۸) البدایۃ والنھایۃ، باب ذکر من توفی فی ھذہ السنۃ، ج۱۱، ص۱۹۷

"وَاللّٰہِ لَنُزَوِّجَنَّہٗ فَمَا رَضِیَ اَمْسَكَ وَمَا كَرِہَ طَلَّقَ "(۲۸)

ترجمہ: "قسم بخدا! ہم اپنی لڑکیاں اُن کے نکاح میں ضرور دیں گے وہ طلاق دیں یا رکھیں۔"

جس بیوی کو بھی طلاق دیتے ساری زندگی وہ آپ رضی اللہ عنہ پر فریفتہ رہتی اور آپ رضی اللہ عنہ کے حسنِ اخلاق سے رطب اللسان رہتی۔

آپ کی خلافت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہادت سے پہلے کہا گیا کہ آپ اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَسْتَخْلِفُ وَ لٰكِنْ اِنْ يُّرِدُ اللّٰہُ بِالنَّاسِ خَيْرًا فَسَيَجْمَعُهُمْ بَعْدِیْ عَلٰی خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلٰی خَيْرِهِمْ "(۲۹)

ترجمہ: "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا اس لیے میں بھی کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ اگر لوگوں پر بھلائی کی ارادہ فرمائے گا تو اُن کو میرے بعد اُن میں سے بہتر شخص پر جمع فرمادے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے بعد لوگوں کو اُن میں سے بہتر شخص پر پر جمع فرمادیا۔

چنانچہ قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے سب سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اس کے بعد لوگوں نے بیعت کرنا شروع کی آپ سب سے اس شرط پر بیعت لیتے کہ

"اِنَّكُمْ سَامِعُوْنَ مُطِيْعُوْنَ تُسَالِمُوْنَ مَنْ سَالَمْتُ وَتُحَارِبُوْنَ مَنْ حَارَبْتُ "(۳۰)

ترجمہ: "تم میرے ہر حکم کو سننے اور ماننے والے ہوگے اور جس سے میں صلح کروں اس سے صلح کروگے اور جس سے میں جنگ کروں اس سے جنگ کروگے" چنانچہ اسی عہد پر آپ کی بیعت کی گئی۔"

اس بیعت کے بعد کوفہ میں سرگوشیاں شروع ہوگئیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ جنگ کا

(۲۸) البدایۃ والنہایۃ، باب ذکر من توفی فی ھذہ السنۃ، ج۱۱، ص۱۹۷
(۲۹) المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، الرقم: ۴۴۶۷
(۳۰) البدایۃ والنہایۃ، باب تسلیم الحسن بن علی، ج۱۱، ص۱۳۵۔ تاریخ الطبری، ج۵، ص۱۶۲

ارادہ نہیں رکھتے امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ اور ارشادات سے بھی اس قسم کے اشارات واضح ہوئے کہ آپ صلح کی طرف مائل تھے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور ساتھ ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو صلح کا پیغام بھیجا اور پیغام بھیجا کہ "صلح" جنگ سے بہتر ہے اور آپ مجھے خلیفۂ وقت تسلیم فرمالیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی چالیس ہزار کا لشکر لے کر کوفہ سے بجانب شام روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ساباطِ مدائن کے مقام پر لشکر کو خطبہ دیا اور حمد وثنا کے بعد واضح فرمایا: لوگو! میں نے تم سے بیعت لی تھی کہ صلح اور جنگ میں تم میری اطاعت کروگے پھر واضح فرمایا کہ اتفاق واتحاد اور صلح واصلاح، نااتفاقی اور دشمنی سے بہرحال بہتر ہے اس پر لشکر میں بہت اشتعال پیدا ہوا اور بہت سے لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت نازیبا کلمات کہے لیکن امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بڑے صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کیا۔

اس موقع پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات پختہ ہوگئی کہ دونوں لشکروں کے اکثر لوگوں کے نقصان کے بعد کسی لشکر کو غلبہ حاصل ہوگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ امت کی بہتری اتفاق واتحاد اور جنگ کو ترک کرنے میں ہے۔

اس کے بعد شیاطینِ کوفہ "خوارج" نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر کفر کے فتوے بھی لگائے اور قاتلانہ حملہ بھی کیا لیکن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مصالحت اور اتحادِ امت کے نظریے پر ڈٹے رہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا گیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو بھی شرائط رکھیں اِن دونوں نمائندوں نے سب شرائط کو تسلیم کرلیا اور اس پر ضامن ہونے کا بھی عہد کیا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سادہ کاغذ پر مہر کے ساتھ دستخط کر کے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اس کاغذ پر جو چاہیں لکھ لیں میں اِن پر عمل درآمد کروں گا۔

اس موقع پر پہلے یہ بھی طے پایا جا چکا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ولیِٔ عہد ہوں گے لیکن امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جب امت میں خونریزی روکنے اور مسلمانوں کے اتحاد کے لیے خلافت چھوڑ دی ہے تو اب دوبارہ میں خلیفہ نہیں بنوں گا لہٰذا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے معاہدے میں ولیِٔ عہد والی شق کو تحریری معاہدہ میں لکھنے سے منع فرما دیا۔(۳۱)

شیعہ مذہب کے اکابرین کا صلح کا اقرار

شیعہ مذہب کا مشہور پیشوا ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کو شام آنے کی دعوت دی جب وہ شام پہنچے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ "(۳۲)

ترجمہ: "اے حسن رضی اللہ عنہ آپ کھڑے ہو کر بیعت فرمائیں تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بیعت کی پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ آپ بھی کھڑے ہو کر بیعت فرمائیں تو آپ نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی۔

(یہی مضمون "رجال الکشی" (۳۳) اور "الانتصار" (۳۴) میں بھی موجود ہے)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس عظیم اقدامِ صلح پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی دلیر اور بہادر آدمی نہیں دیکھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس عظیم اقدام سے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی جس میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ "(۳۵)

ترجمہ: "بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔"

(۳۱) تاریخ اسلام، باب حسن بن علی بن طالب، ص ۳۲۴ (۳۲) بحار الانوار، الجزء الرابع والاربعون، ص ۶۱
(۳۳) رجال الکشی، باب قیس بن سعد بن عبادہ، الرقم: ۱۷۶ (۳۴) رجال الکشی، ج ۸، ص ۳۷
(۳۵) صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی اللہ عنہما، الرقم: ۲۷۰۴

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادتِ سری اور جنت البقیع میں تدفین

۴۱ ہجری میں خلافت سے دست بردار ہونے کے بعد آپ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ۵۰ ہجری میں آپ کو زہر دیا گیا چالیس روز تک آپ رضی اللہ عنہ شدید علیل رہے جگر اور انتڑیوں کے ٹکڑے پیٹ سے خارج ہوتے رہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے اصرار کے باوجود حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے زہر دینے والے کی نشاندہی نہ فرمائی۔ کچھ لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی زوجہ جعدہ پر زہر دینے کا الزام لگایا ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ زہر دیئے جانے کے بعد چالیس روز تک بقید حیات رہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کسی کو نامزد نہیں فرمایا تو اِن الزام لگانے والے لوگوں کو کیسے علم ہو گیا کہ آپ کی بیوی جعدہ نے زہر دیا تھا۔؟

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حجرۂ نبویہ (روضۂ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ) میں تدفین کی اجازت چاہی تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بطیبِ خاطر اجازت دے دی لیکن گورنرِ مدینہ مروان بن حکم نے حجرۂ نبویہ میں آپ کی تدفین سے منع کر دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر بنو ہاشم نے تلواریں نکال لیں لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر مخلصین کے اصرار پر وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں مقبرۂ اہلِ بیت میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کرنے پر راضی ہو گئے۔ (۳۹)

1925ء میں امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر آل واصحاب کے مزارات کا انہدام

1924ء میں مکہ مکرمہ میں جنت المعلّٰی میں اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے آباء کرام اور اولادِ عظام اور دیگر پیاروں کے مزارات کو مسمار کر دیا گیا۔

1925ء میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات، شہزادۂ

(۳۶) تاریخ الخلفاء، باب الخلیفۃ الرابع، ص ۱۴۸۔ تاریخ الاسلام للتدمری، باب حرف الحاء، ج ۴، ص ۴۰

رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تمام شہزادیوں رضی اللہ عنہن ، عمِ رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، اُم مولیٰ علی حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا اور دیگر آل واصحاب اور اہم شخصیات کے مزارات کو مسمار کیا گیا تو شہزادیٔ رسول سیدۃ نساء الجنہ حضرت فاطمۃ الزہراء کے مزارِ اقدس کے ساتھ آرام فرما نواسۂ رسول مصلحِ اعظم حضرت امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمۂ اہلِ بیت عظام امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے مزاراتِ مقدسہ کو بھی منہدم کر دیا گیا۔

1925ء میں جنت البقیع کے انہدام کے بعد سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے اُحد رضی اللہ عنہم کے مزارات اور دیگر کئی مزاراتِ مقدسہ اور کئی تاریخی مساجد اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم کی بے شمار یادگاروں کو مسمار کیا گیا۔

1974ھ میں مسجدِ نبوی کی توسیع کرتے وقت دارِ نابغہ میں والدِ رسول حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور چھ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی قبروں کی کھدائی کی گئی نوائے وقت اور دیگر پاکستان کے بڑے اخبارات کے مطابق سب اجسام تر وتازہ اور خوشبودار تھے جن کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا اور مارچ 1999ھ میں ابوا شریف کی ایک پہاڑی پر اُمِ رسول حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک پر بلڈوزر چلا کر مسمار کر دیا گیا اور آثار کو مسمار کرنے کا قبیح سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

الحمدللہ! راقم الحروف نے عالمی تنظیم اہلسنت کے زیرِ اہتمام آثارِ رسول اور قبرِ اُمِ رسول کی بحالی کے لیے دنیا بھر میں تین سال شب وروز عالمگیر تحریک چلائی اور اس سلسلہ میں اسلام آباد، لندن اور امریکہ میں سعودی سفارت خانوں کے سامنے تاریخی احتجاجی مظاہرے کیے بیسیوں ممالک کے دورے بھی کیے اور لاکھوں خطوط اور یادداشتیں جاری کر کے مسلم حکمرانوں اور دینی حلقوں کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی لیکن افسوس کہ مسلم حکام نے اپنا دینی فریضہ انجام نہ دیا۔

یاد رہے کہ 1999ء میں لندن میں تاریخی مظاہرے سے قبل ایک پڑوسی ملک کے سفیر نے ملاقات کے لیے ٹائم مانگا تو راقم الحروف نے ملاقات سے انکار کر دیا بلکہ لندن

مظاہرے میں آنے والے اسی ملک کے سفارت خانے کے عملے کو مظاہرے سے چلے جانے پر مجبور کیا اور واضح کیا کہ ہماری یہ مقدس تحریک اپنی مدد آپ کے تحت ہے ہم کسی حکومت سے امداد نہیں لیتے۔ برطانیہ کے اکثر علماء اِن حقائق سے واقف ہیں وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم کے تمام مزارات اور یادگاریں پھر سے بحال ہوں۔

اٰمِیْن اٰمِیْن اٰمِیْن وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

مصنف پر ایک نظر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَ

خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَلْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْن کے مصنف استاذی واستاذ الاساتذہ پیشوائے اہلسنت **پیر محمد افضل قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی ولادت ۴ جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۷۲ھ بمطابق 20 جنوری 1953ء کو آبائی گاؤں مراڑیاں شریف کے قریب محلہ ٹبی مرل گجرات میں ہوئی۔

آپ کے دادا جان فقیہ اعظم حضرت مولانا **محمد نیک عالم قادری** رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے درس نظامی کے ممتاز استاذ تھے۔ حضرت سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھکی شریف، حضرت خواجہ محمد اسلم قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد نواز کیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ، علامہ علی محمد کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ، خطیب بری امام اسلام آباد جیسے برصغیر کے اکابر علماء نے آپ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔

آپ اعلیٰ تقویٰ وطہارت اور زہد وعبادت کی وجہ سے بارگاہ نبوی میں اس قدر منظورِ نظر تھے کہ آپ کی دعا سے خلیفۂ شیرِ ربانی حضرت سید یعقوب شاہ صاحب ماجرہ شریف نزد کنجاہ اور کئی دیگر سالکین، زیارتِ نبوی سے مشرف ہوئے۔ آپ اس قدر مستجاب الدعوات تھے کہ کئی بار آپ کی دعا سے اُسی وقت آسمان پر بادل چھائے اور خوب بارش ہوئی۔

پیشوائے اہلسنت حضرت **پیر محمد افضل قادری** مدظلہ العالی کے والد گرامی قطب الاولیاء استاذ العلماء حضرت **خواجہ محمد اسلم قادری** رحمۃ اللہ علیہ فاضل مدرسہ غوثیہ بٹالہ شریف انڈیا وخلیفہ مجاز دربار عالیہ بٹالہ شریف ہیں۔ آپ عارف کامل اور متبحر عالم دین تھے آپ کی زندگی عبادت وریاضت، خدمتِ خلق، اصلاح وارشاد، تعلیمِ علومِ دین، کثرت درود شریف، یتیموں کی پرورش، ساداتِ عظام کی خدمت واحترام، عشقِ رسول ومحبت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جامعہ

قادریہ عالمیہ سمیت درجنوں دینی مدارس کے قیام سے عبارت ہے۔

حضرت نے اپنے چاروں بیٹوں اور تینوں بیٹیوں کو مکمل درس نظامی اور سلوک وتصوف کی تعلیم سے آراستہ کر کے دین کی تعلیم وتبلیغ پر مامور فرمایا اور خصوصاً حضرت **پیر محمد افضل قادری** کو مئی 1976ء میں جلسہ عام میں دستار بندی کر کے نیک آباد مراڑیاں شریف کے ادارے اپنی زندگی میں اُن کے سپرد کر دیئے اور 2003ء میں حج بیت اللہ کے دوران ۸ ذوالحج کو مقام منیٰ میں زیارتِ نبوی کرائی جس میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تمہیں ہماری دوہری سرپرستی حاصل ہے پھر 14 ذوالحج کو مدینہ منورہ میں زیارتِ نبوی کرائی جس میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "مراڑیاں شریف کا مدینہ شریف سے اتصال ہے"

پیشوائے اہلسنت حضرت **پیر محمد افضل قادری** مدظلہ العالی نے تصوف وسلوک کی تعلیم اپنے والدگرامی سے حاصل کی۔ درس نظامی کی تعلیم والدگرامی اور دیگر جید اساتذہ سے مکمل کی اور پھر 1967ء سے 1969ء تک حکیم الامت مفتی اعظم حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال میں شرح وبسط کے ساتھ مکمل صحاح ستہ (دورۂ حدیث) کی تعلیم حاصل کی۔

درس نظامی کی تدریس 1967ء سے شروع کر دی ہوئی تھی پھر 1973ء میں امام المحدثین مفتی اعظم حضرت سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ والیِٔ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے دوبارہ دورہ حدیث پڑھا اور اُن سے علم کلام، فتویٰ نویسی اور مناظرہ کی تعلیم حاصل کی اور منطق وفلسفہ کی بالائی کتب اور علم طب وحکمت کی تعلیم امام المنقول والمعقول حضرت مولانا سلطان احمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (حاصلاں والا شریف) سے حاصل کی۔ نیز آپ نے 1970ء سے 1976ء تک پرائیویٹ تیاری کر کے میٹرک، ایف اے، بی اے اور فاضل عربی کے امتحانات پاس کیے اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اسلامیات پاس کیا۔

استاذی محترم مدظلہ العالی 1967ء سے تادم حال دسمبر 2019ء تک 52 سال سے کریما سعدی سے بخاری شریف تک کئی بار مکمل درس نظامی اور اس کے ساتھ فاضل عربی کی

تدریس کر چکے ہیں۔

آپ کی زندگی دینی وملی تحریکوں ، باطل قوتوں سے ٹکراؤ، درس وتدریس ، اصلاح وارشاد، خدمتِ خلق اور اندرون وبیرون ملک مدارس ومساجد کی تعمیر میں گزری ہے۔خطبات ومقالات افضلیہ ، اربعین افضلیہ اور غلط تراجم کی نشاندہی، تاریخی فتاوٰی اور مسلم حکام واداروں کے نام مکتوبات کے علاوہ آپ کے انتہائی تحقیقی مضامین اخبارات ورسائل میں چھپ چکے ہیں۔

آپ کے عظیم کارناموں سے ایک کارنامہ نیک آباد میں "قادریہ عالمیہ یونیورسٹی (برائے طالبات)" ہے جس سے اس سال (2019ء) میں درس نظامی کے چاروں درجات سے 1180 عدد، عربی فاضل ،میٹرک ،ایف اے، بی اے سے 147 عدد، ترجمۃ القرآن اور حفظِ قرآن سے 159 عدد ، اعتکاف کورس سے 439 عدد اور اسلامی معلوماتی کورسز سے 1341 عدد کل 3266 عدد طالبات میں اسناد تقسیم کی گئی ہیں۔

یہ عظیم ادارہ حضرت **پیر محمد افضل قادری** مدظلہ العالی کی دو بہنیں محترمہ باجی ریحانہ کوثر قادری اور محترمہ باجی رضوانہ کوثر قادری مدظلھما (جو کہ آپ کی تلمیذہ بھی ہیں) بڑی محنت سے چلا رہی ہیں۔اس وقت پاکستان اور بیرونی ممالک میں اس ادارے کی شاخوں کی تعداد 400 سے متجاوز ہوچکی ہے اور فارغ التحصیل عالمات کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

20 سال سے تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے سالانہ امتحانات میں طالبات کے ملک بھر اور کشمیر کے مدارس میں سے قادریہ عالمیہ یونیورسٹی کی تعداد ہی امتحانات میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔جامعہ قادریہ عالمیہ میں 1000 مسافر طلبہ وطالبات کے لیے فری تعلیم ،فری خوراک ،فری رہائش اور فری علاج کی سہولتیں موجود ہیں۔

پیشوائے اہلسنت حضرت **پیر محمد افضل قادری** مدظلہ العالی نے بھی اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کو دینِ اسلام کی تعلیم وخدمت پر مامور کیا ہوا ہے اور آپ کے بڑے بیٹے صاحبزادہ مفتی پیر محمد عثمان علی قادری نیک آباد کا مرکز چلا رہے ہیں۔آپ کی ایک بیٹی گجرات شہر میں، ایک بیٹی نوٹنگھم برطانیہ میں اور ایک بیٹی نیک آباد میں دینی خدمات انجام دے رہی ہے اور چھوٹے دو بیٹے پیر محمد صدیق علی قادری اور پیر محمد حسنین علی قادری

ابھی زیر تعلیم و تربیت ہیں۔

آپ کے سینکڑوں خلفاء اور ہزاروں تلامذہ پاکستان اور بیرونی ممالک میں دینِ اسلام کی تعلیم، تدریس، اصلاح وارشاد اور دیگر دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔

پیشوائے اہلسنت حضرت **پیر محمد افضل قادری** مدظلہ العالی درس نظامی اور علوم عربیہ واسلامیہ کے بے مثل استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ خطیب، عظیم مصلح ومرشد اور روحانی پیشوا ہیں اور ہر میدان میں فاتح مناظر ہیں۔ 1984ء میں جہلم میں دوران مناظرہ اہل حدیث فرقہ کے چوٹی کے محدث ومناظر حافظ عبدالقادر روپڑی کی حدیثِ پاک میں اغلاط کی نشاندہی کر کے انہیں مبہوت کر کے رکھ دیا جس کے نتیجے میں فرقہ اہل حدیث کو شکستِ فاش ہوئی۔ آپ نے 1999ء میں بحالی قبر سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی عالمگیر تحریک کے دوران حرمین شریفین کے موجودہ علماء سے 11 سوالات کیے لیکن آج تک اس مذہب کا کوئی عالم اِن کا جواب لکھنے کی جسارت نہیں کر سکا۔

پیشوائے اہلسنت حضرت **پیر محمد افضل قادری** مدظلہ العالی نے 1985ء میں تین سال کی محنتِ شاقہ سے نالہ بھمبر گجرات پر 8 میل لمبا حفاظتی بند تعمیر کرایا جس کی بدولت گجرات شہر اور پینتیس دیہات سیلاب کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہو گئے آپ نے متعدد سڑکیں پختہ کرائیں، درجنوں دیہات میں سوئی گیس کی لائنیں بچھوائیں، نیک آباد میں خواجہ اسلم فری ڈسپنسری قائم کی اور افضلیہ ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ذریعے نادار لوگوں کی امداد کی اور خصوصاً زلزلہ کشمیر ومانسہرہ 2005ء، زلزلہ بلوچستان 2008ء اور تباہ کن سیلابوں، بارشوں اور آفتوں میں ملک بھر میں تباہ حال لوگوں کی بھرپور امداد کی۔

آپ نے جماعت خدامِ اہلسنت پاکستان، جماعت اہلسنت پاکستان، عالمی تنظیم اہلسنت، ناموس رسالت محاذ، پاکستان سنی اتحاد کونسل، اور تحریک لبیک یارسول اللہ میں بنیادی اور مرکزی کردار ادا کیا اور ناموس رسالت، ختم نبوت، نظام مصطفیٰ، تحفظ آثارِ رسول وآثارِ آل واصحاب اور انسدادِ فحاشی کی سینکڑوں مہمات اور تحریکوں میں مجاہدانہ خدمات انجام دیں اور ہمیشہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کی آواز بلند کرنے کی اعلیٰ مثالیں

قائم کیں اور اس سلسلہ میں 16 بار پنجاب کی مختلف جیلوں میں اور چار بار میانوالی جیل میں قید تنہائی کے ساتھ نظر بند رہے ہیں اور اس دوران 53 روز غازی علم الدین شہید کے "محض کمرہ" میں بھی محبوس رہے اور آپ کی تحریک پر میانوالی جیل میں مسجد غازی علم الدین شہید تعمیر ہوئی تھی۔

آپ نے شدید علالت، ہارٹ فیلیر اور بڑھاپے کے باوجود "الخلفاء الراشدون" انتہائی محنت ومشقت سے تصنیف فرمائی ہے۔

اس کتاب کے ایک ایک فقرے میں علم کا خزانہ ہے جس کا اندازہ پڑھنے سے ہوتا ہے۔

یہ بے مثل کتاب ہر گھر، ہر لائبریری، ہر مسجد اور ہر مدرسہ میں بلکہ ہر مسلمان خصوصاً درس نظامی اور سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ وطلبہ کے پاس ہونا بہت مفید ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے مکمل استفادہ کرنے اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کرکے دنیا بھر میں اسے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِيْن وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلٰى وَلَدِهِ السَّيِّدِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِيِّ وَعَلٰٓى اَوْلِيَآءِ اللّٰهِ اَجْمَعِيْنَ

خانقاہ نیک آباد کا ادنیٰ سوالی:

مفتی محمد شہزاد قادری

مفتی ومدرس جامعہ قادریہ عالمیہ، نیک آباد گجرات پاکستان